تمہید ایمان

مع

حسام الحرمین



تصنیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حواشی

علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

بَلَغَ العُلیٰ بکمالہٖ

کشَفَ الدُّجیٰ بجمالہٖ

حَسُنَت جمیعُ خصالہٖ

صَلُّوا علیہِ وآلہٖ

تمہید ایمان

مع

حسام الحرمین

تصنیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی

حواشی

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا

داتا دربار مارکیٹ لاہور

0313-8222336

0321-4716086

نام کتاب ـــــــــ تمہیدِ ایمان مع حسام الحرمین

تصنیف ـــــــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں

حواشی ـــــــــ علامہ پیر محمد نصر الدین ناصر المدنی مدظلہ

صفحات ـــــــــ 264

قیمت ـــــــــ 240 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ مجاہد بھیرہ شریف	048-6691763
مکتبہ الفرقان گوجرانوالہ	0333-4264487
مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ	055-4237699
اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی	051-5536111
معراج کتب خانہ ملتان	0323-7210125
مکتبہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں	0308-4551988
مکتبہ حسان کراچی	0331-2476512
مکتبہ برکات المدینہ کراچی	0321-3531922
مکتبہ رضویہ کراچی	021-32216464
مکتبہ کنز الایمان کراچی	0315-8269125
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ عطاریہ گوجرہ	0331-6553526
مکتبہ فیضان عطار حیدرآباد	0311-3682626
مکتبہ عطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0313-8746126

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی خدمتِ دین کو اپنے پیارے "بابا" کے نام کرتا ہوں جن کی مخلصانہ شفقتوں کے باعث مجھ جیسے نجانے کتنے بھٹکے ہوؤں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ کتنے گمراہوں کو راہِ حق ملی، جن کی بے مثال تعلیم و تربیت نے مجھ جیسے نجانے کتنوں کو خوابِ غفلت سے جگا کر کچھ کر گزرنے کے لائق بنایا۔ جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کے اُجالے میں کچھ پڑھنے لکھنے کے قابل بنایا۔

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ پیارے "بابا" کی مخلصانہ شفقتوں کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ!

خاکپائے علمائے اہلِ سنّت

ابوتراب ناصر الدین ناصر مدنی

فہرست ''دعوتِ انصاف''

❁

فہرست ''تمہید الایمان''

فہرست ''حسام الحرمین''

❄

تصدیقاتِ علمائے مدینۂ منورہ

❄

OOO

ابتدائیہ

ایک وقت وہ بھی تھا جب علمائے کرام وصوفیائے عظام کی مخلصانہ کوششوں اور انتھک جدوجہد اور بے مثال قربانیوں کے سبب ہندوستان میں اسلام کا پرچم لہرایا مگر جب حکمرانوں کی آپس کی ناچاقیوں کی وجہ سے انگریز نے ہندوستان پر اپنا تسلط جمایا تو اسے اپنے قدم جمانے میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمانوں کو پایا جن کے قلوب اولیائے کرام و بزرگانِ دین کے فیض وکرم سے عشقِ رسول و تعظیمِ انبیاء سے سرشار تھے، چنانچہ انگریز نے اپنی حکومت کو دوام دینے کے لیے چاہا کہ مسلمانوں کی طاقت کو پارہ پارہ کردیا جائے اور یہ جب ہی ممکن تھا جب ان کے قلوب عشق و تعظیمِ رسول اور اولیائے اللہ کی عقیدت ومحبت سے خالی کر کے ان کے لیے بغض و عداوت کی آگ بھڑکا دی جائے۔

لہٰذا اس ناپاک مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انگریز نے مسلمانوں کے مقابل اسے بے ضمیر لوگوں کو کھڑا کیا جو خود کو مسلمان کہلواتے مگر مگر اللہﷻ، اس کے حبیب ﷺ، انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے کرام رحمہا اللہ اجمعین کی شان میں گستاخیاں کرتے ذرا نہ جھجکتے۔ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا، ایمانیات کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا، تفرقہ بازی کرنا ان کے ناپاک عزائم میں شامل تھا۔ غرض مکار انگریز نے اپنا مقصد حاصل کرلیا اور مسلمان کہلوانے والے ضمیر فروش چند نام نہاد مولویوں کو خرید کر مسلمانوں نیں بدعقیدگی و بدعملی پھیلانا

شروع کردی، ان بدعقیدہ لوگوں کے باطل عقائد میں سے چند کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

۱۔ اللہ ﷻ جھوٹ بول سکتا ہے۔
۲۔ حضور ﷺ آخری نبی نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی آنے کا امکان ہے۔
۳۔ حضور ﷺ کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے۔
۴۔ حضور ﷺ کا علم ایسا ہی ہے جیسا علم بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو ہوتا ہے۔
۵۔ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

چنانچہ جب یہ عقائد مسلمانوں نے سنے تو علمائے کرام سے ان کے بارے میں فتویٰ پوچھا۔ علمائے اہلِ سنت نے ان عقائد کا جواب دیا اور بدعقیدہ لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کیا لیکن یہ لوگ توبہ کرنے کے بجائے بے ڈھنگی تاویلیں دینے لگے تاکہ ان کی بدعقیدگی کسی پر آشکارا نہ ہو۔ کئی بار ان لوگوں کو مناظرے کی دعوت دی گئی مگر یہ لوگ ہر بار بھاگ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں ان کی کفریہ عبارتوں اور توبہ نہ کرنے کے سبب کافر قرار دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتویٰ کی تصدیق عرب و عجم کے سیکڑوں علمائے کرام و مفتیانِ کرام نے بھی کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتویٰ پر ان بدقیدہ لوگوں نے بہت شور مچایا کہ امام احمد رضا نے ہمیں خواہ مخواہ کافر قرار دیا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا پول کھولنے اور اصل چہرہ بے نقاب کرنے کے لیے ایک کتاب مستطاب تصنیف فرمائی جس کا نام ''تمہید الایمان'' رکھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس مایۂ ناز تصنیف میں مسلمانوں کو ان بدعقیدہ لوگوں کے مکر و فریب اور سازوں سے بچنے کی نہ صرف تاکید فرمائی بلکہ ان بدعقیدہ لوگوں کے اعتراضات کے جوابت بھی عنایت فرمائے۔

آپ نے اپنی اس تصنیفِ جلیل کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا:

۱۔ جو سیدِ عالم ﷺ کو گالی دے یا عیب لگائے یا ان کی شان میں ادنیٰ سی بھی کمی کرے، وہ کافر ہے۔
۲۔ جو کوئی ان کے کفریہ کلام کو دیکھ کر یا سن کر بھی انھیں کافر نہ مانے اور بہانے بنائے ان کی دوستی، استاذی، شاگردی کا لحاظ کرے، وہ بھی کافر ہے۔
۳۔ ان گستاخوں نے جو کچھ اللہ ﷻ اور اس کے حبیب ﷺ کے بارے میں لکھا ہے، اس کے گستاخانہ ہونے میں کوئی شبہہ نہیں۔
۴۔ جو مکر و فریب اور بہانے بازی اور تاویلیں یہ پیش کرتے ہیں، اس کا کوئی اعتبار نہیں، وہ بہانے بازی اور جھوٹی تاویلیں ان کے کفر کو نہیں مٹا سکتی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تصنیفِ لطیف میں مسلمانوں کے قلوب میں ایمان کی شرط عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت و فضیلتِ ارشاد فرماتے ہوئے قرآن پاک سے استدلال فرماتے ہوئے بکثرت آیتِ کریمہ تحریر فرمائیں، جن کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیتِ کریمہ تحریر فرمائی:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝۹

ترجمہ کنزالایمان: ”بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔“

(سورۃ فتح، آیت، ۸-۹)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا اس کا خلاصا یہ ہے کہ مسلمانو! تمھارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے:

اوّل یہ کہ اللہ و رسول (ﷻ و ﷺ) پر ایمان لائیں۔
دوم یہ کہ رسول اللہ (ﷺ) کی تعظیم کریں۔

سوم یہ کہ اللہ تبارک وتعالٰی کی عبادت میں ۔۔۔۔۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو۔ سب میں پہلے ایمان کو ذکر فرمایا اور سب کے بعد اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی تعظیم کو۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزرے، سب بے کار و مردود ہے۔ جسے دنیا جہاں میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے۔ اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے۔ صرف کلمہ گوئی اور زبان سے خود کو مسلمان کہنے پہ تمھارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں: (۱) محمد ﷺ کی تعظیم اور محبت کو تمام جہاں پر تقدیم۔ تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمھارے باپ، تمھارے استاد، تمھارے پیر، تمھاری اولاد، تمھارے بھائی، تمھارے احباب، تمھارے اصحاب، تمھارے مولوی، تمھارے حافظ، تمھارے مفتی، تمھارے واعظ وغیرہ وغیرہ، جب وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں، اصلاً تمھارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے، فوراً ان سے الگ ہوجاؤ، ان کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو، نہ اس کی مولویت، مشیخیت، بزرگی، فضیلت کو دل میں جگہ دو کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کی بناء پر تھا، جب یہ شخص انھی کی شان میں گستاخ ہوا، پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا۔ پھر محمد ﷺ کے مقابل گر تم نے اس سے دوستی نباہی، اس کی بات بنانی چاہی، اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا یا

صرف تم نے اس امر میں بے پروائی ہی منائی، تمھارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ ایمان کے امتحان کہ قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا، اس سے کتنے دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی، وہ ان کو بدگو، گستاخ کی عزت کر سکے گا، اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہاں سے زیادہ پیارے ہوں، وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا۔ جو اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی کرے تو جو اس سے دوستی کرے، وہ مسلمان نہ ہوگا، کیوں کہ ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے۔ اس کی عزت نہیں کرسکتے، ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ للہ اپنے حال پر رحم کرو کہ اگر تم نے اللہ و رسول کی عظمت کے آگے کسی کا پاس نہ کیا، کسی سے علاقہ نہ رکھا تو اللہ تمھارے دلوں میں ایمان نقش فرما دے گا، جس میں اِن شاء اللہ حسنِ خاتمہ کی خوش خبری ہے۔ وہ تمھیں ہیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا، تم منہ مانگی مزا دیں گے، پاؤ گے، سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔ اے مسلمان! ذرا انصاف کر کہ انعامات بہتر ہیں، جو ان گستاخوں سے یک لخت ترکِ تعلق کر دینے پر ملتے ہیں یا وہ عذاب بہتر ہیں جو ان گستاخی سے تعلق رکھنے پر پڑیں گے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ عذاب بہتر ہیں اور انعامات چھوڑنے کے لائق ہیں مگر جان بردار خالی یہ کہہ دنیا کام نہیں دیتا، یہ اللہ کی طرف سے تمھاری جانچ ہے، دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ تمھارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئی گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو اللہ و رسول کے مقابل ضد سب کام نہ لو، اپنی عاقبت نہ بگاڑو دیکھو، وہ تمھیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے، اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، وہ تمھیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں نباہ نہیں۔ دیکھو اور گناہ ۔۔۔ نرے گناہ ہوتے ہیں، جن پر عذاب کا استحقاق ہے مگر ایمان نہیں جاتا۔

مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت ان کی محبت مدارِ ایمان ہے جو اس معاملے میں کمی کرے، اس دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے اور جب ایمان گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذابِ شدید ہے، کبھی رہائی نہ ہوگی، یہ گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو، وہاں اپنی بھگت رہے ہوں گے، تمھیں بچانے نہ آئیں گے تو ایسوں کی خاطر اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضبِ جبار و عذابِ نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مایۂ ناز رسالے میں حضور دانائے جنوں کو علمِ غیب ہونے پر بکثرت آیتِ کریمہ سے استدلال فرمایا اور بخوبی وضاحت فرمائی کہ حضور دانائے غیوب ﷺ کو علمِ غیب رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسعتِ علمِ غیب پر طعن کرنا انکار کرنا سخت بے ادبی و گستاخی ہے اور ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ جس نے یہ کہا کہ شیطان کے علم کا زیادہ ہونا نص سے ثابت ہے، فخرِ دو عالم ﷺ کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے؟ تو کیا اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی نہ کی، کیا اس گستاخ نے ابلیسِ لعین کے علم کو رسول اللہ ﷺ کے علمِ اقدس پر نہ بڑھایا تو کیا رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنا کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا نبیِ کریم ﷺ کو اتنا ہی علمِ غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل ہر چوپائے کو حاصل ہے، کیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو صریح گالی نہ دی۔ اے مسلمان، اے محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی! کیا اس ناپاک وملعون گالی کے کے صریح ہونے میں تجھے کچھ شبہہ گزرتا ہے، کیا معاذ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت تیرے دل سے نہیں نکل گئی کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے۔ کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی گالی نہ دی بلکہ خدا کے کلام کا بھی انکار کیا کہ دیکھو بکثرت آیتِ قرآنیہ جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالاتِ انبیا میں گنا،

تو اب اس بدگو کا آقا ﷺ کے وسیع علم کا انکار کس طرح کلام اللہ کا رد کر رہا ہے۔ تو کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مسلمان کو جھنجھوڑتے ہوئے احساس دلاتے ہوئے آیاتِ قرآنیہ تحریر فرمائیں جس سے بخوبی یہ واضح فرمایا کہ دیکھو اللہ عزوجل تم سے فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل (ابراہیم علیہ السلام) اور ان پر ایمان لانے والوں نے میرے لیے اپنی کافر قوم سے تعلق توڑ لیا، ان کے صاف دشمن ہو گئے اور کہہ دیا کہ ہم تم سے قطعی بیزار ہیں تو تمھیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ مانو تو تمھاری خیر ہے، نہ مانو تو اللہ کو تمھاری کچھ پروا نہیں، جہاں وہ میرے دشمن ہوئے، ان کے ساتھ تم بھی سہی۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید آیاتِ قرآنیہ تحریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ، تم اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور کیوں نہ ہو، غیب کی بات جاننی شانِ نبوت ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیفِ لطیف "فقہِ اکبر"، شفا شریف و بزازیہ و درر وغرر و فتاویٰ خیریہ، مجمع الانہر و درِ مختار وغیرہ سے استدلال فرماتے ہوئے ان گستاخوں کے مکر کا پردہ چاک فرما کر اس کی وضاحت بھی فرمائی کہ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کو گالی دے یا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور ﷺ کی شان گھٹائے، وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو، کیسی صاف تصریح ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کی تنقیصِ شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اور جو اس کے معذّب عذاب کے

مستحق ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

آخر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ﷫ نے جن گستاخوں پر ان کے کفر کے سبب تکفیری فتویٰ دیا تھا، اس کے حق ہونے پر وضاحت بھی فرمائی جس کا خلاصا یہ ہے کہ ہم کسی کو کافر کہنا پسند نہیں کرتے، جب تک مجبور نہ ہوجائیں، میں نے ان گالی بکنے والوں کو اس وقت تک کافر نہ کہا، جب تک کہ صاف، واضح اور یقینی طور پر ان کا کفر سورج سے زیادہ روشن نہ ہوگیا بلکہ اس وقت تک ان کو کافر کہنے میں احتیاط برتی اور انتہائی احتیاط کی مگر جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ لوگ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں، مثلاً آقا ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے، اللہ کو معاذ اللہ جھوٹا کہا اور حضور دانائے غیوب ﷺ کو علم میں شیطان سے کم اور جانوروں کے برابر بتایا۔ تو اب کافر کہے بغیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی وضاحتیں سن چکے کہ جو ان کے کافر ہونے اور عذاب کا مستحق ہونے میں شک کرے، وہ خود کافر ہے۔ تو اپنا اور اپنے بھائیوں، عوام اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا۔ لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔

یہاں چار مرحلے تھے: (۱) جو کچھ ان گستاخوں نے لکھا، چھاپا، ضرور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین و گستاخی پر مبنی تھا۔ (۲) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ (۳) جو انھیں کافر نہ کہے اور ان کا پاس لحاظ رکھے۔ ان کے استادی و رشتہ داری کا خیال کرے، وہ بھی انھی کی طرح کافر ہے۔ قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جائے گا۔ جو عذر و مکر جاہل و گم راہ لوگ بیان کرتے ہیں، سب غلط ناجائز و بے کار ہیں۔ یہ چاروں مرحلے بحمد اللہ تعالیٰ اچھے و بہتر طریقے سے واضح و روشن ہوگئے۔ جن کے ثبوت قرآنِ عظیم ہی کی آیتِ کریمہ نے دیے۔ اب ایک طرف جنت و سعادت اور دوسری طرف بدبختی اور ہمیشہ کے جہنم کا عذاب۔ جسے جو پسند آئے، اختیار کرے۔ مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ

کا دامن چھوڑ کر گستاخوں کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح و کامیابی نہ پائے گا۔ باقی ہدایت رب العزت کے اختیار میں ہے۔ یہ بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اتنی واضح تھی کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو تصدیقات دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا اپنے بھائیوں کی مکمل تسلی کے لیے مکۂ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی و خوش اسلوبی و جوشِ دینی سے ان عمائدِ اسلام نے تصدیقیں فرمائیں، بحمداللہ تعالیٰ کتابِ مستطاب ''حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین'' میں گرامی بھائیوں کے پیشِ نظر ہر صفحے کے مقابل آسان اردو میں اس کا ترجمہ واضح احکامات و علمائے کرام کی تصدیقات موجود۔

آخر میں آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی کہ الٰہی، اسلامی بھائیوں کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرما، اور ــــــ یا تیرے اور تیرے حبیب ﷺ کے مقابل زید و عمر کی حمایت سے بچا۔ صدقہ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجاہت کا، آمین آمین۔

عرب و عجم کے جن علمائے کرام نے اعلیٰ حضرت کے اس تکفیری فتویٰ کی تصدیق فرمائی، ان کے اسمائے گرامی بمعہ تصدیقات مایۂ ناز کتاب بنام ''حسام الحرمین'' میں موجود ہیں جو اس کتاب کے آخر میں شامل کی گئی ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ہمارے معاشرے میں ایک تعداد ان بھولے بھالے مسلمانوں کی ہے جن کے نزدیک ہر کلمہ گو عاشقِ رسول کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ بے چارے اپنی دانست میں یہ سمجھتے ہیں کہ جو ایک نبی کا کلمہ پڑھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، اسلام کے دیگر ارکان و احکامات و عبادات پر عمل پیرا ہے، وہی سچا و پکا مسلمان اور حضور ﷺ کا غلام ہے۔ لہٰذا وہ اپنے دل میں ہر حقیقی مسلمان اور بظاہر نظر آنے والے مسلمان کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں اور ان کے خلاف سننے اور سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے۔ لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ان

بھولے بھالے مسلمانوں کو بدمذہبوں کی بدمذہبیت، گم راہ کن عقائد، مسلمانوں کے خلاف مکر وفریب اللہ اور اس کے رسول، انبیائے کرام و اولیائے عظام کی شان میں کی گئی گستاخیوں سے آگاہ کیا جائے تا کہ مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم ہونے سے بچایا جائے اور تمام مسلمان متحد ہوکر ایک عظیم الشان قوت بن کر ان بدمذہبوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور ملّتِ اسلامیہ منتشر ہونے سے بچ جائے۔ چنانچہ اس ضرورت کے پیشِ نظر اس کتاب کے آغاز میں ہی رئیس القلم علامہ محمد ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بنام ''دعوتِ انصاف'' کو شامل کیا گیا ہے جو بے حد مفید ثابت ہوگی۔

خاک پائے امیرِ اہلِ سنّت

دعوتِ انصاف

رئیس التحریر
علامہ محمد ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الصادق الکریم

علمائے دیو بند کے لیے پہلے سے اگر کوئی نرم گوشہ آپ کے دل میں موجود ہے تو اس کتاب کے مطلعہ کا آپ پر قدرتی ردعمل یہ ہوگا کہ آپ غصے کی جھنجھلاہٹ میں اسے بند کر کے کہیں ایک طرف رکھ دیں گے، لیکن اگر آپ بردبار، معاملہ فہم اور صاحب فکر سلیم ہیں اور واقعات کی تہہ میں اتر کر حقائق کی تلاش کا جذبہ، اعتدال کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہے تو آپ یہ جاننے کی ضرور کوشش کریں گے کہ علمائے دیو بند ایک ملک گیر محاذ جنگ کی بنیاد آخر کیوں کر پڑی۔ بحث و مناظرہ کے وہ حقیقی اسباب و علل کیا تھے جن کے زیر اثر سالہاسال تک پورے ملک میں یہ معرکے گرم رہے۔

یہ نزاع دو چار آدمیوں تک محدود ہوتا تو اسے شخصی یا خاندانی مفادات کی آویزش کہہ کر نظر انداز کیا جاسکتا تھا، لیکن علمائے دیوبند کے خلاف مذہبی پیکار کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ملک ہی نہیں، بیرون ملک کا بھی بہت بڑا خطہ اس کی لپیٹ میں ہے۔ مساجد سے لے کر مدارس تک مذہبی زندگی کے سارے شعبے اس اختلاف سے اس درجہ متاثر ہیں کہ دیہات سے آفاق تک پوری قوم دو ملتوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ اس لیے اس ہمہ گیر اختلاف کو دیو بند اور بریلی کا شخصی نزاع قرار دے کر اس کے حقیقی محرکات سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔

نہایت افسوس اور قلق کے ساتھ مجھے ہندو پاک کے مسلم مورخین سے یہ شکوہ ہے کہ انہیں آج تک یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ علمائے دیو بند

کے خلاف ان مذہبی بےچینیوں کی صحیح بنیاد معلوم کرتے جو ملک و بیرون ملک کے کروڑ ہا کروڑ مسلمانوں کے درمیان نصف صدی سے پھیلی ہوئی ہیں، اور جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ ایک نہ ختم ہونے والے روحانی کرب اور ذہنی وفکری انتشار کا شکار ہے۔ ہماری مظلومی کے ساتھ اس سے بڑھ کر دردناک مذاق اور کیا ہوسکتا ہے کہ عین بےخبری کی حالت میں ہمارے احتجاج کو فتنہ انگیزی سے تعبیر کیا، حالاں کہ اپنے غم و غصہ اور اپنے جذبے کی تباہیوں کا اظہار ہر مظلوم کا واجبی حق ہے۔

اتنی تمہید کے بعد اب ہم اس مذہبی نزاع کی پوری تفصیل اس امید کے ساتھ اہل علم کے سامنے پیش کررہے ہیں کہ وہ اس کی روشنی میں نزاع کے اصل محرکات کا پتہ چلائیں گے۔ بالفرض نگاہوں پر بوجھ ہو جب بھی یہ سرگزشت صبر وتحمل کے ساتھ پڑھیے کہ حقیقت کا متلاشی کسی گروہ کا طرف دار نہیں ہوتا۔

علمائے دیو بند کے ساتھ علمائے اہلسنّت کے اختلاف کی تین مضبوط بنیادیں

کچھ کم ایک صدی سے ساری دنیا میں دیو بندی اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں بلاوجہ نہیں ہے، اگر اس حقیقت کی تلاش کے لیے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے، تو ذیل میں اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھیے جنہوں نے امت کو دو ملتوں میں تقسیم کردیا ہے۔

پہلی بنیاد

اپنی مذہبی سرشت کے اعتبار سے مسلمان کا جو والہانہ تعلق اپنے رسول کریم ﷺ کی محترم ذات سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس کا ایمان اپنے

رسول ﷺ کی بارگاہ میں اتنا مؤدب اور حساس ہے کہ رسول ﷺ کی حرمت پر ذرا سی خراش بھی اسے برداشت نہیں، ناموس رسول کے تحفظ کے لیے ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر دور میں جس والہانہ جذبے کے ساتھ اپنی فداکاریوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخ کا جانا پہچانا واقعہ ہے۔ حب رسول ﷺ کی وارفتگی کا یہ رخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم وغصہ اور نفرت و غضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا کہ نشانے پر کون ہے، باہر کا ہو یا اندر کا جس نے بھی رسول ﷺ کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرت ایمانی کی تلوار اس کے خلاف بے نیام ہوگئی۔

آج ملعون رشدی کی زندہ مثال آپ کے سامنے ہے، رسول ﷺ کی حرمت پر حملہ کر کے اس نے سارے عالم اسلام کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ قابل رشک ہیں وہ شہیدان محبت جو رشدی کے خلاف اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آقا کی عزت پر قربان ہوگئے۔

علمائے دیوبند کے خلاف بھی ہمارے غم وغصہ کی سب سے بڑی بنیاد یہی ہے کہ ان کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم ﷺ کی شان اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کیے ہیں جس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

۱۔ علمائے دیوبند کے مذہبی پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ’’حفظ الایمان‘‘ میں حضور اکرم سید عالم ﷺ کے علم پاک کو رذائل اور حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دی ہے جس کے وہ خود بھی اقراری مجرم ہیں۔

اہل علم و ادب زبان کے اس محاورے سے اچھی طرح واقف ہیں کہ محترم چیزوں کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ سے عظمت و تکریم کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب رذائل کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے توہین و تنقیص کے معنی نکلتے ہیں ۔ اردو زبان کے محاورات میں تشبیہ و تمثیل کا یہ ضابطہ اتنا شائع اور ذائع

ہے کہ کوئی صاحب علم اس کے اس معانی و مطالب کے استلزام سے انکار نہیں کرسکتا۔

اس بنیاد پر ہمارا یہ دعویٰ شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ تھانوی جی بارگاہِ رسالت ﷺ کے گستاخ ہیں، انہوں نے رسولِ پاک ﷺ کے علم شریف کو رذائل کے علم سے تشبیہ دے کر اہانت رسول کے خوفناک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

۲۔ علمائے دیوبند کے دوسرے اور تیسرے مذہبی پیشوا مولوی خلیل احمد انیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ زمین کے علم محیط کے سوال پر شیطان کا علم، رسول ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسول کی وسعت علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے، کیوں کہ شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن و حدیث ناطق ہیں، رسول ﷺ کے علم کی وسعت پر نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔

اس میں قطعا دو رائے نہیں کہ شیطان کے مقابلے میں رسول پاک کے علم کی تنقیص ایک کھلا ہوا کفر اور ایک کھلی ہوئی گستاخی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی کھلی ہوئی گستاخی اور کھلا ہوا کفر ہے کہ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسول پاک ﷺ کی وسعت علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے لیکن یہی عقیدہ شیطان کے بارے میں رکھنا شرک نہیں ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی رسول پاک کی صریح تنقیص ہے کہ رسول پاک کے علم کی وسعت پر قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے، لیکن شیطان کے علم کے وسعت پر قرآن میں بھی دلیل ہے اور حدیث میں بھی۔

۳۔ علمائے دیوبند کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیو بند نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے، جبکہ حضور کو خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے آخری نبی ماننا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔

بلکہ اپنی کتاب میں انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ حضور ﷺ کے زمانے یا حضور ﷺ کے بعد بھی اگر کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے جب بھی حضور کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ حالاں کہ یہ بات آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور کی آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہوجاتا ہے۔ مولوی نانوتوی کی یہی وہ کتاب ہے جسے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے جواز کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ختم نبوت کے مسئلے میں علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ اور یہ اختلاف حرمت و حلت کا نہیں بلکہ کفر و اسلام کا ہے۔

دعوتِ انصاف

دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے جو ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ واضح رہے کہ اس بنیاد کا تعلق اہانت رسول اور انکار ضروریات دین سے ہے، جس کے کفر ہونے میں قطعا کوئی شبہ نہیں۔ قرآن کی بیشمار آیتیں اس عقیدے پر شاہد عدل ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی شان میں ہلکی سی گستاخی بھی اسلام اور ایمان کے رشتے کو منقطع کردیتی ہے۔ علم اور عبادت کی کوئی فضیلت گستاخی کے انجام بد سے کسی کو ہرگز نہیں بچاسکتی۔

اس موقعہ پر اپنے قارئین سے یہ ضرور عرض کروں کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز تحریروں کو اپنے اس زاویہ نظر سے ہرگز مت پڑھیے کہ یہ دیوبند اور بریلی کی ایک مذہبی نزاع ہے، بلکہ مطالعہ کرتے وقت اپنی فکر کو اس نقطے پر مرکوز رکھیے کہ اکابر دیوبند کی ان عبارتوں کی ضرب براہ راست رسول اقدس ﷺ کی عظمت و حرمت پر پڑتی ہے۔ ان کے گستاخ قلم کا حملہ علمائے بریلی پر نہیں بلکہ خاص رسول

اکرم ﷺ کی ذات محترم پر ہے۔

اگر خدانخواستہ آپ نے ان تحریروں کا مطالعہ اس نقطہ نظر سے کیا کہ یہ دیوبند اور بریلی کے نام سے دو مکتب فکر کے علماء کا باہمی جھگڑا ہے تو جذبے کا والہانہ تقدس باقی نہیں رہے گا جو اپنے رسول کی حمایت میں کسی کے خلاف دو ٹوک فیصلہ کرنے کے لیے مطلوب ہے۔

میری اس گذارش کا مدعا صرف اتنا ہے کہ اپنی کسی بھی محبوب شخصیت کے مقابلے میں "رسول" کو ترجیح دینے کا سوال خود آپ کے اپنے ایمان کا تقاضا ہونا چاہیے، اس لیے علمائے بریلی کو آپ ایک طرف رکھیے، اور خود اپنے "مومن ضمیر" سے دریافت کیجیے کہ اکابر دیوبند کی ان تحریروں سے رسول پاک ﷺ کی حرمت مجروح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور دین کے اصول وضروریات سے انحراف کا پہلو واضح ہوتا ہے یا نہیں؟ ان کی یہ تحریریں کسی اجنبی زبان میں نہیں ہیں کہ آپ کو کسی مترجم کی ضرورت پیش آئے، وہ سیدھی سادھی اردو زبان میں ہیں جنہیں آپ بھی سمجھنا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے حوالوں کی نشاندہی پر آپ کو اعتماد نہ ہو تو اصل کتاب منگوا کر دیکھ لیں وہ آج تک کتب خانوں سے دستیاب ہوجاتی ہیں۔

اب رہ گیا علمائے بریلی کا سوال تو اس سلسلے میں ان کا کردار اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز عبارتوں کو پڑھنے کے بعد جو انہیں ناقابل برداشت اذیت پہنچی اور جس روحانی کرب کے اضطراب میں وہ اچانک مبتلا ہوگئے اس کے ردعمل کا اظہار انہوں نے برملا کیا۔ تعلقات کی کوئی مصلحت اس راہ میں انہیں حائل نہیں ہوئی۔

اس کے بعد انہوں نے دیوبند کے ان اکابرین سے براہ راست رابطہ قائم کیا اور دلائل کی روشنی میں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی ان کفری عبارتوں سے جو تنقیص شان رسالت اور انکار ضروریات دین پر مشتمل ہیں اعلانیہ توبہ صحیحہ شرعیہ کریں اور

اپنی کتابوں سے ان دل آزار عبارتوں کو نکال دیں، لیکن ان کی جھوٹی عزت و شہرت اس راہ میں حائل ہوگئی اور انہوں نے عار پر نار کو ترجیح دی۔

گستاخانِ رسول کے درمیان ایک قدر مشترک

سلسلہ کلام سے ہٹ کر ایک بات اپنے قارئین کرام کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ امید کہ انتظار کا یہ لمحہ آپ کو بار خاطر نہ ہوگا۔

رسولِ اقدس ﷺ کی شان محترم میں گستاخی کرنے والوں کی تاریخ کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو ہر گستاخ کی یہ سرشت قدر مشترک کے طور پر آپ کو ہر جگہ نظر آئے گی کہ دل کے جذبہ نفاق کے زیر اثر جب نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ ان کی زبان یا قلم سے نکل جاتا ہے تو باز پرس کرنے پر ایک شرمسار مجرم کی طرح وہ اپنے کلمہ کفر سے توبہ کرکے بجائے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے غلط سلط تاویل اور سخن پروری کے جذبے کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں۔

عہد رسالت میں بھی منافقین مدینہ کا یہی رویہ تھا، چناں چہ ایک سفر سے واپسی کے موقعہ پر جب منافقین نے حضور نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ استعمال کیا، جب صحابہ کرام کے ذریعہ حضور تک یہ بات پہنچی اور حضور نے منافقین سے اس کے متعلق باز پرس فرمایا تو انہوں نے اعتراف جرم اور توبہ و معافی کے بجائے بات بنانے، تاویل کرنے اور حیلے بہانے تراشنے کا رویہ اختیار کیا۔ چوں کہ اس وقت نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا اس لیے فورا ان کے خلاف یہ آیت نازل ہوئی کہ:

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (سورۂ توبہ: ٦٦)

(حیلے بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے)

اگر نزول وحی کا سلسلہ جاری نہ رہتا تو ان کے جھوٹ کا پردہ فاش نہ ہوتا اور

وہ کلمہ پڑھ کر مسلم معاشرے میں اپنے کفر کو چھپائے رکھتے۔

سخن پروری کی تازہ مثال

منافقین مدینہ کا یہ کردار عہد حاضر میں آپ دیکھنا چاہتے ہوں تو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے پرووائس چانسلر کا قضیہ پڑھیے۔ انہوں نے کسی انگلش میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے سیکولر کہلانے کے شوق میں ملعونِ زمانہ رشدی کی کتاب کے بارے میں اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ حکومت ہند نے اس کتاب پر جو پابندی عائد کی ہے، اسے اٹھالینا چاہیے کیوں کہ ہر شخص کو اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے۔

اس فقرے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رشدی نے اپنی ملعون کتاب میں جو اہانت رسول کی ہے اس پر اس سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اسے اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اپنے اس فقرے کے ذریعہ مشیر الحسن نے اہانت رسول کی کھلی ہوئی حمایت کی۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے غیور اور سرفروش طلبہ قابل تکریم وتحسین ہیں کہ جب انہوں نے یہ انٹرویو پڑھا تو ایک گستاخ رسول کی حمایت کی بنیاد پر وہ تحفظ ناموس رسول کے جذبے میں مشیر الحسن کے خلاف پوری طرح صف آرا ہوگئے اور انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ چوں کہ گستاخ کا حامی گستاخ ہی ہوتا ہے، اس لیے مشیر الحسن کو اس کے منصب سے فوراً ہٹایا جائے ہم ایسے دل آزار شخص کو کسی قیمت برداشت نہیں کریں گے۔

چوں کہ یہ مسئلہ ناموس رسول کا تھا اس لیے جامعہ ملیہ کے اساتذہ کی بڑی تعداد نے بھی ہر طرح کے نتائج سے بے پرواہ ہوکر طلبہ کے موقف کی حمایت کا اعلان کردیا۔ دہلی کے مسلمانوں تک جب اس قضیہ کی تفصیل پہنچی تو ہر طرف مشیر الحسن کے خلاف نفرت و بے زادی کی لہر دوڑ گئی اور طلبہ کے مطالبے میں شہر کے عوام بھی

شریک ہو گئے۔ ذاکر نگر کی انجمن رضا نے جس جذبہ سرفروشی کے ساتھ مشیر الحسن کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا اور جامعہ کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں صحیح مشورے دیے، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

لیکن دارالعلوم دیو بند کے علماء؟

صرف دارالعلوم دیو بند کے علماء جن میں مولوی سالم صاحب ابن قاری طیب صاحب اور مولوی احمد علی قاسمی اور ابناء قدیم دارالعلوم دیو بند کے ورکنگ جنرل سکریٹری مولوی فضیل احمد کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان تمام حضرات کے نزدیک مشیر الحسن کی گستاخی ثابت نہیں ہے، جیسا کہ روزنامہ ''قومی آواز''، دہلی کی مورخہ ۱۸ر مئی سن ۹۲ء کی اشاعت میں ان کے مشترک بیان کے الفاظ یہ ہیں:

''طلبہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ دیکھا چاہیے کہ جس کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جارہا ہے وہ واقعتاً شاتم رسول ہے کہ نہیں۔''

کس قدر افسوس اور قلق کی بات ہے کہ جامعہ ملیہ کے طلبہ کو جو عالم دین نہیں ہیں، جامعہ ملیہ کے اساتذہ کو جو عالم دین نہیں ہیں اور دہلی کے مسلمانوں کو مشیر الحسن کی گستاخی سمجھ میں آگئی، لیکن دارالعلوم دیو بند کے علماء اس کی گستاخی کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

حالاں کہ ''قومی آواز'' کی اسی اشاعت میں اخبار کے آخری صفحہ پر مشیر الحسن کی بابت شیخ الجامعہ مسٹر بشیر الدین احمد کی ایک اپیل شائع ہوئی ہے جس کا یہ حصہ مشیر الحسن کے جرم پر بھر پور روشنی ڈالتا ہے:

''جامعہ کے پرووائس چانسلر پروفیسر مشیر الحسن نے اس کتاب (رشدی کی کتاب) پر عائد پابندی اٹھانے سے متعلق جو اظہار خیال کیا ہے وہ چوں کہ باعث تکلیف ہے اور اس کی وجہ سے ناراضگی اور احتجاج کی ایک فضا پیدا ہوگئی ہے۔''

وائس چانسلر کی اسی تحریر سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مشیر الحسن کے خلاف طلبہ کا الزام بے بنیاد نہیں ہے، کیوں کہ پابندی اٹھانے کی بات انہوں نے اسی بنیاد پر کی ہے کہ ہر شخص کو بنیادی طور پر اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے، اس لیے سلمان رشدی نے پیغمبر اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اپنے حق کا جائز استعمال کیا ہے، لیکن سخت افسوس ہے کہ اتنی وضاحت کے باوجود دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء مشیر الحسن کو بے گناہ سمجھ رہے ہیں۔ ان کے پاس اس کی بے گناہی کی جو سب سے بڑی دلیل ہے وہ یہ ہے، پڑھیے اور خون کا گھونٹ پیجیے:

''جس شخص کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جارہا ہے وہ وضاحت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ وہ اس گناہ سے بری ہے اور حضور ﷺ کا مکمل احترام اپنے قلب میں رکھتا ہے۔''

دارالعلوم دیوبند کے ان علماء کی کج فہمی پر سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ کسی دعوے کے ثبوت کے لیے مجرم کا اقرار ضروری نہیں ہے، اس کا بیان اور بیان کے الفاظ دعوے کے ثبوت کے لیے بہت کافی ہیں، ورنہ بتایا جائے کہ اسلامی تعزیرات کی تاریخ میں کس گستاخ کو اقرار جرم کی بنیاد پر سزا دی گئی ہے؟ تاریخ میں جسے بھی کوئی سزا ملی ہے اس کے الفاظ و بیان ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ کیا دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء یہ ثابت کرسکتا ہے کہ کلمہ کفر کی بنیاد پر جس کی بھی اس نے تکفیر کی ہے اس سے کفر کا اقرار کروایا ہے؟ لیکن مشیر الحسن کے بارے میں سوا اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ جذبہ حب رسول پر مشیر الحسن کی حمایت کا جذبہ اگر غالب نہ آگیا ہوتا تو دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء ایسی کچی بات ہرگز نہ کہتے۔ کس مصلحت نے انہیں مشیر الحسن کے حق میں صفائی کا وکیل بنادیا ہے اسے وہی بتا سکتے ہیں۔

ہم نے تو یہ قصہ صرف اسی لیے چھیڑا ہے تاکہ ہمارے قارئین اس بات کو

سمجھا سکیں کہ جذبہ حب رسول کسی گستاخ کے خلاف کس طرح اہل ایمان کو متحد کرتا ہے، اور جن لوگوں کا سینہ اس مقدس جذبے سے خالی ہے وہ گستاخ کی حمایت کے لیے کتنی بے حیائی کے ساتھ رکیک اور مضحکہ خیز تاویلوں کا سہارا لیتے ہیں۔

گستاخان رسول کی سرشت اور ان کے حامیوں کا ذہن و کردار سمجھانے کے لیے میں اپنے اٹھائے ہوئے سلسلہ کلام سے بہت دور نکل آیا۔ اب پھر اپنے پچھلے اوراق میں اکابر دیو بند کے خلاف اہانت رسول کے الزامات کی بحث سے اپنے ذہن کا رشتہ جوڑ لیں۔

ٹھیک اسی طرح اس وقت بھی دیو بند کے علماء نے اپنے اکابر کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے معاند کا رویہ اختیار کر لیا اور سخن پروری کے جذبے سے مسلح ہو کر وہ میدان میں اتر آئے اور پوری قوت کے ساتھ عوام میں اس بات کی تشہیر کرنے لگے کہ اہانت رسول کے الزام سے ہمارا دامن بالکل پاک ہے، یہ سارا جھگڑا علمائے بریلی کا کھڑا کیا ہوا ہے، انہوں نے ہمارے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا جو الزام عائد کیا ہے وہ بالکل جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔

ان کے پاس ذرائع ابلاغ اور مالی وسائل کی کمی نہیں تھی جب ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈہ سے عوام متاثر ہونے لگے تو ان کا جھوٹ فاش کرنے کے لیے مجبوراً ہمیں بحث و مناظرہ کا راستہ اختیار کرنا پڑا، تاکہ عوام کی عدالت میں بالکل آمنے سامنے یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ ان کے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا الزام جھوٹا نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔

چناں چہ ہر مناظرے کی مجلس میں انہی کے مناظر علماء کے سامنے ان کی کتابوں سے وہ اہانت آمیز عبارتیں صفحہ اور سطر کی نشاندہی کے ساتھ پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی رہیں اور ان کے علماء نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کتابیں ہمارے اکابر کی تصنیف کردہ نہیں ہیں اور عبارتیں ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔

بحث و مناظرہ کے ان معرکوں سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ملک کے عوام کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح اتر گئی کہ اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کا الزام بے بنیاد نہیں ہے، اور یہ بھی لوگوں نے واضح طور پر محسوس کرلیا کہ علمائے اہلسنّت کا یہ سارا اضطراب اور تحریر و تقریر کے ذریعہ ان کی بیچینیوں کا یہ سارا مظاہرہ صرف تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے جذبے میں ہے۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی دوسری بنیاد

علمائے دیو بند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی پہلی بنیاد ان کے اکابر کی وہ عبارتیں ہیں جو اہانت رسول اور انکار ضروریات دین پر مشتمل ہیں، جنہیں آپ گزشتہ اوراق میں پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے۔ اگر آپ کی نگاہ میں ہمارے ایمانی احساسات کی کوئی قیمت ہے تو آپ نے اچھی طرح اندازہ لگالیا ہوگا کہ ان اہانت آمیز عبارتوں کے ردعمل میں علمائے دیوبند کے خلاف ہماری نفرت و بے زاری کبھی ختم نہیں ہوسکتی کیوں کہ وہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔

یہی ایک بنیاد ان سے علیحدگی کے لیے کافی تھی جب کہ یہ معلوم کر کے آپ حیران رہ جائیں گے کہ اس کے علاوہ علمائے دیوبند کے کچھ مخصوص عقائد بھی ہیں جو فاصلہ بڑھانے میں نہایت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ان عقائد کی تفصیل کتابوں کے حوالوں کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس)

۲۔ صریح جھوٹ سے انبیاء کا محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے۔

(تصفیۃ العقائد)

۳۔ کذب کو شان نبوت کی منافی سمجھنا غلط ہے۔

(تصفیۃ العقائد)

۴۔ انبیاء کو معاصی سے معصوم سمجھنا غلط ہے۔

(تصفیۃ العقائد)

۵۔ نماز میں حضور اقدس ﷺ کی طرف خیال لے جانے سے نمازی مشرک ہوجاتا ہے۔ (صراط مستقیم)

۶۔ نماز میں نبی کا خیال زنا کے خیال اور گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے۔ (صراط مستقیم)

۷۔ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

(یک روزی)

۸۔ خدا کو زمان و مکان سے منزہ سمجھنا گمراہی ہے۔

(ایضاح الحق)

۹۔ جادوگروں کے شعبدے انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔

(منصب امامت)

۱۰۔ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنت جماعت سے خارج نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ)

۱۱۔ محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان)

۱۲۔ ہر مخلوق چھوٹا ہو (جیسے عام بندے) یا بڑا (جیسے انبیاء و اولیاء) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)

۱۳۔ جو حضور اقدس ﷺ کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتا ہے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)

۱۴۔ رسول بخش، نبی بخش، غلام معین الدین اور غلام محی الدین نام رکھنا شرک ہے۔

(تقویۃ الایمان)

۱۵۔ رحمۃ للعالمین ہونا حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے امتی بھی رحمۃ للعالمین ہوسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

۱۶۔ بزرگان دین کی فاتحہ کا تبرک کھانے سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔

(تقویۃ الایمان)

۱۷۔ حضور ﷺ ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔

(تقویۃ الایمان)

۱۸۔ یہ کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلاں کام ہوجائے گا، شرک ہے۔

(بہشتی زیور)

۱۹۔ کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کے لیے سفر کرنا ان کے مزار پر روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑو دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کے لیے وضو اور غسل کا انتظام کرنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)

اپنے قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ انصاف و دیانت کے ساتھ آپ دیوبندی مکتب فکر کے ان مخصوص عقائد پر غور فرمائیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن سے عقیدہ توحید کے تقدس کو ٹھیس پہنچتی ہے اور کچھ وہ ہیں جو شان منصب رسالت کو مجروح کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں اگر صحیح مان لیا جائے تو دنیا کے نوے کروڑ مسلمانوں کے ایمان و اسلام کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور بات یہیں تک نہیں رکتی بلکہ صدیوں پر مشتمل ماضی کے وہ لاکھوں اسلاف کرام بھی زد میں آجاتے ہیں جنہوں نے ان عقائد و اعمال کے مخالف سمت کو اسلامی عقائد و اعمال کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔

تھوڑی دیر کے لیے اہل بریلی کو ایک کنارے رکھیے اور اپنے مذہبی شعور کی بنیاد پر آپ خود بتائیے کہ کیا ان عقائد و اعمال کی صحت سے آپ اتفاق کرتے ہیں

اور بغیر کسی تردد کے ہاں یا نہیں میں اس بات کا بھی دوٹوک فیصلہ کیجیے کہ کیا آج کا مسلم معاشرہ انہی عقائد اعمال کی بنیاد پر قائم ہے۔ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو ان علمائے حق کے بارے میں آپ صاف صاف اپنے خیال کا اظہار کیجیے جنہوں نے علمائے دیوبند کے ان خانہ زاد عقائد و اعمال سے اختلاف کیا ہے اور اسلام کے ایک پرجوش محافظ کی حیثیت سے امت کو ان گندے عقائد سے بچانے کی بھرپور جدوجہد کی ہے اور عین اس کے مخالف سمت میں اسلام کے صحیح عقائد کے ساتھ انہیں منسلک رکھا ہے۔

اب جمہور مسلمین ہی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان علمائے حق کا یہ عظیم کارنامہ ان کے حق میں ہے یا ان کے خلاف ہے اور اپنی ان گراں قدر خدمات کے ذریعہ ان علمائے حق نے امت میں تفرقہ ڈالا ہے یا انہیں ٹوٹنے سے بچایا ہے۔

اگر اس حقیقت سے آپ اتفاق کرتے ہیں کہ آج بھی روئے زمین کے جمہور مسلمین کا وہی مذہب ہے جس کی حمایت ان علماء نے اپنی زبان وقلم سے کی ہے تو اس حقیقت سے بھی آپ کو اتفاق کرنا پڑے گا کہ جمہور مسلمین کے صحیح پیشوا بھی یہی علماء ہیں۔ جو لوگ دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر ان علماء کے خلاف تفرقہ اندازی کا الزام عائد کرتے ہیں وہ مذہبی تاریخ میں سب سے بڑے احسان فراموش کہلانے کے مستحق ہیں۔ آپ نہ بھی اپنے آپ کو بریلوی کہیں جب بھی آپ کو علمائے بریلی کے اس عظیم الشان کردار کا شکر گذار ہونا پڑے گا کہ انہوں نے آپ کو دیوبند کے غلط مذہب فکر کا شکار ہونے سے بچالیا، اور امت مسلمہ کو صحیح عقائد و اعمال کے ساتھ منسلک رکھا۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی تیسری بنیاد

تیسری بنیاد کے ضمن میں علمائے دیوبند کے وہ فتاویٰ اور تحریرات ہیں جن

کے ذریعہ انہوں نے جمہور مسلمین کی مذہبی روایات حرام اور بدعت ضلالت قرار دیا ہے۔ ذیل میں آپ ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ انبیاء و اولیاء کے ساتھ توسل کو وہ حرام اور گناہ قرار دیتے ہیں۔

۲۔ حضور انور ﷺ کے حق میں بعطائے الٰہی بھی وہ علم غیب کا عقیدہ تسلیم نہیں کرتے۔

۳۔ تقویۃ الایمان کی صراحت کے مطابق وہ حضور ﷺ کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

۴۔ وہ محافل میلاد کے انعقاد اور قیام و سلام کو حرام قرار دیتے ہیں۔

۵۔ بزرگان دین اور اموات مسلمین کے لیے ایصال ثواب اور عرس و فاتحہ کو وہ حرام کہتے ہیں۔

۶۔ مجلس ذکر شہادت حسین اور غوث پاک کی فاتحہ گیارہویں اور غریب نواز کی فاتحہ چھٹی کو وہ حرام کہتے ہیں۔

۷۔ حضور ﷺ کی ولادت پاک کے موقعہ پر وہ خوشی منانے اور جلسہ و جلوس کے انعقاد کو حرام قرار دیتے ہیں۔

۸۔ مزارات اولیاء اور مقابر صلحاء پر گنبد کی تعمیر ان کے نزدیک حرام ہے۔

۹۔ نعرہ یا رسول اللہ ﷺ اور یا نبی سلام علیک کو وہ حرام قرار دیتے ہیں۔

۱۰۔ عقیقہ و ختنہ اور بسم اللہ کی تقریبات میں اعزہ و اقارب اور احباب کو جمع کرنا ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

۱۱۔ تیجہ، دسواں، چالیسواں اور شب برات کا حلوہ ان کے نزدیک جانائز ہے۔

۱۲۔ شادی بیاہ، منگنی اور چوتھی میں ان کے نزدیک نہ کسی کو بلانا جائز ہے اور نہ کسی کے یہاں جانا جائز ہے۔

۱۳۔ شادی کے موقعہ پر سہرا باندھنے کو وہ مشرکانہ فعل قرار دیتے ہیں۔

۱۴۔ جو شخص مزارات اولیاء پر چادر چڑھاتا ہو، بزرگوں کے عرس کرتا ہو اس کے

لڑکے کے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کے رشتہ نکاح کو وہ حرام قرار دیتے ہیں، اس کے جنازے میں شریک ہونے، اس کی بیمار پرسی کرنے اور اسے سلام کرنے سے بھی یہ لوگ منع کرتے ہیں۔

۱۵۔ ارواح اولیاء سے فیض حاصل کرنے اور مدد طلب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں۔

۱۶۔ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا نام پاک سنکر انگوٹھا چومنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

۱۷۔ رجب کے مہینے میں امام جعفر صادق کی فاتحہ کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

۱۸۔ رمضان المبارک میں ختم قرآن کے موقعہ پر مساجد میں چراغاں کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

۱۹۔ اموات مسلمین کی قبروں پر تاریخِ وفات کا پتر نصب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

۲۰۔ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی یہ لوگ ناجائز کہتے ہیں۔

۲۱۔ عید کے دن معانقہ کرنے اور بغل گیر ہونے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ تیسری بنیاد بھی آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ کیا آپ علمائے دیوبند کے ان فتوؤں سے متفق ہیں، اور کیا یہ فتوے جمہور مسلمین کی روایات کی مخالفت میں نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے معاشرے کا مذہبی اور اجتماعی نظام ان فتوؤں سے مجروح نہیں ہوتا؟ اگر ہوتا ہے اور یقیناً ہوتا ہے تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان فتوؤں کے مطابق عام مسلمان صبح سے شام اگر حرام ہی کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں تو ہمارا اسلامی معاشرہ کہاں ہے؟

یہی وہ منزل ہے جہاں واضح طور پر آپ کو علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچنی ہوگی کہ علمائے دیوبند کی ساری محنت اس بات پر صرف ہوئی کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کو گناہ گار حرام کار ثابت کیا جائے، اور علمائے بریلی نے اپنے علم کا سارا زور اس بات پر لگایا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک حرام نہیں ہے اسے کون حرام کہہ سکتا ہے۔ جن مذہبی اور اخلاقی روایات پر ہمارا معاشرہ کھڑا ہے انہیں بلاوجہ حرام قرار دینا علم اور فکر کی گمراہی بھی ہے اور مسلم دشمنی بھی۔

ہمارے قارئین کرام جذبہ انصاف سے کام لیں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ علمائے بریلی کی ساری جدوجہد جمہور مسلمین کی حمایت میں ہے، جب کہ علمائے دیوبند کی ساری کوششیں جمہور مسلمین کی مخالفت میں ہیں۔

اب اس سے بڑھ کرنا قدری اور زیادتی کیا ہوگی کہ جو لوگ آپ پر حملہ آور ہیں وہ آپ کے سب سے بڑے خیر خواہ ہو گئے، اور جو علماء اپنی جان اور آبرو جوکھم میں ڈال کر آپ کا دفاع کر رہے ہیں انہیں آپ دشمن سمجھتے ہیں۔

حاصل گفتگو

اختلاف کی پہلی بنیاد سے لے کر یہاں تک جو کچھ ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اس کا مدعا صرف اتنا ہے کہ آپ اختلافات کی نوعیت کو پوری طرح سمجھ لیں اور ہماری برہمی، بیزاری اور علیحدگی کو کسی اور جذبے پر محمول نہ کریں۔ علمائے دیوبند کے گستاخ قلم کا حملہ ہماری اپنی ذات پر ہوتا تو عفو و درگذر اور مصالحت کی بہت سی راہیں نکل سکتی تھیں۔ لیکن جب انہوں نے منصب رسالت کی عظمتوں کو نشانہ بنا کر اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے تو اب ان کے متعلق جو فیصلہ ہوگا وہیں سے ہوگا۔

کسی بھی عالم کے ساتھ ہمارا رشتہ براہ راست نہیں ہے بلکہ نبی ﷺ کے توسط سے ہے جب اپنا رشتہ وہیں سے کوئی کاٹ لے تو ہمارے ساتھ رشتہ جوڑنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی پاک ﷺ کے ساتھ وفاداری کے جذبے ہی کا یہ تقاضا ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے، نہ یہ کہ ان گستاخوں سے ہم اپنا رشتہ منقطع رکھیں گے بلکہ ہماری کوشش جاری رہے گی کہ ہر مومن وفادار کا رشتہ ان سے منقطع کرتے رہیں۔

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کے الزامات

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلافات کی تاریخ ادھوری رہ جائے گی اگر ان الزامات کا ذکر نہ کریں جو علمائے دیوبند نے ہمارے خلاف عائد کیے ہیں۔

ہمارے خلاف ان کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ہم نے صاحب علم و فضل علماء کی تکفیر کی ہے اور ہم کفر کا فتویٰ دینے میں بہت بے باک اور غیر محتاط واقع ہوئے ہیں اور اپنے مسلک میں ہم بہت شدت پسند اور متعصب ہیں۔ اس الزام کا دفاع میں اس سے زیادہ اور ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ہماری کتاب حسام الحرمین میں صرف پانچ اشخاص کے خلاف یہ الزام اہانت رسول و افکار ضروریات دین کفر کے فتوے صادر کیے گئے ہیں، جن پر حرمین اور بلاد عرب کے اکابر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی ہے۔

ان میں چار تو یہی اکابر علمائے دیوبند ہیں جن کا تذکرہ پہلی بنیاد کے ضمن میں گذر چکا ہے اور پانچواں مرزا غلام احمد قادیانی کذّاب ہے۔

اب اگر کوئی اپنی شامت عمل سے ان پانچوں میں سے کسی کے بھی کلمات کفریہ کی حمایت کرتا ہے تو اس کے لازمی نتائج اور واجبی تعزیرات کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ علمائے بریلی کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ بلاوجہ کسی کو دائرہ اسلام

سے خارج کیا جائے۔ اہانت رسول اور کلمہ کفر کی حمایت کر کے اپنی عاقبت برباد کرنے کا انتظام وہ خود کرتے ہیں۔ کسی اور کو مطعون کرنے سے کیا فائدہ:

ایک ضروری نکتہ

اس مقام پر اس نکتے کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ایک غیر مسلم کو کلمہ ایمان و اسلام کے اقرار کے بعد مسلم سمجھنا ضروری ہے اسی طرح ایک مسلم کو اگر وہ معاذ اللہ کفر کا مرتکب ہوجائے تو اسے غیر مسلم سمجھنا بھی دین ہی کا ایک فریضہ ہے۔

مخصوص حالات میں یہ ناخوشگوار فریضہ جس طرح علمائے بریلی کو انجام دینا پڑا ہے علمائے دیوبند بھی اس فرض کی ادائیگی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ثبوت کے لیے مولوی عبدالماجد دریا بادی کی مشہور کتاب ''حکیم الامۃ'' میں مولوی امین احمد اصلاحی کا یہ خط ملاحظہ فرمائیں۔ یہ خط اس دور کا ہے جب اصلاحی صاحب مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کے منتظم تھے۔ موصوف کے خط کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔ ''مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہوگیا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں، اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح مدرسہ کفر و زندقہ ہے ۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے (تبلیغی) جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔''

(حکیم الامۃ، ص ۴۷۵)

مولوی امین احسن اصلاحی کا خط موصول ہونے کے بعد انہوں نے ایک معتمد کی حیثیت سے تھانوی صاحب کو ایک مفصل خط لکھا جس میں انہوں نے مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمیدالدین فراہی کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے ان کی عبادت و ریاضت، ان کی نماز تہجد اور ان کے زہد و تقویٰ کو ان کے اسلام ایمان کے

ثبوت میں پیش کیا تھا ۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ایسے معدین لوگوں کے خلاف کفر کا فتویٰ حلق کے نیچے نہیں اترتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھانوی صاحب نے ان کے خط کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے ۔

"یہ سب اعمال و احوال ہیں ۔ عقائد ان سے جداگانہ چیز ہے ۔ صحت عقائد کے ساتھ فساد اعمال و احوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت اعمال و احوال جمع ہوسکتا ہے ۔" (حکیم الامۃ ، ص ۴۷٦)

اس جواب کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہے کہ شہرت علم و کمال اور فضل و تقویٰ کے باوجود شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کے خلاف مولوی تھانوی نے کفر کا جو فتویٰ صادر کیا ہے، وہ درست اور صحیح ہے ۔ تھانوی صاحب کے چاہنے والے معتقدین اس فتویٰ کو صحیح ثابت کرنے کیلئے یہی تاویل کریں گے کہ مولوی تھانوی نے ان دونوں حضرات کی تحریر یا تقریر میں کفر کی کوئی بات ضرور دیکھی ہوگی بغیر کسی شرعی وجہ کے انہوں نے کفر کا فتویٰ ہرگز صادر نہیں کیا ہوگا ۔

اب یہی بات اگر ہم تھانوی صاحب اور دیگر اکابر دیوبند پر الٹ دیں کہ ان حضرات کے خلاف بھی کفر کا جو فتویٰ حرمین طیبین سے صادر ہوا وہ بھی بلاوجہ نہیں تھا۔ تکفیر کی کوئی شرعی وجہ ان کی نظر میں ضرور ہوگی جیسا کہ پہلی بنیاد میں اس کی ساری تفصیل آپ کی نظر سے گذر چکی ہے ۔

اگر مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی شہرت، ان کی تکفیر سے مانع نہیں ہوتی تو اکابر دیوبند کے حق میں آسمان سے کونسی وحی نازل ہوتی ہے کہ کفر اور اہانت رسول کے جرم کے ارتکاب کے باوجود انہیں تکفیر سے مستثنیٰ رکھا جائے گا۔

تصلب اور شدت پسندی کے الزام کا جواب

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا یہ الزام بھی ہے کہ ہم اپنے مسلک میں نہایت متصلب اور شدت پسند واقع ہوئے ہیں۔ اس الزام کا اس سے زیادہ موزوں اور موثر جواب کوئی اور نہیں ہوسکتا کہ ہم انہیں آئینہ دکھائیں کہ آپ خود اپنی تصویر اس آئینہ میں دیکھ لیں پھر کسی پر انگلی اٹھائیں۔

ابھی مولوی امین احسن اصلاحی کے خط میں تھانوی صاحب کا فتویٰ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدرسۃ اصلاح سرائے میر بھی چونکہ انہی کافروں کا مشن ہے اس لیے وہ بھی مدرسہ کفر و زندقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و زندیق ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ اس سے زیادہ مسلک کی شدت پسندی اور کیا ہوگی۔ تھانوی صاحب اپنے مسلک میں اتنے شدت پسند ہیں کہ جن لوگوں کو وہ بددین سمجھتے ہیں ان کی تحریر بھی وہ اپنے معتقدین کو نہیں پڑھنے دیتے۔ کمالاتِ اشرفیہ نامی کتاب میں ان کے ملفوظات کا مرتب ان کا یہ ملفوظ نقل کرتا ہے۔

''بددین آدمی اگر دین کی بھی باتیں کرتا ہے تو ان میں ظلمت لپٹی ہوتی ہے ان کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوتی ہے۔ اس لئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کی مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہئے۔''

(کمالات اشرفیہ، ص ۵۵)

اب ہماری مظلومی کے ساتھ انصاف کیجئے کہ جن لوگوں کو اہانت رسول اور ضروریات دین کے انکار کے الزام میں ہم بے دین سمجھتے ہیں، اگر ہم بھی ان کی صحبت ان کی تقریروں اور ان کی تحریروں کے بارے میں یہی شدت اختیار کریں تو ہم کیوں لائق گردن زنی ٹھرائے جائیں؟ شریعت کی جو مصلحت ان کے سامنے ہے وہ ہمارے سامنے بھی کیوں نہیں ہونی چاہئے۔''

شدت پسندی کی ایک اور مثال

جو لوگ ندوہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دیوبند کے اکابر ندوہ کے سخت مخالف تھے، یہاں تک کہ ندوہ کے ناظم مولوی محمد علی مونگیری جب ندوہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی دعوت لے کر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب سے ملنے دیوبند گئے تو انہوں نے نہ صرف دعوت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ملنے سے بھی انکار کردیا، یہاں تک کہ جب مولوی مونگیری کی طرف سے اصل ہوا کہ آپ خود شریک نہیں ہوسکتے تو کم از کم اپنے کسی آدمی کو شرکت کی اجازت دے دیجئے تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا:

''مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ انجام اس کا بخیر نہیں، اس واسطے میں اپنی طرف سے کسی کو اجازت نہیں دے سکتا۔'' (تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۲۰۵)

''انجام اس کا بخیر نہیں۔'' اس الہام خداوندی کا اس سے زیادہ واضح ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ آج ندوہ پر دیوبندی فرقے کا تسلط ہوگیا ہے۔

انجام کی وحشت ناک تصویر اور نمایاں ہوجائے گی اگر اس کا آغاز بھی آپ نظر میں رکھیں۔

مولوی شبلی نعمانی بارے میں اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ندوہ کے بانیوں میں ایک موثر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا ایک مضمون مقالات شبلی کے حصہ ششم میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اس وقت کا ہے جب مولوی شبلی سے ندوہ کے ناظم کی چشمک ہوگئی تھی۔ بتدریج اختلافات یہاں تک بڑھے کہ شبلی کی حمایت میں ندوہ کے طلبہ نے اسٹرائک کردیا، اس کے بعد کی سرگزشت خود شبلی کے قلم سے پڑھیے، لکھتے ہیں کہ:

''عین اسی حالت میں مولود شریف کا زمانہ آیا اور طلبہ نے جیسا ہمیشہ کا معمول تھا مولود شریف کرنا چاہا، لیکن اس خیال سے کہ مولود شریف میں بیان کروں گا وہ

مولود روکے گئے اور تین دن تک یہ مرحلہ رہا۔ آخر لوگوں نے سمجھایا کہ مولود کے روکنے سے شہر میں عام برہمی پھیلے گی، مجبوراً شرطوں اور قیدوں کے ساتھ مولود شریف کی منظوری دی گئی۔" (مقالات شبلی، ج ۶، ص ۱۳۱)

لیکن کیا آج بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطے میں محفل مولود شریف کے انعقاد کی اجازت مل سکتی ہے؟ کیا آج بھی ہمیشہ کا یہ معمول وہاں کے طلبہ میں زندہ اور باقی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، کیونکہ اب ندوہ پر اہل دیوبند کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا ہے۔ غور فرمایئے! وہ آغاز کے بارے میں نہیں ہے۔

شدت پسندی کا ایک اور مکروہ نمونہ

دیوبندی مذہب کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے مسلک میں کتنے شدت پسند تھے اس کی ایک مثال ندوہ کے سلسلے میں آپ پڑھ چکے۔ اب ان کی شدت پسندی، سخت مزاجی کا ایک اور مکروہ نمونہ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

بزرگانِ دین اور ان کے مزارات طیبات سے انہیں اتنی سخت نفرت تھی کہ وہ ان کے عرسوں سے بھی سخت نفرت کرتے تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ قطبِ عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا مزار مبارک اس گنگوہ میں ہے رشید احمد صاحب کا وطن مالوف ہے۔ ان کی طرف سے مولوی صاحب کے دل میں کتنی کدورت تھی اور وہ ان کے عرس شریف سے کس قدر نفرت کرتے تھے اس کا اندازہ آپ مولوی زکریا شیخ الحدیث سہارنپور کی اس تحریر سے لگایئے۔ موصوف اپنی کتاب تاریخ مشائخ چشت میں لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ عبدالقدوس کا عرس جس کے بند کرنے پر آپ قادر نہ تھے۔ وہ اس درجہ آپ کو اذیت پہنچاتا تھا کہ آپ کو صبر کرنا دشوار تھا۔ اول اول آپ ان

دنوں گنگوہ چھوڑ دیتے اور رامپور تشریف لے جاتے، مگر آخر میں اس اذیت قلبی کے برداشت کرنے کی آپ کو تکلیف دی گئی تو یہ زمانہ بھی آپ کو اپنی خانقاہ میں رہ کر گذارنا پڑا۔

موسم عرس میں آپ کو اپنے منتسبین کا آنا بھی اس درجہ ناگوار ہوتا تھا کہ آپ اکثر ناراض ہو جاتے اور اس سے بات چیت کرنا بھی چھوڑ دیتے۔ ایک بار جناب مولوی محمد صالح صاحب جالندھری جو آپ کے خلفاء اور مجازین میں سے تھے، آپ کی زیارت کے شوق میں بیتاب ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اتفاق سے عرس کا زمانہ تھا، اگر چہ آنے والے خادم کو اس کا وہم بھی نہ گذرا، مگر حضرت امام ربانی نے بجز سلام کا جواب دینے کے ان سے یہ بھی نہ پوچھا کہ روٹی کھائی یا نہیں اور کب آئے اور کیوں آئے۔

مولوی محمد صالح صاحب کو دو دن اسی طرح گذر گئے حضرت کا رخ نہ پھرا ہوا دیکھنا ان کو اس درجہ شاق گذرتا تھا کہ اس کو انہی کے دل پوچھنا چاہیے۔ آخر اس حالت کی تاب نہ لاکر حاضر خدمت ہوئے اور رو رو کر عرض کیا! حضرت مجھ سے کیا قصور ہوا جس کی یہ سزا مل رہی ہے؟ معذرت کے طور پر عرض کیا کہ، حضرت! خدا شاہد ہے مجھے تو عرس وغیرہ کے ساتھ ابتدا ہی سے شوق نہیں، واللہ نہ میں اس وقت اس خیال سے گنگوہ آیا، اور نہ آج کل یہاں عرس ہونے کا مجھے علم تھا۔

حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ اگر چہ تمہاری نیت عرس میں شرکت کی نہیں تھی مگر جس راستے میں دو آدمی عرس کرنے آنے والے آرہے تھے اس میں تیسرے تم تھے۔" (تاریخ مشائخ چشت، صفحہ ۲۹۴)

اب قارئین کرام ہی انصاف فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر اپنے مسلک میں شدت پسندی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ان کا مرید عرس شریف میں شرکت کی غرض سے گنگوہ نہیں گیا تھا، بلکہ اپنے پیر کی ملاقات کے لیے وہاں حاضر ہوا تھا، لیکن صرف

اتنی سی بات پر کہ وہ عرس کے زمانے میں گنگوہ کیوں آیا اسے ایسی ذلت آمیز سزا دی کہ جیسے اس سے کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو قطب عالم کے عرس سے اتنی ہی نفرت تھی تو وہ سلسلہ چشتیہ صابریہ میں مرید ہی کیوں ہوئے، جب کہ اس سلسلے کے سارے اکابر جن میں خواجہ خواجگان چشت خواجہ معین الدین چشتی سے لے کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، بابا فرید شکر گنج، محبوب الٰہی، حضرت نظام الدین، حضرت صابر پاک، حضرت چراغ دہلی، حضرت بندہ نواز گیسو دراز، حضرت ترک پانی پتی، حضرت شیخ عبدالحق ردولوی، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری، حضرت اخی سراج، حضرت علاء الحق پنڈوی اور حضرت سلطان اشرف جہانگیر سمنانی تک کون ایسا بزرگ ہے جس نے اپنے پیروں کا عرس شریف نہ کیا ہو۔

تعجب ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صرف اتنی سی بات پر، کہ عرس کے زمانے میں ان کا مرید کیوں آیا، اس سے منہ پھیر لیا، لیکن سلسلہ چشتیہ کے جو مشائخ کبائر ساری زندگی اپنے پیروں کا عرس کرتے رہے انہیں وہ اپنا پیر دستگیر مانتے ہیں۔ یہ سوال گنگوہی صاحب کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہے کہ جو پیر گنگوہی صاحب کے مسلک کے مطابق خود محرمات و بدعات میں مبتلا ہو وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر خدا رسی کی منزل تک کیوں کر پہنچا سکتا ہے۔

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا دوسرا الزام

جن لوگوں کے اعتقادی مفاسد پر امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے قلم کا نشتر چلایا تھا وہ زخموں کی تاب نہ لاکر زندگی بھر کراہتے رہے، انتقام ہر زخمی کا فطری تقاضا ہے اور فطرت ہی کا یہ بھی داعیہ ہے کہ جب آدمی دشمن پر قابو

نہیں پاتا تو دشنام طرازیوں پر اتر آتا ہے چناں چہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ علم و استدلال کے ذریعہ جو لوگ اپنے خلاف اہانت رسول کے الزام کا دفاع نہیں کرسکے انہیں اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کی ہی صورت نظر آئی کہ جس طرح بھی ممکن ہو مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی شخصیت کو مجروح کیا جائے۔

علمی جلالت اور کردار کے تقدس پر انگلی رکھنے کی کوئی جگہ نہ مل سکی تو یہ الزام تراشا گیا کہ انہوں نے سنتوں کی بجائے بدعتوں کو زندہ کیا ہے، حالاں کہ مجدد ہونے کی حیثیت سے احیائے سنت اور امتیاز میان حق و باطل ہی اعلیٰ حضرت کا اصل کارنامہ ہے جس کی بے شمار مثالیں ان کے فتاویٰ کی ضخیم مجلدات میں جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں۔

اس طرح کے الزام تراشنے والوں مین شیخ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب صدر جمعیت علمائے ہند کا نام سرورق پر ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''الشہاب الثاقب'' میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو پانی پی پی کر تقریباً چھ سو گالیاں دی ہیں۔ انہی میں ایک گالی ''مجدد البدعات'' کی بھی ہے، جس سے ان کی کتاب کا ورق داغدار ہے۔

لیکن اس مقام پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے کردار کی ارجمندی کو بار بار سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کے خلاف کذب بیانی اور الزام تراشی کا کاروبار کرنے والے اپنی ہزار دشمنی کے باوجود اب تک یہ الزام ان پر عائد نہ کرسکے کہ وہ بدعتوں کے موجد بھی ہیں۔

''مجدد'' اور ''موجد'' کے درمیان جو معنوی فرق ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ اب جو لوگ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو ''مجدد البدعات'' کہتے ہیں انہیں یہ بتانا ہوگا کہ جن بدعات کو انہیں نے زندہ کیا ان کا موجد کون ہے؟ اور اپنی کارگذاریوں کی یہ

رپورٹ بھی پیش کرنی ہوگی کہ علمائے دیوبند نے ان موجدین کو کتنی گالیاں دی ہیں؟

اس وقت میرا موضوع یہ نہیں ہے ورنہ میرے پاس ان بدعات کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی ایجاد کا سہرا خود علمائے دیو بند کے سر بندھتا ہے۔ وقت اگرچہ نہیں ہے لیکن مقام کی مناسبت سے علمائے دیو بند کی ایجاد کردہ بدعات کی طرف ایک ہلکا سا اشارہ کر کے گذر جانا چاہتا ہوں تاکہ الزام بغیر سند کے نہ رہے۔ ذیل میں ان بدعتوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ دفع بلا اور قضائے حاجات کے نام پر مدرسہ کی مالی منفعت کے لیے ختم بخاری شریف کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

۲۔ نماز جنازہ کے لیے انتظامی مصلحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ غلط اعتقاد کی بنیاد پر احاطہ دارالعلوم میں ایک جگہ مخصوص کرنے کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

۳۔ مسلم میت کے کفن کے لیے ''کھدر'' کی شرط لگانے اور کھدر کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے سے انکار کردینے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دیوبند مولوی حسین احمد ہیں۔

۴۔ وراثت انبیاء کی سند تقسیم کرنے کے لیے اہتمام و تداعی کے ساتھ صد سالہ اجلاس منعقد کرنے اور ایک نامحرم اور مشرک عورت کو اسٹیج پر بلا کر اسے کرسی پر بٹھانے اور اپنے مذہبی اکابر کو اس کے قدموں میں جگہ دینے کی بدعت سیہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

۵۔ دینی درس گاہ کے احاطے میں مشرکانہ الفاظ پر مشتمل قومی ترانہ کے لیے ''قیام تعظیمی'' کی بدعت سیہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

۶۔ کانگریسی امیدوار کو کامیاب بنانے کے لیے انتہائی جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دارالعلوم دیوبند ہیں۔

۷۔ اپنے اکابر کی موت پر اہتمام و تدعی کے ساتھ جلسہ تعزیت منعقد کرنے اور ضلالات و اباطیل پر مشتمل منظوم مرثیہ پڑھنے اور پڑھانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دارالعلوم دیوبند ہے۔

۸۔ باالتزام کسی متعین نماز کے بعد نمازیوں کو روک کر ان کے سامنے تبلیغی نصاب ☆ کی تلاوت کرنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

۹۔ کلمہ و نماز کی تبلیغ کے نام پر چلہ اور گشت کرنے اور کرانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

۱۰۔ دارالعلوم دیوبند میں صدر جمہوریہ کی آمد کے موقعہ پر قومی ترانے کا احترام میں کھڑے ہونے کا حکم صادر کرنے والے بھی اکابر دیوبند ہیں جو اس وقت اسٹیج پر موجود تھے۔ اب وہی بتائیں کہ یہ بدعت کی کونسی قسم ہے۔

یہ اور اس طرح کی بے شمار بدعات و منکرات ہیں جن کی ایجاد کا سہرا علمائے دیوبند کے سر ہے، لیکن اس کے باوجود وہ لوگ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو بدعتی کہتے نہیں تھکتے۔

علمائے دیوبند ہر نو ایجاد چیز پر بے دریغ بدعت ضلالت ہونے کا حکم صادر کردیتے ہیں اور اسے حرام قرار دے کر مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کے نئے نئے فتنے برپا کردیتے ہیں۔

مثال کے طور پر محفل میلاد ہی کو لے لیجیے، اس کے بدعت ضلالت اور حرام ہونے کی ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ سات سو برس کی نو ایجاد بدعت ہے۔ موجودہ ہیئت کے ساتھ نہ عہد رسالت میں موجود تھی اور نہ عہد صحابہ و تابعین میں، لیکن جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر آپ حضرات کے یہاں صرف نو ایجاد ہونے کی بنیاد پر محفل میلاد بدعت ضلالت ہے تو وہ جن اجزاء پر

مشتمل ہے ان میں سے کسی چیز کے بارے میں نشاندہی کیجیے کہ وہ کسی سنت کو مٹاتا ہے یا شریعت کے کسی قاعدہ کلیہ کے تحت ممنوعات کے زمرے میں آتا ہے تو سوائے خاموشی کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر محفل میلاد کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔اعلان ۲۔فرش و تخت اور شامیانہ وغیرہ ۳۔ روشنی ۴۔ بخور و عطریات و گلاب ۵۔شیرنی ۶۔مجمع مسلمین ۷۔ ذاکرومیلادخواں ۸۔ذکر الٰہی و ذکر رسول ﷺ ان سارے اجزاء میں سے سوائے قیام و سلام کے کوئی جز ایسا نہیں ہے جس پر ان حضرات کا جلسہ سیرت یا جلسہ وعظ یا جلسہ تبلیغ یا جلسہ دستار بندی یا جلسہ تعظیم و جماعت پر مشتمل نہ ہو۔ اعلان عام بھی ہے فرش و تخت اور شامیانہ بھی ہے روشنی بھی ہے مجمع بھی ہے واعظ و مقررین بھی ہیں۔ اس لیے ان میں سے کسی جز کو بدعت ضلالت کہہ کر اسے حرام قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود اپنے ہی جلسوں کے خلاف حرام ہونے کا فتویٰ دیں۔

اب رہ گیا معاملہ قیام و سلام کا تو یہ بھی ان کے یہاں وجہ حرمت نہیں ہے کیوں کہ بدون قیام بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ان کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے تحریر فرمایا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ محفل میلاد کی وجہ حرمت غلط روایتوں کا پڑھنا بیان کرنا ہے تو میں عرض کروں گا کہ روایات صحیحہ بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ اپنے فتاویٰ میں مولوی رشید احمد گنگوہی اس کی بھی تصریح کر چکے ہیں۔

میں نے متعدد مناظروں میں دیوبندی علماء سے سوال کیا کہ جب ہماری محفل میلاد اور آپ حضرات کے جلسہ وعظ کے اجزاء ایک ہی ہیں تو آپ کا جلسہ وعظ جائز اور ہماری محفل میلاد حرام کیوں ہے؟ صرف اس وجہ سے تو کوئی چیز حرام یا حلال نہیں ہوسکتی کہ آپ کے جلسہ کا نام جلسہ وعظ یا جلسہ سیرت ہے اور ہمارے جلسہ کا جلسہ

میلاد ہے۔

جب ان حضرات سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو میں نے عرض کیا کہ! ایک ہی وجہ فرق میری سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور سراپا نور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر جب ساری کائنات میں خوشی کے ڈنکے بج رہے تھے تو شیطان لعین کے گھر میں ماتم برپا تھا وہ شدت غیظ میں اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا۔ اسے حضور پاک صاحب لولاک ﷺ کی ولادت باسعادت سے تکلیف پہنچی تھی۔ بہت ممکن ہے اس کی پیروی میں آپ حضرات کو ذکر ولادت سے تکلیف پہنچتی ہو۔ کیوں کہ واقعہ تو گذر چکا اب تو صرف اس کا ذکر ہی باقی رہ گیا ہے۔ آپ حضرات دیوبند میں اپنے دارالعلوم کا جشن صد سالہ مناتے ہیں تو شریعت آپ کا ہاتھ نہیں پکڑتی، اور ہمارے جشن عید میلاد النبی پر آپ کا دارالعلوم گرجنے اور برسنے لگتا ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والوں نے کہ جب کسی کی ذات سے دل میں کسی طرح کی جلن ہو جاتی ہے تو اس کے ذکر سے بھی دل جلنے لگتا ہے۔

ایک چبھتا ہوا سوال اور اس کا جواب

میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد ہر خالی الذہن شخص کے دماغ کی سطح پر یہ سوال ضرور ابھرے گا کہ ہندوستان میں دیوبندی فرقے کے علاوہ اور بھی بہت سارے باطل فرقے ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ کسی اور فرقے کے خلاف علمائے اہلسنّت اس طرح صف آرا نظر نہیں آتے جیسی صف بندی ان کے یہاں اہل دیوبند کے مقابلے میں نظر آتی ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بحمدہ تعالیٰ علمائے اہل سنت نے ہر باطل فرقے کے خلاف تحریر وتقریر اور بحث ومناظرہ کے

☆ اب اس کتاب کو فضائل اعمال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

ذریعہ ردوابطال کے فرائض جس گرم جوشی اور دیانتداری کے ساتھ انجام دیے ہیں وہ مہر نیروز کی طرح روشن ہیں۔ دین حق کے خلاف اٹھنے والے فتنے کی سرکوبی کے سلسلے میں ہم نے کبھی اہل زمانہ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ شیعوں قادیانیوں اور غیر مقلدین وغیرہ کے رد میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بہت سارے رسائل لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے اور ہورہے ہیں۔ ان کے بعد ان کے خلفاء تلامذہ اور متوسلین و متبعین نے تحریرات و خطبات کے ذریعہ جو خدمات انجام دی ہیں ان کے اثرات سے زمین کا کوئی خطہ بھی خالی نہیں ہے۔ ایسی بات ہرگز نہیں ہے کہ دوسرے فرقہائے باطلہ کے لیے کوئی نرم گوشہ ہمارے دلوں میں موجود ہے۔

دیوبندی فرقے کے خلاف شدت پسندی کی وجوہات

اب رہ گئی یہ بات کہ دیوبندی فرقے کے خلاف علمائے اہلسنّت کا رویہ اتنا سخت کیوں ہے؟ تو اس کی متعدد وجوہات ہیں، جنہیں ٹھنڈے دل سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پہلی وجہ

تو یہ ہے کہ جن کفریات و ضلالات کی وجہ سے دیوبندی فرقے کے ساتھ ہمارا بنیادی اختلاف ہے ان کا تعلق عقائد سے ہے اور وہ عقائد تو ان کے دلوں میں ہیں یا ان کی کتابوں کے اوراق میں چھپے ہوئے ہیں اب جہاں تک عمل کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، ظاہر ہے بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی اذان دیتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی تراویح پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی عیدین کی نماز پڑھتے ہیں۔

ظاہری سطح پر ان کے ظاہر میں کوئی ایسی واضح علامت موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی شناخت ہو سکے، اس لیے ان کے متعلق عوام کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا بالکل یقینی امر ہے، اسی بنیاد پر یہ ضرورت داعی ہوئی کہ عقیدے کی سطح سے عوام میں ان کا اتنا واضح تعارف کرایا جائے کہ انہیں پہچاننے میں کوئی دشواری نہ پیدا ہو۔

لیکن جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے تو جہاں انہوں نے اذان یا نماز کی نیت باندھی تو فوراً پتہ چل گیا کہ یہ اور ہیں اور ہم اور ہیں۔ یہی حال غیر مقلدین کا بھی ہے۔ ان کی فرض نمازیں، ان کی وتر، ان کی تراویح اور ان کی عیدین نمازیں چیخ چیخ کر عوام کو تنبیہ کر دیتی ہیں کہ یہ دوسرے مذہب کے لوگ ہیں، اس لیے عوام کو ان سے خبردار کرنے کی اتنی سخت ضرورت نہیں ہے جتنی سخت ضرورت عوام کو دیوبندی فرقے سے بچانے کی ہے۔

دیوبندی حضرات سنی عوام کو کس طرح بد عقیدہ بناتے ہیں؟

یہ گھس بیٹھیے ہیں جو ہماری صفوں میں گھس کر اور ہمارا بن کر ہمارے عوام کو مختلف ترکیبوں سے قریب کرتے ہیں، اور جب وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا تیر نشانے پر بیٹھ گیا تو وہ مختلف طریقوں سے انہیں اپنی جماعت کے اکابر کا عقیدتمند بناتے ہیں، اور اس کے بعد انہیں اتنا بدل دیتے ہیں کہ وہ اہلسنّت کے ان سارے عقائد و روایات جنہیں وہ ایمان کی طرح عزیز رکھتے تھے اب شرک و بدعت سمجھنے لگتے ہیں، اور کچھ دنوں کے بعد ان کے دلوں پر بدبختیوں کی ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ نہ وہ قرآن کی کوئی بات سنتے ہیں اور نہ حدیث کی۔ واضح رہے کہ یہ ساری باتیں میں مفروضے کے طور پر نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ یہ ہمارے دن رات کے مشاہدات ہیں۔ ان حالات میں اہلسنّت کے سادہ لوح عوام کو انبیاء و اولیاء کی جناب میں بد عقیدہ

ہونے سے بچانے کے لیے ہمارے پاس سوا اس کے اور کیا راستہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو دیوبندیوں کے عقائد اور ان کے مکروفریب کے ہتھکنڈوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔

دوسری وجہ

دیوبندی مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد حقیقت پوری طرح آشکار ہوجاتی ہے کہ قرآن حکیم میں منافقین مدینہ کی جو خصلتیں بیان کی گئی ہیں، ان ساری خصلتوں کے یہ حقیقی وارث ہیں۔ مثال کے طور پر منافقین کے پاس دو زبانیں تھیں۔ ایک زبان تو وہ تھی جو صرف ان کے اپنے لوگوں میں کھلتی تھی اور دوسری زبان وہ تھی جسے حضور اکرم ﷺ کے جاں نثاروں کے سامنے کھولتے تھے۔ قرآن نے ان کی اس خصلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَہْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۴)

''اور جب وہ نبی کے جانثاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری ہی طرح جاں نثار ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیاطین کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو حقیقت میں تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صحابہ کے ساتھ صرف مذاق کررہے تھے۔''

ٹھیک یہی حال دیوبندی فرقے کا بھی ہے۔ ان کے پاس بھی دو زبانیں ہیں۔ ایک زبان تو وہ ہے جو انبیاء اولیاء کے وفاداروں اور عقیدت مندوں کے سامنے کھلتی ہے اور دوسری زبان وہ ہے جس زبان میں وہ اپنے گروہ کے لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔

عقیدہ و عمل کے تضاد کا ایک دلچسپ قصہ

اس کی زندہ مثال دیکھنی ہو تو آپ دہلی تشریف لائے، یہاں جمیل الیاسی نام کے ایک مشہور شخص ہیں جو اپنی پیدائشی سرشت و خمیر کے اعتبار سے کٹر دیوبندی و تبلیغی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ الیاسی کا پیوند ہی ان کے اندر کا سارا حال بتادیتا ہے۔ ایک طرف دہلی میں وہ دیوبندیت و تبلیغیت کے اتنے سرگرم مبلغ ہیں کہ شاید ہی دہلی میں کوئی مسجد بچی ہو جسے دہلی وقف بورڈ اور وقف کونسل ممبر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے تبلیغی جماعت کے چھاؤنی میں تبدیل نہ کردیا ہو۔

لیکن اب ان کی تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمایئے اور سر پیٹیے کہ دہلی کے بائیس خواجگان کی شاید ہی کوئی ایسی درگاہ جہاں عرس کے موقعہ پر وہ پیش پیش نہ رہتے ہوں۔ شری راجیو گاندھی جب پہلی بار وزیر اعظم ہوئے تو ان کی چادر لے کر یہی حضرت، اجمیر شریف گئے اور ان کی طرف سے خواجہ کے مزار شریف پر چڑھایا۔

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ قصہ یہ ہے کہ جس زمانے میں شریمتی اندرا گاندھی وزارت اعظمی کی کرسی سے اتار دی گئی تھیں اور اپنی ناکامی کے کرب میں زندگی گذار رہی تھیں تو خوش آئند مستقبل کی نشاندہی کرنے والے جوتشیوں کی طرح یہ حضرت بھی ایک دن وہاں پہنچ گئے اور اندرا گاندھی سے کہا کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ہے جو آپ کا گیا ہوا تخت و تاج واپس دلاسکتی ہے، اور وہ ہے غوث اعظم کی ذات جن کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

اندرا گاندھی کو اور کیا چاہیے تھا، فوراً بغداد شریف کے سفر کا انتظام کرادیا، اور یہ بغداد شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔ وہاں مزار شریف پر پندرہ دن تک چلہ کش رہے، اور واپس آکر اندرا گاندھی کو خوشخبری دی کہ وہاں مجھے مزار شریف سے بشارت ہوئی ہے کہ نو مہینے کے بعد آپ کے دن پلٹ آئیں گے۔

انصاف کیجیے، اپنے عقیدے کے ساتھ اتنی زبردست جنگ سوائے دیوبندی فرزندوں کے اور کون لڑسکتا ہے۔ دیوبندی زبان کے محاورے میں قبروں کی پرستش بھی کرتے رہے اور مشرک بنانے والوں کو اپنا امام بھی مانتے رہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ ایسے لوگوں سے بچنا کتنا مشکل ہے جن کے کئی چہرے ہیں۔ دیوبند اور سہارنپور میں کچھ ہے اور بغداد و اجمیر چلے گئے تو کچھ اور بن گئے۔

دیوبندی مذہب کا ایک اور جنازہ

جن حضرات نے تقویۃ ایمان اور بہشتی زیور کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ علمائے دیوبند کے نزدیک قبروں سے مدد مانگنا شرک جلی ہے۔ لیکن اپنے گھر کے بزرگوں کی قبروں کے بارے میں وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں، اسے سہارنپور کے شیخ الحدیث مولوی ذکریا صاحب کی کتاب ''تاریخ مشائخ چشت'' میں ملاحظہ فرمائیے۔

اپنی اس کتاب میں وہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے پیر و مرشد میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے سفر آخرت کا ذکر کرتے ہوئے حاجی صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ اپنے مرض الموت میں ان کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ! ''میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ و مشقت لونگا لیکن مشیت باری سے کوئی چارہ نہیں، پیام سفر آخرت آگیا ہے۔ جب حضرت نے یہ کلمات فرمائے تو میں پالکی کی پٹی پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تسلی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو ظاہری زندگی میں ہوتا تھا۔'' (تاریخ مشائخ چشت، ص ۲۰۴)

میاں جی نور محمد کی قبر سے متعلق ایک عبارت ان کی سوانح حیات سے بھی ملاحظہ فرمائیے جو ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ، بھون سے شائع ہوئی ہے اور جس پر

قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند کی تقریظ ہے۔ مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ!

"حضرت میانجیو رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی آپ کی روح پر فتوح سے وہی فیضان و عرفان کا چشمہ جاری اور آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے مزار مقدس سے بھی وہی فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں جو آپ کی ذات قدسی صفات سے ہوتے تھے۔" (سوانح حیات میانجیو، ص ۷۸)

اب اس دعوے کے ثبوت میں کہ، ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر سے بھی وہی فائدہ ہوتا ہے جو ان کی ظاہری زندگی میں ہوتا تھا، ان کی سوانح حیات کے مصنف نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ! ایک بار حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا، بعد انتقال حضرت کے مزار پر حاضر ہوا، اور فاتحہ کے بعد اس نے عرض کی کہ حضرت میں بہت پریشان اور تنگی معاش میں مبتلا ہوں میری کچھ دستگیری فرمایئے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے روز ملا کریں گے۔

"ایک مرتبہ میں زیارت کرنے گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ قبر کی پائینتی سے ملا کرتا ہے۔"

(سوانح میانجیو، ص۷۹)

انصاف کیجیے دیوبندی فرقے کی مشہور کتابوں تقویۃ الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کسی قبر پر حاضر ہو کر مدد مانگنا اور مصیبتوں میں ان سے دستگیری کی درخواست کرنا صریح شرک ہے، لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس واقعہ میں شرک کا وہ سارا فتویٰ، ایمان کے لباس میں تبدیل ہوگیا۔

اب آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ جس فرقے کے چہرے پر نفاق کے اتنے دبیز پردے ہوں کہ اپنے ہی مذہب کے عقیدے چھپالیں، اس کی پہچان کتنی مشکل ہے۔

دیوبندی فرقے کے اسی دورنگی مذہب کے مفاسد سے بچانے کے لیے علمائے اہلسنّت کو ضرورت پیش آئی کہ عوام کو ان کے حقیقی چہرے کے خدوخال سے بار بار واقف کرائیں تاکہ وہ ان کے فریب میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں۔

بدعت کی بحث

دیوبندی فرقے کے یہاں بدعت کا لفظ بھی بہت کثیر الاستعمال ہے۔ بات بات پر اہلسنّت کو بدعتی کہنا ان کی عام بول چال ہے، یہاں تک کہ انہوں نے اہلسنّت کا نام ہی بدعتی رکھ دیا ہے جیسا کہ اپنی اسی کتاب تاریخ مشائخ چشت میں مولوی زکریا نے حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

''میں کسی کو بیعت کرنے اس لیے انکار نہیں کرتا کہ وہ شخص کسی بدعتی کے پنجے میں نہ گرفتار ہوجائے، پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے مواخذہ فرمادیں کہ وہ تمہارے پاس گیا تھا تو تم نے کیوں رد کردیا جس کی وجہ سے وہ ایسی جگہ پھنسا۔''

(تاریخ مشائخ چشت، ص۲۶۶)

اس عبارت کا مطلب سوا اس کے اور کیا نکلتا ہے کہ حاجی صاحب چوں کہ دیوبندیوں کے پیرومرشد ہیں اس لیے تنہا وہی سنت کے طریقے پر ہیں باقی دوسرے مشائخ طریقت تو سرتاسر بدعتی ہیں۔

اب اسی مقام پر تصویر کا دوسرا رخ بھی آپ کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اسی کتاب میں مولوی زکریا نے لکھا ہے کہ حاجی صاحب نے اپنے پیرومرشد میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے مزار پر پتھر کا کتبہ نصب کیا ہے جس پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدی
مسکن و ماویٰ ہے، جس جا آپ کا

مولیٰ پاک آپ کا ہے اور مزار
اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
اس جگہ ہے مرقد پاک جناب
سر جھکاتے ہیں سب شیخ و شاب
جس کو ہو شوق دیدار خدا
ان کے مرقد کی زیارت کو وہ جا
دیکھتے ہیں اس کے مجھ کو ہے یقیں
اس کو ہو دیدار رب العالمیں

غور فرمایئے! مرقد پاک کی زیارت کرنے کے لیے جانا و مرقد پاک کے دیدار سے رب العالمین کا دیدار کرنا، کیا ساری باتیں دیوبندی مذہب میں جائز ہیں؟ مولوی زکریا سے لے کر دیوبندی فرقے کے سارے اصاغر واکابر کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ تقویت الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں بیان کردہ عقائد کی روشنی میں وہ ثابت کریں کہ یہ اشعار دیوبندی مذہب کے مطابق ہیں، لیکن بات پھر وہیں پلٹ کر آتی ہے کہ یہ عمل چوں کہ اپنے گھر کے بزرگ کا ہے اس لیے آنکھ بند کر کے اسے جائز ماننا ہی پڑے گا۔

اپنے بزرگوں کی خاطر اصولوں کا خون کرنا دیوبندی فرقے کا یہی وہ دورنگی مذہب ہے جس کا پردہ چاک کرنے کے لیے علمائے اہلسنّت کو کتابیں بھی لکھنا پڑیں، مناظرہ بھی کرنا پڑا اور اسی کلمہ حق کو اپنی زندگی کا مشن بھی بتانا پڑا۔

❀❀❀

حضور سیدِ عالم، محبوبِ رب العالمین ﷺ کے بارے میں

کیا ایمان رکھنا چاہیے،

قرآن و حدیث کی روشنی میں

تمہیدِ ایمان

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت

مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بِالتَّبْجِيْلِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ[1] عرض

پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز، کثیر السیآت[2] کو دینِ حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد کی سچی مَحبّت، عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ (اٰمین یا ارحم الراحمین)

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے تمھیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔ (پارہ ۲۶، الفتح، آیت ۸ تا ۹)۔

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے، قرآن مجید اتارنے، کا مقصود[۳] ہی تمھارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے:

اوّل یہ کہ اللہ و رسول ﷻ و ﷺ پر ایمان لائیں۔[۴]

دوئم یہ کہ رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی تعظیم کریں۔[۵]

سوئم یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مُسلمانو! اِن تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو ذکر فرمایا[۶] اور سب میں پیچھے[۷] اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب کی تعظیم کو، اس لیے کہ بغیر ایمان، تعظیم کارآمد نہیں۔ بہتیرے نصاریٰ[۸] ہیں کہ نبی کی تعظیم وتکریم اور حضور پر سے دفعِ اعتراضاتِ کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لیکچر دے چکے[۹] مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں[۱۰] کہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضورِ اقدس کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزرے، سب بے کار و مردود ہے۔[۱۱] بہتیرے جوگی[۱۲] اور راہب[۱۳] ترکِ دنیا کر کے، اپنے طور پر ذکر عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں، کہ لاالٰہ اِلّا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از آنجا کہ[۱۴] محمد ﷺ کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اصلاً قابلِ قُبولِ بارگاہِ الٰہی نہیں،[۱۵] اللہ ﷻ ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اور جو کچھ انھوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار، کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن[۱۶] کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (پارہ ۱۹، الفرقان ۲۳)

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾

ترجمہ: عمل کریں، مشقتیں بھریں[۱۷] اور بدلہ کیا ہوگا؟ یہ کہ بھڑکتی آگ میں پیٹھیں گے۔ (پارہ ۳۰، الغاشیہ ۳ تا ۴)

والعیاذ باللہ تعالیٰ،[۱۸] مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم، مدارِ ایمان[۱۹] و مدارِ نجات و مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی!

تمھارا رب ﷻ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ﰳاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠﴿۲۴﴾

ترجمہ: اے نبی تم فرمادو، کہ اے لوگو! اگر تمھارے باپ، تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی، تمھاری بیبیاں، تمھارا کنبہ اور تمھاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمھیں اندیشہ ہے اور تمھاری پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ ﷻ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے، تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔[۲۰]

(توبہ: ۲۴، پارہ ۱۰)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز کوئی مال، کوئی چیز، اللہ و رسول ﷻ و ﷺ سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے،[۲۱] اللہ ﷻ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔[۲۲] اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمھارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

ترجمہ: ''تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اُس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوجاؤں۔''

یہ حدیث بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[۲۳] اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو حُضُورِاقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو! محمد، رسول ﷺ کو تمام جہانوں سے زیادہ مَحبوب رکھنا مدارِایمان و مدارِنجات ہوا یا نہیں؟ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کَلِمَہ گو[۲۴] خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد، رسول اللہ ﷺ کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حُضُور ﷺ کی مَحبت ہے۔

بھائیو! خدا ایسا ہی کرے، مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا اِرشاد سُنو:۔

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ: کیا لوگ اس گھمنڈ[۲۵] میں ہیں، کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ (پارہ ۲۰، العنکبوت ۱، ۲)

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کررہی ہے کہ دیکھو کَلِمَہ گوئی اور زَبانی اِدِّعائے مُسلمانی[۲۶] پر تمھارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سُنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں

پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شئے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی و واقعی ہونے کو درکار ہیں، وہ اس میں ہیں یا نہیں؟[۲۷] ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں[۲۸] (۱) محمد ﷺ کی تعظیم اور (۲) محمد رسول اللہ ﷺ کی مَحَبَّت کو تمام جہان پر تقدِیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صَرِیح طریقہ ہے[۲۹] کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی مَحَبَّت کا عَلاقہ ہو۔[۳۰] جیسے تمھارے باپ، تمھارے استاد، تمھارے پیر، تمھاری اولاد، تمھارے بھائی، تمھارے اَحْبَابْ، تمھارے اَصْحَابْ، تمھارے مولوی، تمھارے حافظ، تمھارے مُفتی، تمھارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد،[۳۱] جب وہ رسولِ اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں اَصلاً تمھارے قلب میں اُن کی عظمت اُن کی مَحَبَّت کا نام ونشان نہ رہے فوراً اُن سے الگ ہوجاؤ، اُن کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، اُن کی صُورت، اُن کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رشتے، عَلاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اُس کی مَوْلَوِیَّت، مَشْیَخَیْت، بزرگی، فضیلت، کو خطرے میں لاؤ۔[۳۲] آخر یہ جو کچھ تھا، محمد رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی غلامی کی بناء پر تھا جب یہ شخص اُن ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا عَلاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بُہتیرے یہودی جُبے، نہیں پہنتے؟ کیا عِمامے نہیں باندھتے؟ اُس کے نام وعلم و ظاہری فَضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے[۳۳] اوراگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مُقابِل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حُضُور ﷺ سے گستاخی کی اورتم نے اس سے دوستی نِباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر برانہ جانا یااسے بُرا کہنے پر بُرامانایا اسی قدر کہ تم نے اس اَمْر میں بے پروائی مَنائی یا تمھارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی، تو للہِ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان، قرآن وحدیث نے جس پر حُصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا

اُس سے کتنے دور نکل گئے۔[۳۴] مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وُقعت کر سکے گا اگر چہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کریگا اگر چہ اس کا دوست یا بِرادر یا پِسر ہی کیوں نہ ہو، [۳۵] للہ اپنے حال پر رحم کرو اپنے رب کی بات سنو، دیکھو وہ کیوں کر تمھیں اپنی رَحمت کی طرف بُلاتا ہے، دیکھو:۔

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: تو نہ پائے گا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دل میں اُن کی محبّت آنے پائے جنھوں نے خدا عزوجل اور رسول ﷺ سے مخالفت کی، چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔ (پارہ ۲۸، المجادلۃ ۲۲)

اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ ﷻ یا رسول اللہ ﷺ کی جناب میں گستاخی کرے، مسلمان اس سے دوستی نہ کرے گا، جس کا صریح یہ مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا۔[۳۶] پھر اس حکم کا قطعاً عام ہونا بِالتَّصرِیح ارشاد فرمایا[۳۷] کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گنایا، یعنی کوئی کیسا ہی تمھارے زعم[۳۸] میں مُعَظَّم[۳۹] یا کیسا ہی تمھیں بِالطَّبع محبوب ہو،[۴۰] ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے مَحَبّت نہیں رکھ سکتے، اس کی وُقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہوگے۔ مولیٰ ﷻ کا اتنا فرمانا ہی مُسلمان کے لیے بَس تھا[۴۱] مگر دیکھو وہ تمھیں اپنی رَحمت کی طرف بُلاتا، اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دِلاتا ہے کہ اگر اللہ ورسول ﷻ و ﷺ کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا[۴۲] کسی سے عَلاقہ نہ رکھا تو تمھیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے:

(۱) اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں میں ایمان نَقش کردے گا جس میں اِن شاء اللہ تعالیٰ حُسنِ خاتمہ کی بشارتِ جَلِیلہ ہے[۴۳] کہ اللہ ﷻ کا لکھا نہیں مِٹتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ روح القدس[۴۴] سے تمھاری مدد فرمائے گا۔

(۳) تمھیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رَواں ہیں۔

(۴) تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے، خدا والے ہوجاؤ گے۔

(۵) مُنہ مانگی مُرادیں پاؤ گے بلکہ اُمید و خیال و گمان سے کروڑوں دَرَجے اَفزُوں۔[۴۵]

(۶) سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

(۷) یہ کہ فرماتا ہے، ''میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی۔'' بندے کے لیے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر اِنتہائے بندہ نوازی۔[۴۶] یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔

مُسلمانو! خدا لگتی کہنا[۴۷]! اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور سب کی سب ان

عظیم دولتوں پر نثار کردے تو واللہ[۴۸] کہ مفت پائیں، پھر زید وعمرو سے علاقۂ تعظیم و محبت، یک لخت قطع کر دینا کتنی بڑی بات ہے؟[۴۹] جس پر اللہ تعالیٰ اِن بے بہا[۵۰] نعمتوں کا وعدہ فرمارہا ہے اور اُس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآنِ کریم کی عادتِ کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ[۵۱] بھی رکھتا ہے کہ جو پست ہمت نعمتوں کی لالچ میں نہ آئیں، سزاؤں کے ڈر سے، راہ پائیں۔[۵۲] وہ عذاب بھی سن لیجیے:

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۲۳

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے باپ، اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے رفاقت پسند کرے وہی لوگ ستمگار ہیں۔[۵۳]

(پارہ ۱۰، التوبہ ۲۳)

اور فرماتا ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ۔ ﴿۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

اور فرماتا ہے:

تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ﳓ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ۝۱ ﴿۲﴾

ترجمہ: تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کریگا

بے شک وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔

مزید فرماتا ہے:

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ
يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳﴾

ترجمہ: تمھارے رشتے اورتمھارے بچے تمھیں کچھ نفع نہ دیں گے۔ قیامت کے دن۔تم میں اورتمھارے پیاروں میں جدائی ڈال دیگا کہ تم میں ایک، دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمھارے اعمال دیکھ رہا ہے۔ (پارہ ۲۸،سورہ الممتحنہ ۱اور ۳)

اورفرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ :۔تم میں جو اُن سے دوستی کریگا توبیشک وہ اُنھیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

(پارہ:۶، المآئدۃ ۵۱)

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا، اس آیت کریمہ نے بالکل تَصْفِیَہ فرمادیا[۵۴] کہ جواُن سے دوستی رکھے وہ بھی اُن میں سے ہے، اُن ہی کی طرح کافِر ہے، اُن کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یادرکھیے کہ ”ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمھارے چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہوں۔“[۵۵] اب وہ رسی بھی سن لیجیے جس میں رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذاء(۱) دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (پارہ ۱۰، التوبۃ ۶۱)

اور فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

ترجمہ: بے شک جو اللہ و رسول ﷻ و ﷺ کو اِیذاء دیتے ہیں ان پر اللہ ﷻ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں، اور اللہ ﷻ نے ان کے لیے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(پارہ ۲۲، الاحزاب ۵۷)

اللہ ﷻ اِیذاء سے پاک ہے اُسے کون اِیذاء دے سکتا ہے۔ مگر حَبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کو اپنی اِیذاء فرمایا۔ اِن آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ ﷻ و ﷺ کے بدگویوں (۲) سے مَحبّت کا برتاؤ کرے،[۵۶] سات کوڑے ثابت ہوئے:

۱۔ وہ ظالم ہے۔ ۲۔ گمراہ ہے۔ ۳۔ کافِر ہے۔ ۴۔ اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ۵۔ وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ ۶۔ اس نے اللہ واحد قہّار کو ایذاء دی۔ ۷۔ اس پر دونوں جہان میں خدا ﷻ کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمان! اے مسلمان! اے اُمّتی سَیِّدُ الاِنْسِ وَالجَان ﷺ[۵۷] خدارا، ذرا اِنصاف کر،[۵۸] وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترکِ عَلاقہ[۵۹] کر دینے پر ملتے ہیں کہ (۱) دل میں ایمان جم جائے (۲) اللہ مددگار ہو (۳) جنت مقام ہو (۴) اللہ والوں میں شمار ہو (۵) مرادیں ملیں (۶) خدا تجھ سے راضی ہو (۷) تو خدا سے راضی ہو۔ یا یہ سات بھلے ہیں؟ جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے[۶۰] کہ (۱) ظالم (۲) گمراہ (۳) کافر (۴) جہنمی ہو (۵) آخرت میں خوار ہو (۶) خدا

کو ایذاء دے (۷) خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہَیْہَات، ہَیْہَات۔ کون کہہ سکتا ہے[٦١] کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہیں کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں،[٦٢] مگر جانِ بِرادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا، وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے،[٦٣] ابھی آیت سُن چکے الٓمّٓ ﴿١﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ کیا اس بھلاوے میں ہو[٦٤] کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا؟

ہاں یہی امتحان کا وقت ہے!

دیکھو یہ اللہ واحد قہار عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تمھاری جانچ ہے۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ تمھارے رشتے، عَلاقے قِیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو! وہ فرمارہا ہے کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں، تمھارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمھارے اقوال سُن رہا ہوں تمھارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو! بے پروائی نہ کرو، پرائے پیچھے، اپنی عاقِبت نہ بگاڑو،[٦٥] اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُقابِل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمھیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے۔ اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو! وہ تمھیں اپنی رَحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رَحمت کے کہیں بَناہ نہیں۔[٦٦] دیکھو اور گناہ، تو نِرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا اِستحقاق ہو، مگر ایمان نہیں جاتا،[٦٧] عذاب ہو کر خواہ رب کی رَحمت، حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شَفاعت سے، بے عذاب ہی چُھٹکارا ہو جائے گا[٦٨] یا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم کا مقام ہے اُنکی عظمت، اُن کی مَحبت، مَدارِ ایمان ہے، قرآنِ مجید کی آیتیں سُن چکے کہ جو اس مُعاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔[٦٩] دیکھو جب ایمان گیا، پھر اصلاً، ابدال آباد تک کبھی، کسی طرح ہرگز، اصلاً، عذابِ شدید سے رہائی نہ ہوگی۔[٧٠] گستاخی کرنے والے، جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو، وہاں اپنی بھگت رہے ہوں گے[٧١] تمھیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں؟ پھر ایسوں کا لحاظ کر کے، اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غَضَبِ

جبّار ﷻ و عذابِ نار میں پھنسا دینا، کیا عقل کی بات ہے؟ لِلّٰہ لِلّٰہ[۷۲] ذرا دیر کو اللہ و رسول ﷻ و ﷺ کے سوا سب اِس و آں سے نظر اٹھا کر[۷۳] آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور نرے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی عظیم عظمت، بُلند عزّت، رفیع وَجاھت، جو ان کے رب نے انھیں بخشی اور ان کی تعظیم کی، اُن کی تَوقیر پر ایمان و اسلام کی بناء رکھی،[۷۴] اسے دل میں جما کر اِنصاف و ایمان سے کہو، کیا جس نے کہا کہ شیطان کو یہ وُسعت، نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم ﷺ کی وُسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے؟ اس نے محمد رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اُس نے ابلیسِ لَعین کے علم کو رسول اللہ ﷻ و ﷺ کے علمِ اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا وہ رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی وسعتِ علم سے کافِر ہو کر شیطان کی وُسعتِ علم پر ایمان نہ لایا؟ مسلمانو! خود اس بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ او علم میں شیطان کے ہمسر! دیکھو تو وہ برا مانتا ہے یا نہیں حالانکہ اُسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا، پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی؟ اور اگر وہ اپنی بات پالنے کو اس پر نَاگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قَطعًا ناگوار مانے گا، تو اسے چھوڑیئے اور کسی معظم سے کہہ دیجیے[۷۶] اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کیا کچہری میں جا کر آپ کسی حاکم کو ان ہی لفظوں سے تَعبیر کر سکتے ہیں؟ دیکھیے! ابھی ابھی کُھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بے شک ہوئی[۷۷] پھر کیا رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی توہین کرنا کُفر نہیں؟ ضرور ہے اور بِالیقین ہے۔[۷۸] کیا جس نے شیطان کی وُسعَتِ عِلم کو نَص سے ثابت مان کر حضورِ اَقدس ﷺ کے لیے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا، تمام نُصُوص کو رَدّ کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے[۷۹] اور کہا، شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا، کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہوگی، وہ جس کسی کے لیے ثابت کی جائے، قطعاً شرک ہی رہے گی

کہ خدا جل جلالہٗ کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا، جب رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ وسعتِ علم ماننی شِرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں توضرور اتنی وسعتِ خدا کی وہ خاص صِفَت ہوئی جس کو خُدائی لازم ہے جب تو نبی کے لیے اس کا ماننے والا کافر مشرک ہوا اور اس نے وہی وُسعت، وہی صِفَت خود اپنے منہ، اِبلیس کے لیے ثابت مانی تو صاف صاف شَیطان کو خُدا کا شریک ٹھہرایا۔(۸۰) مسلمانو! کیا یہ اللہ ﷻ اور اُس کے رسول ﷺ دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی، اللہ ﷻ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اِس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے؟ اِبلیس لَعین کو اور رسولُ اللہ ﷻ و ﷺ کی تَوہِین یوں، کہ اِبلیس کا مرتبہ اِتنا بڑھا دیا، کہ وہ تو خدا کی خاص صِفَت میں حِصہ دار ہے، اور یہ اس سے ایسے مَحرُوم کہ ان کے لیے ثابت مانو، تو مشرک ہوجاؤ۔ مُسلمانو! کیا خُدا اور رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی تَوہِین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔(۸۱)

کیا جس نے کہا کہ ''بعض علومِ غَیبِیَہ مُراد ہیں تو اس میں حُضور ﷺ کی کیا تخصِیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صَبِی و مجنون بلکہ جَمِیع حَیوَانات و بَہائِم کے لیے بھی حاصل ہے،''(۸۲) کیا اس نے محمد رسول اللہ ﷻ و ﷺ کو صَرِیح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم ﷺ کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا، جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے؟(۸۳)

مُسلمان! مُسلمان! اے محمد رسول اللہ ﷻ و ﷺ کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک وملعون گالی کے صَرِیح ہونے میں تجھے کچھ شبہ گزر سکتا ہے؟ معاذ اللہ! کہ محمد رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی عَظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی تَوہِین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اِعتِبار نہ آئے، تو خود اُن ہی بدگویوں سے پوچھ دیکھ، کہ آیا تمھیں اور تمھارے اُستادوں، پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سور کو ہے تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جیسا گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اتنا

ہی ہو کہ اور علم میں اُلّو، گدھے، کتّے، سور کے ہمسرو! دیکھو تو وہ اِس میں اپنی اور اپنے اُستاد، پیر کی تَوہِین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سَر ہو جائیں، پھر کیا سبب کہ جو کلمہ ان کے حق میں تَوہِین و کَسرِ شان ہو، محمد رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی تَوہِین نہ ہو؟ کیا مَعَاذَ اللہ اِن کی عَظَمت ان سے بھی گئی گذری ہے؟(۸۵) کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ حَاشَالِلّٰہ حَاشَااللہ!(۸۶) کیا جس نے کہا(۸۷) کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عَالِمُ الغَیب کہا جائے، پھر اگر زید اس کا اِلتِزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عَالِمُ الغَیب کہوں گا تو پھر عِلمِ غَیب کو مُنجُملہ کمالاتِ نَبَوِیَّہ شمار کیوں کیا جاتا ہے؟(۸۸) جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خُصُوصِیّت نہ ہو وہ کمالاتِ نُبُوَّت سے کب ہوسکتا ہے؟ اور اگر اِلتِزام نہ کیا جائے تو نبی وغیرِ نبی، میں وَجہِ فرق بیان کرنا ضرور ہے،(۸۹) انتہٰی۔ کیا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں، پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حُضُور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی نہیں دیتا؟(۹۰) کیا اُس نے اللہ عزوجل کے کلام کا صراحۃً رَدّ و اِبطال نہ کردیا؟(۹۱) دیکھو:

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ: اے نبی! اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔ (پارہ ۵، النساء ۱۱۳)

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزوجل نے اپنے حَبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ومَدَائح میں شُمار فرمایا۔(۹۲)

اور فرماتا ہے:

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ

ترجمہ: اور بے شک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا

ہے۔(۹۳) (پ ۱۳، یوسف ۶۸)

اور فرماتا ہے:

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝۲۸

ترجمہ: ملائکہ نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک علم والے لڑکے اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی۔ (پ ۲۶، ذاریات ۲۸)

اور فرماتا ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝۶۵

ترجمہ: اور ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔(۹۴)
(پ ۱۵، الکہف ۶۵)

وغیرہا آیات، جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والثناء میں گنا۔(۹۵) اب زید(۹۶) کی جگہ اللہ عزوجل کا نام پاک لیجیے(۹۷) اور علمِ غیب کی جگہ مُطلَق علم جس کا ہر چوپائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھیے کہ اس بدگوئے مُصطفٰے کی تقریر کس طرح کلام اللہ جلّ جلالہٗ رد کر رہی ہے(۹۸) یعنی یہ بدگو خدا کے مُقابِل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام) کی ذاتِ مُقدّسہ پر علم کا اِطلاق کیا جانا اگر بقولِ خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ اَمر ہے کہ اس علم سے مراد بعض عِلم ہے یا کُل عُلوم، اگر بعض عُلوم مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عَمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیے کہ سب کو عالِم کہا جائے، پھر اگر خدا اس کا اِلتزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالِم کہوں گا تو پھر علم کو مِنجُملہ کمالاتِ نَبوِیّہ شُمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خُصوصیّت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہوسکتا ہے اور اگر اِلتزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیرِ نبی میں وجہِ فرق بیان کرنا لازم ہے، اور اگر تمام علوم

مُراد ہیں، اس طرح اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بُطلَان دلیلِ نَقلی و عَقلی سے ثابت ہے انتہیٰ۔ پس ثابت ہوا کہ خُدا کے وہ سب اَقوال اس کی دلیل سے بَاطِل ہیں۔ مُسلمانو دیکھو! کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ ﷺ ہی کو گالی نہ دی بلکہ اُن کے رب (جَلَّ وعلَا) کے کلاموں کو بھی بَاطِل ومَرْدُود کر دیا۔

مُسلمانو! جس کی جُرأت یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کے علمِ غَیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے اور ایمان و اسلام و اِن سانیت سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے، اس سے کیا تعجّب کہ خدا کے کلاموں کو رَدّ کرے باطل بتائے پَسِ پُشت ڈالے زیرِ پا(۹۹) مَلے بلکہ جو یہ سب کچھ کلامُ اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس گالی پر جُرأت کر سکے گا مگر ہاں اس سے دَریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اَساتِذہ میں جاری ہے یا نہیں؟(۱۰۰) اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب ہے؟ ہاں ان بدگویوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اسے دَریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم، فاضِل، مولوی، ملا، چُنیں، چُناں فُلاں فُلاں کیوں کہا جاتا ہے(۱۰۱) اور حَیوَانات وبَہَائم مثلاً کتے سُور کو کوئی اِن الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا۔(۱۰۲) ان مَنَاصِب(۱۰۳) کے بَاعِث آپ کے اَتبَاع و اَذنَاب(۱۰۴) آپ کی تعظیم، تکریم، توقیر کیوں کرتے، دَست و پا پَر بوسہ دیتے ہیں(۱۰۵) اور جانوروں مثلاً الو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں بَرتتا اس کی وجہ کیا ہے؟ کل عِلم تو قطعاً آپ صاحبوں کو بھی نہیں(۱۰۶) اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو الو، گدھے، کتے، سؤر سب کو حاصل ہے تو چاہیے کہ اِن سب کو عالم و فَاضِل و چُنیں و چُنَاں کہا جائے(۱۰۷) پھر اگر آپ اس کا اِلتزَام کریں کہ ہاں ہم سب کو علماء کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن

بلکہ انسان کی بھی خُصُوصیّت نہ ہو، گدھے، کُتے، سور سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سور میں وجہِ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔ فقط۔

مُسلمانو! یوں دَریافت کرتے ہی بعونہٖ تعالیٰ صاف کُھل جائے گا(۱۰۸) کہ ان بدگویوں نے محمد رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی اوران کے رب عزوجل کے قرآن مجید کو جَابجا کیسا ردّ وباطل کردیا۔ مُسلمانو! خاص اس بدگو اوراس کے ساتھیوں سے پوچھو، ان پر خود ان کے اِقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئیں یانہیں:

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

ترجمہ: اور بے شک ضرور ہم نے جہنم کے لیے پھیلا رکھے ہیں بہت سے جن اور آدمی ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں جن سے حق کا راستہ نہیں سوجھتے اور وہ کان جن سے حق بات نہیں سنتے۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے۔ وہی گمراہ وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔ (پارہ ۹، اعراف ۱۷۹)

اور فرماتا ہے:

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۗ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ: کیا بھلا دیکھ تو، جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا تو کیا
تو اس کا ذمہ لے گا، یا تجھے گمان ہے ان میں بہت کچھ سُنتے
یا عقل رکھتے ہیں سو وہ نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو اُن سے
بھی بڑھ کر گمراہ ہیں (پارہ ۱۹، الفُرقان ۴۳-۴۴)

ان بدگویوں نے چوپایوں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا۔ اب ان سے پوچھیئے کیا تمھارا علم انبیاء یا خود حُضُور سید الانبیاء علیہ والصلوٰۃ والثناء کے برابر ہے، ظاہراً اس کا دعویٰ نہ کریں گے اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپایوں سے برابری کردی، آپ تو دوپائے ہیں برابری ماننے کیا مشکل ہے؟ تو یوں پوچھیئے تمھارے اُستادوں، پیروں، مُلاؤں میں کوئی بھی ایسا گزرا جو تم سے علم میں زیادہ ہو یا سب ایک برابر ہو؟

آخر کہیں تو فرق نکالیں گے تو اُن کے وہ اُستاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپائیوں کے برابر ہوئے اور یہ اُن سے علم میں کم ہیں، جب تو ان کی شاگردی کی، اور جو ایک مُساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہوگا تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رُو سے چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے(۱۰۹) اور ان آیتوں کے مِصداق ٹھہرے۔(۱۱۰)

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

(پارہ ۲۹، القلم ۳۳)

مُسلمانو! یہ حالتیں تو ان کلمات کی تھیں جن میں انبیائے کرام و حُضُور پُر

نُورِ سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ صاف کیے گئے پھر ان عبارات کا کیا پوچھنا جن میں اِصَالۃً بِالقصد رَبُّ العِزّت عَزَّ جَلَالُہٗ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔(۱۱۱)

خُدارا(۱۱۲) اِنصاف! کیا جس نے کہا، میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذبِ باری کا قائل نہیں ہوں؟(۱۱۳) یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بِالفعل جھوٹا ہے جھوٹ بولا، جھوٹ بولتا ہے۔ اُس کی نِسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ اگرچہ اُس نے تاویلِ آیات میں خَطا کی مگر تاہم اس کو کافِر یا بِدعتی یا ضَال کہنا نہیں چاہیئے، جس نے کہا کہ، اِس کو کوئی سخت کلِمہ نہ کہنا چاہیے،(۱۱۴) جس نے کہا کہ، اس میں تکفیر عُلمائے سَلف کی لازم آتی ہے۔(۱۱۵) حنفی، شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کرسکتا یعنی خدا کو مَعاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا۔ یہ اِختِلاف حَنَفی شَافعی کا سا ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اُوپر باندھے، کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا، لہٰذا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مَامُون کرنا چاہیے،(۱۱۶) یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا معنیٰ؟ گنہگار نہ کہو، کیا جس نے یہ سب تو اس مُکَذِّبِ خدا کی نسبت بتایا(۱۱۷) اور یہیں خود اپنی طرف سے بَاوَصف اس بے معنیٰ اقرار کہ قُدرۃ عَلَی الکِذْب مَعَ اِمْتِنَاعِ الْوُقُوع مسئلہ اِتّفَاقِیہ ہے(۱۱۸) صاف صَرِیح کہہ دیا کہ وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہوگئے یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا سے کِذب واقع ہوا،(۱۱۹) کیا یہ شخص مُسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہوسکتا ہے؟

مُسلمانو! خُدارا انصاف، ایمان نام کاہے کا تھا؟(۱۲۰) تصدیقِ الٰہی کا، تَصدیق کا صَرِیح مخالف کیا ہے، تکذیب، تکذیب کے کیا معنی ہیں؟ کسی کی طرف کِذب منسوب کرنا۔ جب صراحۃً خدا کو کاذِب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے؟ خدا جانے مَجُوس وہنُود و نصارٰی و یہُود کیوں کافِر ہوئے؟ اِن میں تو کوئی صاف اپنے مَعْبُود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا۔(۱۲۱) ہاں مَعْبُودِ برحق کی باتوں

کو یوں نہیں مانتے کہ انھیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے۔ ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا، اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا،[۱۳۲] اِس سے وقوعِ کِذب کی معنی درست ہو گئے۔

غرض کوئی ذِی انصاف شک نہیں کرسکتا کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول ﷻ و ﷺ کو گالیاں دی ہیں،[۱۳۳] اب یہی وقت امتحان الٰہی ہے، واحد قہار جَبّار عَزَّ جَلَالُہ سے ڈرو اور وہ آیتیں کہ اوپر گزریں، پیشِ نظر رکھ کر عمل کرو۔ تمھارا ایمان تمھارے دلوں مین تمام بدگویوں سے نفرت بھر دے گا۔ ہرگز اللہ و رسول اللہ جَلَّ وَ عَلَا و ﷺ کے مُقَابِل تمھیں اُنکی حِمایَت نہ کرنے دے گا۔ تم کو اُن سے گھن آئے گی نہ کہ اِن کی پچ کرو، اللہ و رسول ﷻ و ﷺ کے مُقَابِل اُنکی گالیوں میں مُہمَل و بیہُودہ تاوِیل گھڑو۔[۱۳۴]

لِلّٰہ اِنصاف! اگر کوئی شخص تمھارے ماں، باپ، اُستاد، پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے۔ کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گھڑو گے یا اس کے بکنے سے بے پرواہی کرکے اس سے بَدَسْتُو صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غَیرَت، انسانی حَمِیَّت، ماں باپ کی عِزت حُرمت عَظْمَت مَحَبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگو دشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے، اس کے سائے سے دور بھاگو گے، اس کا نام سن کر غَیْظ لاؤ گے جو اس کے لیے بناوٹیں گڑھے، اس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے،[۱۳۵] پھر خدا کے لیے ماں باپ کو ایک پلّہ میں رکھو اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ ﷻ و ﷺ کی عزت وعَظمت پر ایمان کو دوسرے پلّے میں، اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول ﷻ و ﷺ کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے، ماں باپ کی مَحَبت و حمایت کو اللہ و رسول ﷻ و ﷺ کی مَحَبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے۔ تو واجب واجب

واجب، لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ ان بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ وجدائی ہو کہ ماں باپ کے دَشنام دِہندَہ(۱) کے ساتھ اس کا ہزارواں حصہ نہ ہو۔[۱۳۶]

یہ ہیں وہ لوگ جن کے لیے اِن سات نعمتوں کی بشارت ہے۔[۱۳۷] مسلمانو! تمھارا یہ ذلیل خیر خواہ اُمید کرتا ہے۔ کہ اللہ وَاحِد قہار کی آیات اور اس بیانِ شافی وَاضح البَیِّنات[۱۳۸] کے بعد اس بارے میں آپ سے زیادہ عَرض کی حاجَت نہ ہو تمھارے ایمان خود ہی ان بدگویوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اُٹھیں گے جو تمھارے رب نے قرآن عظیم میں تمھارے سکھانے کو قومِ ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمائے۔

تمھارا رب ﷻ فرماتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ

ترجمہ: بے شک تمھارے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ہے جب وہ اپنی قوم سے بولے بے شک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمھارے منکِر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عَدَاوت ہمیشہ کو ظاہر ہوگئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔[۱۳۹]

(پارہ ۲۸، الممتحنہ)

اور فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶

ترجمہ: بے شک ضرور ان میں تمھارے لیے عمدہ ریس تھی۔ اس کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی اُمید رکھتا ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے۔[۳۰]

(پارہ ۲۸، الممتحنہ ۴ اور ۶)

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور ان کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لیے اپنی قوم کے صاف دشمن ہو گئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کرلی[۳۱] اور کہہ دیا کہ ہم سے تمھارا کچھ علاقہ نہیں،[۳۲] ہم تم سے قطعی بیزار ہیں، تمھیں ایسا ہی کرنا چاہیے یہ تمھارے بھلے کو تم سے فرما رہا ہے،[۳۳] مانو تو تمھاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمھاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے اُنکے ساتھ تم بھی سہی، میں تمام جہانِ سے غنی ہوں[۳۴] اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل و علاو تبارک وتعالیٰ۔

یہ قُرآن حکیم کے اَحکام تھے

اللہ ﷻ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا مگر یہاں دو فرقے ہیں جن کو اِن احکام میں عُذر پیش آتے ہیں اول بے علم نادان، ان کے عذر دو قسم کے ہیں:

عذرِ اول

فُلاں تو ہمارا اُستاد یا بزرگ یا دوست ہے اسے کافر کیوں کر مانیں،[۳۵] اس کا جواب تو قرآن عظیم کی مُتعدد آیات سے سُن چکے کہ رب جلّ جلالہ نے بار بار بتا کر صراحۃً فرما دیا کہ غضبِ اِلٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس بات میں[۳۶] اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔

عذرِ دوم

صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیوں کر کافر سمجھیں یا برا جانیں؟

اس کا جواب۔

تمہارا رب ﷻ فرماتا ہے:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ ﷻ نے علم ہوتے ساتے[۳۷] اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مُہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پٹی چڑھادی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ ﷻ کے بعد تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

(پارہ ۲۵، جاثیہ ۲۳)

اور فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾

ترجمہ: وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر اُنھوں نے اسے نہ اُٹھایا ان کا حال اُس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں، کیا بُری مثال ہے اُن کی جنھوں نے خُدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ﷻ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

(پارہ ۲۸، سورۂ جمعہ ۵)

اور فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ۝ سَآءَ مَثَلَا ﰈ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ۝ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝

ترجمہ: انھیں پڑھ کر سنا اس کی خبر جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ گمراہ ہوگیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے گرے سے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہوگیا[۱۳۸] تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر بوجھ لادے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان کا حال ہے جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔ تو ہمارا یہ ارشاد بیان کرو شاید یہ لوگ سوچیں۔ کیا برا حال ہے ان کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے تھے۔ جسے خدا ہدایت کرے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں۔ (پارہ ۹، اعراف ۱۷۵ تا ۱۷۷)

یعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں، خدا کے اختیار میں ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں ان کا شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے۔

دوزخ کے فرشتے بت پرستوں سے پہلے انھیں پکڑیں گے، یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو؟ جواب ملے گا لَیسَ مَن یَعلَمُ کَمَن لَا یَعلَمُ۔

بھائیو! عالم کی عزّت تو اِس بنا پر تھی کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا وارِث ہے، انبیاء علیہم السلام کا وارِث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی ﷺ کا وارث ہوا یا شیطان کا؟ اُس وقت اُس کی تعظیم انبیاء علیہم السلام کی تعظیم ہوتی۔ اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عالِم، کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدمذہبوں کے عُلماء پھر اس کو کیا پوچھنا جو خود کفرِ شدید میں ہو اُسے عالِمِ دین جاننا ہی کُفر ہے نہ کہ عالِمِ دین جان کر اُس کی تعظیم۔

بھائیو! علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں۔ اِبلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مُسلمان اُس کی تعظیم کریگا؟ اُسے تو مُعلِّمُ المَلَکُوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا تھا۔ جب سے اس نے محمد رسول اللہ عزوجل و ﷺ کی تعظیم سے منہ موڑا۔ حُضور ﷺ کا نُور[۱۳۹] کہ پیشانیِ آدم علیہ السلام میں رکھا گیا، اسے سجدہ نہ کیا، اُس وقت سے لعنتِ اَبدی کا طوق اُس کے گلے میں پڑا، دیکھو جب سے اُس کے شاگردانِ رشید اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں، ہمیشہ اُس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر رَمَضان میں مہینہ بھر اُسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں، قِیامت کے دن کھینچ کر جہنّم میں دھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہوگیا اور استاذی کا بھی۔[۱۴۰]

بھائیو! کروڑ افسوس ہے اس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحِد قہّار اور محمد رسول اللہ سید الابرار ﷺ سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ و رسول عزوجل و ﷺ سے بڑھ کر بھائی یا دوست، یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔[۱۴۱]

اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب ﷺ کی سچی رَحمت کا، آمین۔

فرقہ دوم

معاندین[۱۳۲] و دُشمنانِ دین کہ خود انکارِ ضروریاتِ دین[۱۳۳] رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر کو مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا اور رسول و ایمان کے ساتھ تمسخر[۱۳۴] کرتے ہیں اور براہِ اغواء و تلبیس و شیوۂ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں[۱۳۵] کہ کسی طرح ضروریاتِ دین ماننے کی قید اٹھ جائے،[۱۳۶] اسلام فقط طوطے کی طرح زَبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذّاب کہے، چاہے رسول ﷺ کو سڑی سڑی گالیاں دے، اسلام کسی طرح نہ جائے:

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ۝

ترجمہ کنز الایمان: بلکہ اللہ نے ان پر لعنت فرمادی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔

(پارہ ۱، سورۂ بقرہ، آیت ۸۸)۔

یہ مسلمانوں کے دشمن، اسلام کے عدو، عوام کو چھلنے[۱۳۷] اور خدائے وَاحِد قہار کا دین بدلنے کے لیے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں۔

مکرِ اول

اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا:

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ:۔ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا۔

پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافِر کیسے ہوسکتا ہے؟ مُسلمانو! ذرا ہوشیار خبردار، اِس مکر مَلعُون کا حاصل یہ ہے کہ زَبان سے لا الہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے،[۱۳۸] آدمی کا بیٹا اگر اُسے گالیاں دے، جوتیاں مارے، کچھ کرے اس کے

بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، یونہی جس نے لاالٰہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خداﷻ کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول ﷺ کو سڑی سڑی گالیاں دے، اُس کا اِسلام نہیں بدل سکتا۔

اس مکر کا جواب

اِسی آیت کریمہ:

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ۔

میں گزرا، کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے اِدّعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا؟ اِسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بے شک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قُرآنِ عظیم رد فرما رہا ہے، نیز:

تمھارا ربﷻ فرماتا ہے:

قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ

ترجمہ: یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ تم فرمادو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مُطیع الاسلام ہوئے[۱۳۹] اور ایمان ابھی تمھارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔ (پ۲۶، سورہ حجرات ۱۴)

اور فرماتا ہے:

اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡہَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ ۘ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ ۚ﴿۱﴾

ترجمہ: منافقین جب تمھارے حضور ہوتے ہیں، کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کے بے شک حضور ﷺ یقیناً خداﷻ کے رسول ہیں اور اللہﷻ خوب جانتا ہے کہ بے شک تم ضرور اُس

کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ منافق ضرور
جھوٹے ہیں۔ (پارہ ۲۸، منافقون/۱)

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کَلِمَہ گوئی، کیسی کیسی تاکیدوں سے مُؤَکَّد، کیسی کیسی قسموں سے مُؤَیَّدْ ہرگز موجبِ اسلام نہ ہوئی اور اللہ وَاحِد قہّار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ کا یہ مطلب گڑھنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کَلِمَہ پڑھتا، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اُسے مسلمان جانیں گے جب تک اِس سے کوئی کَلِمَہ، کوئی حرکت، کوئی فعل منافیِ اسلام صادر نہ ہو، (۱۵۱) بعدِ صدُورِ مَنافی ہرگز کَلِمَہ گوئی کام نہ دے گی۔ (۱۵۲)

تمھارا رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ۔

ترجمہ: خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ، بے شک وہ یہ کفر کا بول، بولے اور مسلمان ہوکر کافر ہوگئے۔ (پارہ ۱۰، توبہ ۷۴)

ابنِ جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا تمھیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلاکر فرمایا، ”تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں؟“ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلالایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کَلِمَہ حُضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت اُتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے گستاخی نہ کی اور

بے شک ضرور، یہ کُفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافِر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ، کلمہ کُفر ہے اور اِس کا کہنے والا اگر چہ لاکھ مُسلمانی کا مُدّعی[۱۵۳] کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافِر ہوجاتا ہے۔۔۔۔ اور فرماتا ہے:

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ‌ؕ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ‏ ﴿۶۵﴾ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ‌ؕ

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے،[۱۵۴] تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اسکے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے؟ بہانے نہ بناؤ تم کافِر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ (پارہ ۱۰ توبہ/ ۶۵ -۶۶)

ابن ابی شیبہ وابن ابی جریر و ابن المنذر وابن حاتم الشیخ امام مجاہد تلمیذِ خاص سیّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ[۱۵۵] سے روایت فرماتے ہیں۔

انَّه قَالَ فِي قَولِهٖ تعالى "وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ" قَالَ رَجُلٌ مِنَ الۡمُنَافِقِيۡنَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بِوَادِي كَذَا وَمَا يَدۡرِيۡهِ بِالۡغَيۡبِ۔

یعنی کسی کی اُونٹنی گم ہوگئی، اِس کی تلاش تھی، رَسُول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا اُونٹنی فُلاں جنگل میں فُلاں جگہ ہے اِس پر ایک مُنافق بولا، "محمد رَسُول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم بتاتے ہیں کہ اُونٹنی فُلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟" اِس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ ورَسُول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے ٹھٹھا کرتے ہو،[۱۵۶] بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافِر ہو گئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابنِ جریر مطبع مصر، جلد دہم صفحہ ۱۰۵ وتفسیر دُرِ منثور امام جلالُ الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴)۔

مُسلمانو! دیکھو محمد رَسُول اللہ ﷻ و ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ، تم اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رَسُول اللہ ﷻ و ﷺ کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل(۱۵۷) کو اللہ تعالیٰ وقرآن و رَسُول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافِر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو، غیب کی بات جاننی شان نبوت ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی، احمد قسطلانی مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر(۱۵۷) نے تصرِیح فرمائی(۱۵۸) جس کی تفصیل رسائل عِلمِ غَیب میں بفضلہٖ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی(۱۵۹) پھر اس کی سخت شامت، کمال ضلالت(۱۶۰) کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی، خدا کے بتائے سے بھی، نبی ﷺ کو معلوم ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے،(۱۶۱) اس کے نزدیک اللہ ﷻ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ ﷻ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے، اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے۔ آمین۔

ہاں بے خدا کے بتائے، کسی کو ذرہ بھر کا علم ماننا، ضرور کفر ہے اور جمیع معلوماتِ الٰہِیَّہ کو علمِ مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل(۱۶۲) اور اکثر علماء کے خلاف ہے۔(۱۶۳)

لیکن روزِ ازل سے روزِ آخر تک کا مَاکَانَ وَمَا یَکُونُ. اللہ تعالیٰ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ایک ذرے کے لاکھویں، کروڑویں حصے برابر، تری کو، کروڑہا کروڑ سمندروں سے ہو بلکہ یہ خود علومِ محمدیہ (ﷺ) کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ اِن تمام امور کی تفصیل الدولۃ المکیہ وغیرہا میں ہے۔(۱۶۴)

خیر تو یہ جملہ معترضہ تھا(۱۶۵) اور اِن شاء اللہُ العظیم بہت مفید تھا، اب بحث سابق کی طرف عَوْد کیجیے۔(۱۶۶)

مکر دوم

اس فرقہ باطلہ کا مکرِ دوم یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ:

لَا نُکَفِّرُ اَحَدًا مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَةِ۔

ترجمہ: ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

اور حدیث میں ہے جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان ہے۔

مُسلمانو! اس مکرِ خبیث میں ان لوگوں نے نری کلِمہ گوئی سے عدُول کر کے صرف قبلہ روئی کا نام ایمان رکھ دیا یعنی جو قبلہ رو ہو کر نماز پڑھ لے، مسلمان ہے اگرچہ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہے، محمد رَسُول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے، کسی صورت کسی طرح ایمان نہیں ٹلتا۔(۱۶۷)

چوں وضوئے محکمِ بی بی تمیز(۱۶۸)

اولاً اس مکر کا جواب

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ

ترجمہ:۔ اصل نیکی یہ نہیں کہ اپنا منہ پُورَب (مشرق) پچھم (مغرب) کی طرف کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قِیَامَت اور فِرِشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر۔

(پارہ ۲، البقرۃ ۱۷۷)

دیکھو صاف فرمادیا کہ ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ہی اصل کار ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں، اور فرماتا ہے:

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ﴿۵۴﴾

ترجمہ:۔ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اس لیے کہ انھوں نے اللہ و رسول ﷻ وﷺ کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے[۱۶۹] اور خرچ نہیں کرتے مگر بُرے دل سے۔ (التوبہ ۵۴، پارہ ۱۰ ع ۱۳)

دیکھو ان کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انھیں کافر فرمایا، کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے؟ فقط قبلہ کیسا، قبلۂ دل وجاں، کعبۂ دین و ایمان، سرورِ عالمیان ﷺ کے پیچھے جانب قبلہ نماز پڑھتے تھے، اور فرماتا ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ﴿۱۲﴾

ترجمہ: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز برپا رکھیں اور زکوۃ دیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں اور ہم پتے کی بات (آیتیں) صاف بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے اور اگر قول و قرار کر کے پھر اپنی قسمیں توڑیں اور تمھارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو، بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں شاید باز آئیں۔ (پارہ ۱۰، توبہ ۱۱۔۱۲)

دیکھو نماز، زکوۃ والے اگر دین پر طعنہ کریں تو انھیں کفر کا پیشوا، کافروں کا سرغنہ فرمایا۔[۱۷۰] کیا خدا ﷻ اور رسول ﷺ کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعنہ

نہیں، اس کا بیان بھی سنیے:

تمھارا رب عزّوجلّ فرماتا ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

ترجمہ: کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیے آپ سنائے نہ جائیں اور رَاعِنَا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین میں طعنہ کرنے کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنیے اور مہلت دیجیے تو ان کے لیے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔

(پارہ ۵، النسآء ۴۶)

کچھ یہودی جب دربارِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے اور حُضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے، آپ سنائے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حُضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی، ناگوار بات نہ سنائے اور دل میں بددُعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے اور جب حُضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لیے مہلت چاہتے تو رَاعِنَا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمائیں[۱۴۱] اور مُراد خفی رکھتے، یعنی رعونت والا،[۱۴۲] اور بعض زبان دبا کر رَاعِیْنَا کہتے یعنی ہمارا چرواہا۔ جب پہلو دار بات[۱۴۳] دین میں طعنہ ہوئی، تو صَرِیح و صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجیے تو ان باتوں کا صَرِیح بھی ان کلمات کی شناعت کو

نہیں پہنچتا۔(۱۴۴) بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت کہ شیطان سے علم میں کمتر یا پاگلوں چوپایوں سے علم میں ہمسر (۷)؟ اور خدا کی نسبت وہ کہ جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے جو اسے جھوٹا بتائے مسلمان سُنّی صالح ہے،(۱۴۵) والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثانیاً اس وہمِ شَنیع(۱۴۶) کو مذہبِ سیدنا امام رضی اللہ عنہ بتانا حضرت امام پر سخت اِفْتِراء(۱۴۷) واتہام(۱۴۸) جبکہ امام رضی اللہ عنہ اپنے عقائد کریمہ کی کتاب مطہر(۱۴۹) فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

صِفَاتُهٗ تعالٰی فِي الْاَزَلِ غَيْرُ مُحْدَثَةٍ وَلَا مَخْلُوْقَةٍ فَمَنْ قَالَ اِنَّهَا مَخْلُوْقَة اَوْمُحْدَثَة اَوْوَقَفَ فِيْهَا اَوْشَكَّ فِيْهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ تعَالٰی۔

ترجمہ: اللہ تعالٰی کی صفتیں قدیم ہیں نہ تو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انھیں مخلوق یا حادث کہے یا اس باب میں توَقُّف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر۔ نیز امامِ ہُمام رضی اللہ عنہ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ بِاَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ تعالٰی مَخْلُوْق فَهُوَ كَافِر بِاللّٰه العظيم۔

ترجمہ: جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عَظَمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:۔

قَالَ فَخْرُ الْاِسْلَامِ قَدْ صَحَّ عَنْ اَبِي يُوسُفَ اَنَّهٗ قَالَ نَاظَرْتُ اَبَا حَنِيفَةَ فِي مَسْئَلَةِ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ فَاتَّفَقَ رَاْيِي وَرَاْيُهٗ عَلٰی اَنَّ مَنْ قَالَ بِخَلْقِ الْقُرْاٰنِ فَهو كَافِر وصَحَّ هٰذَا الْقَوْلُ اَيْضًا عَنْ

مُحمّدٍ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: امام فخر الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ خلق قُرآن میں مناظرہ کیا، میری اور ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ جو قُرآن مجید کومخلوق کہے وہ کافر ہے اور یہ قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بصحت ثبوت کو پہنچا۔

یعنی ہمارے ائمۂ ثلاثہ رضی اللہ عنہم[۱۸۱] کا اجماع و اتفاق[۱۸۲] ہے کہ قرآن عظیم کومخلوق کہنے والا کافر ہے۔ کیا مُعْتَزِلَہ و کَرَامِیہ ورَوَافِض کہ قُرآن کومخلوق کہتے ہیں اس قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے، نفسِ مسئلہ کا جُزئیہ لیجیے[۱۸۲] امامِ مذہب حنفی سیدنا امام اَبُویوسف رضی اللہ عنہ ''کتاب الخراج'' میں فرماتے ہیں:

اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی بَانَتْ مِنْہُ اِمْرَاَتُہٗ۔

ترجمہ: جو شخص مسلمان ہو کر رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام[۱۸۳] دے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا عزوجل کا مُنکر ہو گیا اور اس کی جورُو اس کے نکاح سے نکل گئی۔[۱۸۴]

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان[۱۸۵] کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہلِ قبلہ نہیں ہوتا یا اہلِ کعبہ نہیں ہوتا مگر محمد رَسُول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اِصْطِلَاحِ ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام

ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو، اِن میں سے ایک بات کا بھی منکر ہوتو قطعاً اجماعاً کافِر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خودکافِر ہے۔ شِفاء شریف وبزّازیہ ودُرَر وغُرَر وفتاوٰی خیریہ وغیر ہامیں ہے:

اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اِنْ شَاتِمَہٗ ﷺ کَافِرٌ وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهٖ وَ کُفْرِہٖ کَفَرَ۔

ترجمہ: تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضورِ اقدس ﷺ کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافِر ہے اور جو اس کے مُعذَّب[۱۸٦] یا کافِر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافِر ہے۔

مَجمعُ الاَنہُر ودُرِّ مُختار میں ہے:

وَاللَّفْظُ لَہٗ۔ اَلْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ لَاتُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ مُطْلَقًا مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَ کُفْرِہٖ کَفَرَ۔

ترجمہ: جوکسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافِر ہوااس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جواس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافِر ہے۔

الحمد للہ ﷻ! یہ نفسِ مسئلہ کاوہ گراں بہا جزئیہ ہے[۱۸۷] جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماعِ تمام اُمت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انھیں کافِر نہ جانے خود کافِر ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

فِي الْمَوَاقِفِ لَا یُکَفَّرُ اَهْلُ الْقِبْلَةِ اِلَّا فِيْمَا فِيْهِ اِنْکَارُ مَا عُلِمَ مَجِيْئُہٗ بِالضَّرُوْرَةِ اَوِالْمُجْمَعِ عَلَيْهِ کَاسْتِحْلَالِ الْمُحَرَّمَاتِ اھ وَلَا یَخْفٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِ عُلَمَائِنَا لَا یَجُوْزُ تَکْفِيْرُ اَهْلِ الْقِبْلَةِ بِذَنْبٍ لَيْسَ مُجَرَّدَ التَّوَجُّهِ اِلَى الْقِبْلَةِ فَاِنَّ الْغُلَاةَ مِنَ الرَّوَافِضِ الَّذِيْنَ يَدَّعُوْنَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

غَلَطَ فِي الْوَحْيِ فَإِنَّ اللهَ تعالیٰ اَرْسَلَهُ اِلٰى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَ بَعْضُهُمْ قَالُوْا اِنَّهُ اِلٰهٌ وَاِنْ صَلُّوْا اِلَى الْقِبْلَةِ لَيْسُوْا بِمُؤْمِنِيْنَ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ مُسْلِمٌ اھ مختصراً۔

ترجمہ: یعنی مواقف میں ہے کہ اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے گا[۱۸۸] مگر جب ضروریاتِ دین یا اجماعی باتوں[۱۸۹] سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہلِ قبلہ کی تکفیر، روا نہیں[۱۹۰] اس سے نِرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی[۱۹۱] جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے انھیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، مُسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مُسلمان ہے۔

یعنی جب کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافیِ ایمان نہ کرے.....اسی میں ہے:

اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِاَهْلِ الْقِبْلَةِ الَّذِيْنَ اتَّفَقُوْا عَلٰى مَاهُوَ مِنْ ضَرُوْرِيَاتِ الدِّيْنِ كَحُدُوْثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْاَجْسَادِ وَعِلْمِ اللهِ تعالیٰ بِالْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْمَسَائِلِ الْمُهِمَّاتِ فَمَنْ وَاظَبَ طُوْلَ عُمْرِهٖ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ مَعَ اِعْتِقَادِ قِدَمِ الْعَالَمِ اَوْنَفْيِ الْحَشْرِ اَوْنَفْيِ

عِلْمِهٖ سُبْحٰنَهٗ بِالْجُزْئِيَّاتِ لَايَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَاَنَّ الْمُرَادَ بِعَدَمِ تَكْفِيْرِ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّهٗ لَايُكَفَّرُ مَالَمْ يُوْجَدْ شَيْئٌ مِّنْ اَمَارَاتِ الْكُفْرِ وَعَلَامَاتِهٖ وَلَمْ يَصْدُرْ عَنْهُ شَيْئٌ مِّنْ مُّوْجِبَاتِهٖ۔

ترجمہ: یعنی جان لو کہ اہلِ قبلہ سے مُراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین میں موافق ہیں جیسے عالَم کا حادِث ہونا، اجسام کا حشر ہونا، اللہ تعالیٰ ﷻ کا علم تمام کُلیات و جزئیات کو محیط ہونا اور جو مُہم مسئلے اِن کی مانند ہیں،[۱۹۲] تو جو تمام عمر طاعتوں اور عبادتوں میں رہے اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالَم قدیم(٦) ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ ﷻ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہلِ قبلہ سے نہیں اور اہلِ سنّت کے نزدیک اہلِ قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مُراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت و نشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کُفر اس سے صادر نہ ہو۔

امام اجل سیدی العزیز بن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق شرح اصولِ حُسامی میں فرماتے ہیں:

اِنْ غَلَافِيْهِ (اَيْ فِيْ هَوَاهُ) حَتّٰى وَجَبَ اِكْفَارُهٗ بِهٖ لَا يُعْتَبَرُ خِلَافُهٗ وَوِفَاقُهٗ اَيْضًا لِعَدَمِ دُخُوْلِهٖ فِيْ مُسَمَّى الْاُمَّةِ الْمَشْهُوْدُ لَهَا بِالْعِصْمَةِ وَاِنْ صَلّٰى اِلَى الْقِبْلَةِ وَاعْتَقَدَ نَفْسَهٗ مُسْلِمًا لِاَنَّ الْاُمَّةَ لَيْسَتْ عِبَارَةً عَنِ الْمُصَلِّيْنَ اِلَى الْقِبْلَةِ بَلْ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهُوَ۔ كَافِرٌ وَاِنْ كَانَ لَا يَدْرِيْ اَنَّهٗ كَافِرٌ۔

ترجمہ:۔ یعنی بد مذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غالی[۱۹۳] ہو جس کے

سبب اُسے کافر کہنا واجب ہوتو اِجماع میں اس کی مخالفت، مُوافقت کا کچھ اعتِبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو اُمت کے لیے آئی ہے اور وہ اُمت ہی سے نہیں اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کومُسلمان اعتِقاد کرتا ہواس لیے کہ اُمت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مُسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافِر ہے اگر چہ اپنی جان کو کافِر نہ جانے۔

رَد میں ہے:

لَا خِلَافَ فِي كُفْرِ الْمُخَالِفِ فِي ضَرُوْرِيَاتِ الْإِسْلَامِ وَإِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ الْمُوَاظِبِ طُوْلَ عُمْرِهٖ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا فِي شَرْحِ التَّحْرِيْرِ۔

ترجمہ: یعنی ضروریاتِ اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالا جماع کافِر ہے اگر چہ اہل قبلہ سے ہواور عمر بھر طاعات[۱۹۴] میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر میں امام بن الہمام نے فرمایا۔

کتب عقائد وفقہ واصول ان تَصرِیحات سے مالا مال ہیں۔

رابعاً خود مسئلہ بَدیہی ہے۔کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہا دیو[۱۹۵] کو سجدہ کرلیتا ہو، کسی عاقل کے نزدیک مُسلمان ہوسکتا ہے حالانکہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رَسُول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا، مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے، اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے، وَذٰلِكَ اَنَّ الْكُفْرَ بَعْضُهٗ اَخْبَثُ مِنْ بَعْضٍ۔[۱۹۶]

وجہ یہ کہ بُت کو سجدہ علامتِ تکذیب خدا ہے اور علامتِ تکذیب عین تکذیب کے برابر نہیں ہوسکتی[۱۹۷] اور سجدہ میں یہ اِحتمال بھی نکل سکتا ہے کہ محض

تحَیَّتْ و مُجرا مقصود ہو نہ عبادت۔ اور مَحض تحَیَّتْ فِی نَفْسِہٖ کفر نہیں ولہٰذا اگر مثلاً کسی عالِم یا عارف کو تحِیَّۃً سجدہ کرے، گنہگار ہوگا، کافر نہ ہوگا۔[198] اِمثالِ بُت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بربنائے شِعار خاص کفر رکھا ہے[199] بخلاف بدگوئی حُضُور پُرنور سیدِ عالم ﷺ کہ فی نفسہٖ کفر ہے جس میں کوئی احتمالِ اسلام نہیں۔ اور میں یہاں اس فرق پر بناء نہیں رکھتا (کہ ساجدِ صنم کی توبہ بِاَجْماعِ اُمت مقبول ہے مگر سیّدِ عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزارہا ائمّہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں[200] اور اسی کو ہمارے علماء حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق و علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی صاحبِ تنویر الابصار و علامہ مولیٰ خسرو صاحب درر وغرر و علامہ زین بن نجیم صاحبِ بحر الرائق و اِشباہ و النظائر و علامہ خیر الدین رملی صاحبِ فتاوٰی خَیرِیّہ و علامہ شیخی زادہ صاحبِ مَجْمَعُ الْاَنْھُرُ و علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب دُرِّ مُخْتَارِ وغیرہم عمائدِ کِبَار علیہم رحمۃُ اللہِ العَزِیْزِ الغَفَّار نے اختیار فرمایا:

بِیْدَ اَنَّ تَحْقِیْقَ الْمَسْئَلَۃِ فِی الْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّۃ۔[201]

اس لیے کہ عدمِ قُبولِ توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے[202] ورنہ اگر توبہ صدقِ دل سے ہے تو عِنْدَ اللہِ مقبول ہے، کہیں یہ بدگو، اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں؟ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا، مسلمان ہوجاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے کمافی رَدُّ الْمُحْتَارِ وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔[203]

تیسرا مکر

اس فرقۂ بے دین کا تیسرا مکر یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کو کافر نہ کہنا چاہیے۔

اولاً یہ مکرِ خبیث سب مکروں سے بدتر وضعیف جس کا حاصل یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے بار بت پوجے ، سنکھ پھونکے،[۲۰۴] گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے۔ یہی کافی ہے حالانکہ مومن تو مومن کوئی عاقل اسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

ثانیاً اس کی رو سے سوا دہریے کے کہ سرے سے خدا کے وجود ہی کا مُنکِر ہو، تمام کافر، مُشرک مجوس، ہنود و نصاریٰ یہود وغیرہم دنیا بھر کے کفار سب کے مسلمان ٹھہر جاتے ہیں کہ اور باتوں کے مُنکِر سہی آخر وجودِ خدا کے تو قائل ہیں۔ ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصلُ الاصول[۲۰۵] ہے خصوصاً کفارِ فلاسفہ و آریہ وغیرہم کہ بزعمِ خود توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود و نصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و نار وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔[۲۰۶]

ثالثاً اس کے رد میں قرآن عظیم کی وہ آیتیں کہ اُوپر گزریں کافی وافی ہیں جن میں باوصف کلمہ گوئی و نماز خوانی[۲۰۷] صرف ایک ایک بات پر حکمِ تکفیر فرمادیا کہیں ارشاد ہوا:

وَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔

ترجمہ: وہ مسلمان ہوکر اس کلمے کے سبب کافر ہوگئے۔

کہیں فرمایا:

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ

ترجمہ: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔

(پارہ ۱۰ التوبہ ٦٦)

حالانکہ اس مکر خبیث کی بناء پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہو جاتیں، صرف ایک کلمہ پر حکم کفر صحیح نہ تھا۔ ہاں شاید اِس کا یہ جواب دیں کہ خُدا کی غلطی یا جلد بازی تھی کہ اس نے دائرہ اِسلام کو تنگ کر دیا، کلمہ گویوں، اہل قبلہ کو دھکے دے دے کر، صرف ایک ایک لفظ پر، اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ لَاتَعتَذِرُوا، عذر بھی نہ کرنے دیا نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس کہ خُدا نے پیر نیچر(۲۰۸) یا ندویہ لکچر یا ان کے ہم خیال کسی وسیع الاسلام ریفارمر(۲۰۹) سے مشورہ نہ لیا:

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۸﴾

رابعاً اس مکر کا جواب

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ يَّفۡعَلُ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ ۚ فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۸۶﴾

ترجمہ: تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصّہ مانتے ہو اور کچھ حصّے سے مُنکِر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمھارے کوتکوں(۲۱۰) سے غافل نہیں یہی لوگ ہیں جنھوں نے عقبیٰ(۲۱۱) بیچ کر دنیا خریدی تو ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے۔

(پارہ:۱، البقرۃ ۸۵ تا ۸۶)

کلامِ الٰہی میں فرض کیجیے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا یک اسلامی عقیدہ ہے۔اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قُرآن عظیم فرمارہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافِر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو اَبدالآباد(۲۱۲) تک کبھی موقوف(۲۱۳) ہونا کیا معنیٰ؟ ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادتِ قُرآنِ عظیم خود صَریح کُفر ہے۔

خامساً اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جیتا اِفتِراء(۲۱۴) اٹھایا، انھوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انھوں نے بہ خصلت یہود:

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ۔

ترجمہ: یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے پھیرتے ہیں۔

(پارہ ۵ النسآء ۴۶)

تحریف تبدیل کرکے کچھ کا کچھ بنالیا،(۲۱۵) فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشاللہ!(۲۱۶) بلکہ اُمت کا اِجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کُفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافِر ہے۔ ۹۹ قطرے گُلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہوجائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب طیب و طاہر ہوجائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ ”جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کُفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہوجائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کُفر کا مُراد رکھا ہے ہم اسے کافِر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس

نے یہی پہلو مراد رکھا ہو۔'' اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ ''اگر واقع میں اس کی مُراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا۔ وہ عنداللہ کافر ہی ہوگا۔''[۲۱۷] اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید[۲۱۸] کہے، عَمرو[۲۱۹] کو علمِ قطعی یقینی غیب کا ہے۔ اس کلام میں اتنے پہلو ہیں: عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صَرِیح کفر و شرک ہے، قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللہُ عمرو آپ تو غیب دان نہیں مگر جنّ علمِ غیب رکھتے ہیں۔ اُن کے بتائے سے اِسے غیب کا علم یقینی حاصل ہے، یہ بھی کفر ہے۔

تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۱۴﴾ عمرو نجومی ہے، رَمّال ہے،[۲۲۰] سامندرک جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے۔[۲۲۱] کوے وغیرہ کی آواز، حشرات الارض کے بدن پر گرنے کسی پرندے یا وحشی چرندے کے داہنے یا بائیں نکل کر جانے، آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے، پانسہ پھینکتا ہے، فال دیکھتا ہے، حاضرات سے کسی کو معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے،[۲۲۲] مِسمِریزم جانتا ہے،[۲۲۳] جادو کی میز، روحوں کی تختی سے حال دَریافت کرتا ہے، قیافہ دان ہے، علم زائرجہ سے واقف ہے، ان ذرائع سے اسے غیب کا علمِ یقینی قطعی ملتا ہے، یہ سب بھی کُفر ہیں، رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

> مَنْ اَتٰی عَرَّافًا اَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ هریرة رضی اللہ عنہ وَلِاَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاودعنه رضی اللہ عنہ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔[۲۲۴]

عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رَسُولوں کو ملتا تھا، یہ اشد کفر ہے[۲۲۵] وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللہُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾ وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف

ہو گئے ہیں،(۲۲۶) اس کا علم تمام معلومات الٰہی کو محیط ہو گیا۔(۲۲۷) یہ یوں کفر ہے اس نے عمرو کو علم میں حُضور پُرنُور سیدِ عالم ﷺ پر ترجیح دے دی کہ حضور ﷺ کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو مُحِیط نہیں۔(۲۲۸)

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ ﷺ فَقَدْ عَابَهٗ فَحُكْمُهٗ حُكْمُ السَّابِّ (نسیم الریاض)(۲۲۹)

جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے ان میں ظاہرًا باطنًا کسی طرح کسی رَسُول اِنس و ملک کی وَسَاطت وتَبعِیت نہیں اللہ تعالیٰ ﷻ نے بلاواسطہ رَسُول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے:(۲۳۰)

الطَّيِّبِ ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو تمھیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رَسُولوں سے جسے چاہے۔ (آلِ عمران ۱۷۹، پارہ ۴)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمہ کنز الایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رَسُولوں کے۔ (پارہ ۲۹، الجن ۲۶)

عمرو کو رَسُول اللہ ﷺ کے واسطہ سے سمعاً یا عیناً یا الہاماً(۲۳۱) بعض غیوب کا علم قطعی اللہ ﷻ نے دیا یا دیتا ہے، یہ خالص اسلام ہے تو محققین فقہاء اس قائل کو کافِر نہ کہیں گے اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے، احتیاط و تحسینِ ظن کے سبب(۲۳۲) اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے(۲۳۳) جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مُراد لیا، نہ کہ ایک مَلعُون کلام،

تکذیبِ خدا یا تنقیصِ شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف، صریح، ناقابل تاویل وتوجیہ ہو،[۲۳۴] اور پھر بھی حکمِ کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافِر ہے۔ اِسی شفاء و بزازیہ درروبحر ونہر وفتاویٰ خیریہ ودُرِّ مختار ودُرِّ مختار وغیرہ کُتب مُعتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حُضور اقدس ﷺ کی تنقیصِ شان کرے، کافِر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافِر ہے مگر یہود مَنش لوگ[۲۳۵] فقہائے کرام پر افترائے سَخیف[۲۳۶] اور ان کے کلام میں تبدیل وتحریف کرتے ہیں۔[۲۳۷]

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ ﴿۲۲۷﴾

شرحِ فقہِ اکبر میں ہے:

قَدْ ذَكَرُوْا اَنَّ الْمَسْاَلَةَ الْمُتَعَلِّقَةَ بِالْكُفْرِ اِذَا كَانَ لَهَا تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ اِحْتِمَالًا لِلْكُفْرِوَ اِحْتِمَالٌ وَاحِدٌ فِي نَفْيِهٖ فَالْاَوْلٰى لِلْمُفْتِي وَالْقَاضِي اَنْ يَعْمَلَ بِالْاِحْتِمَالِ النَّافِي۔

فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط وفتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے:

اِذَا كَانَتْ فِي الْمَسْاَلَةِ وُجُوْهٌ تُوْجِبُ التَّكْفِيْرَ وَ وَجْهٌ وَاحِدٌ يَمْنَعُ التَّكْفِيْرَ فَعَلَى الْمُفْتِيْ وَ الْقَاضِيْ اَنْ يَمِيْلَ اِلٰى ذٰلِكَ الْوَجْهِ وَلَا يُفْتِيْ بِكُفْرِهٖ تَحْسِيْنًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ ثُمَّ اِنْ كَانَتْ نِيَّةُ الْقَائِلِ الْوَجْهَ الَّذِيْ يَمْنَعُ التَّكْفِيْرَ فَهُوَ مُسْلِمٌ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَايَنْفَعُهٗ حَمْلُ الْمُفْتِيْ كَلَامَهٗ عَلٰى وَجْهٍ لَايُوْجِبُ التَّكْفِيْرَ۔

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ وبحر الرائق ومجمع الانہر وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

تاتارخانیہ وبحر وسل الحسام وتنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے:

لَايُكَفَّرُ بِالْمُحْتَمَلِ لِاَنَّ الْكُفْرَ نِهَايَةٌ فِي الْعُقُوْبَةِ فَيَسْتَدْعِيْ

نِهَايَةٌ فِي الْجِنَايَةِ وَمَعَ الْاِحْتِمَالِ لَا نِهَايَةَ۔

بحر الرائق وتنویر الابصار و حدیقہ ندیہ وتنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیر ہا میں ہے:

وَالَّذِيْ تَحَرَّرَ اَنَّهٗ لَا يُفْتٰى بِكُفْرِ مُسْلِمٍ اَمْكَنَ حَمْلُ كَلَامِهٖ عَلٰى مَحْمَلٍ حَسَنٍ الخ

دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں۔

مگر یہودی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔[۲۳۸]

فائدۂ جلیلہ

اس تحقیق سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ بعض فتاوے مثل فتاوٰے قاضی خان وغیرہ میں جو اس شخص پر کہ اللہ و رسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواحِ مشائخ حاضر و واقف ہیں[۲۳۹] یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے، حکم کفر دیا، اس سے مراد وہی صورت کفریہ مثل اِدّعائے علمِ ذاتی[۲۴۰] وغیرہ ہے۔ ورنہ ان اقوال میں تو ایک چھوڑ متعدّد احتمال اسلام کے ہیں کہ یہاں علمِ غیبِ قطعی، یقینی کی تصریح نہیں اور علم کا اِطلاق ظن پر شائع وذائع ہے[۲۴۱] تو علمِ ظنی کی شِق بھی پیدا ہو کر اکیس کی جگہ بیالیس احتمال نکلیں گے اور ان میں بہت سے کفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علمِ ظنی کا اِدّعاء کفر نہیں۔ بحر الرائق و ردالمحتار میں ہے:

عُلِمَ مِنْ مَسَائِلِهِمْ هُنَا اَنَّ مَنِ اسْتَحَلَّ مَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ الظَّنِّ لَا يُكَفَّرُ وَاِنَّمَا يُكَفَّرُ اِذَا اِعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا وَ نَظِيْرُهٗ مَا ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ اَنَّ ظَنَّ الْغَيْبِ جَائِزٌ كَظَنِّ الْمُنَجِّمِ وَ الرَّمَّالِ بِوُقُوْعِ شَيْءٍ فِي الْمُسْتَقْبَلِ بِتَجْرِبَةِ اَمْرٍ عَادِيٍّ فَهُوَ ظَنٌّ صَادِقٌ وَالْمَمْنُوْعُ

اِدِّعَاءُ عِلْمِ الْغَیْبِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ اِدِّعَاءَ ظَنِّ الْغَیْبِ حَرَامٌ لاَ کُفْرٌ بِخِلاَفِ اِدِّعَاءِ الْعِلْمِ اھ زَادَ فِی الْبَحْرِ اَلاَ تَرٰی اَنَّهُمْ قَالُوْا فِیْ نِکَاحِ الْمُحْرِمِ لَوْ ظَنَّ الْحِلَّ لاَ یُحَدُّ بِالْاِجْمَاعِ وَیُعَزَّرُ کَمَا فِی الظَّهِیْرِیَّةِ وَغَیْرِهَا وَلَمْ یَقُلْ اَحَدٌ اِنَّهٗ یُکَفَّرُ وَ کَذَا فِیْ نَظَائِرِهٖ اھ.....

تو کیونکر(۱) ممکن ہے کہ علماء باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال اسلام بھی نافیِ کفر ہے[۲۴۲] جہاں بکثرت احتمالاتِ اسلام موجود ہیں۔ حکمِ کُفر لگائیں لاجرم اس سے مراد ہی خاص احتمالِ کُفر ہے[۲۴۳] مثل اِدّعائے علمِ ذاتی وغیرہ،[۲۴۴] ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقاتِ عالیہ کے مخالف ہوکر خود ذاہب و زائل ہوں گے، اس کی تحقیق جامع الفصولین وردُّ المُحتار وحاشیہ علامہ نوح و ملتقط وفتاویٰ حجۃ وتاتار خانیہ مَجمَعُ الاَنھُر وَ حَدِیقہء نَدِیہَ وغیرہا کُتب میں ہے۔ نصوص عبارات[۲۴۵] رسائل عِلمِ غَیب مثل اَللُّؤْلُؤُ الْمَکْنُوْنُ وغیرہا میں ملاحظہ ہوں، وباللہ التوفیق، یہاں صرف حدیقہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں:[۲۴۶]

جَمِیْعُ مَا وَقَعَ فِیْ کُتُبِ الْفَتَاوٰی مِنْ کَلِمَاتٍ صَرَّحَ الْمُصَنِّفُوْنَ فِیْهَا بِالْجَزْمِ بِالْکُفْرِ یَکُوْنُ الْکُفْرُ فِیْهَا مَحْمُوْلاً عَلٰی اِرَادَةِ قَائِلِهَا مَعْنًی عَلَّلُوْا بِهِ الْکُفْرَ وَاِذَا لَمْ تَکُنْ اِرَادَةُ قَائِلِهَا ذٰلِكَ فَلاَ کُفْرَ۔

ترجمہ: یعنی کُتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کُفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے اِن سے پہلوئے کُفر مُراد لیا ہو ورنہ ہرگز کُفر نہیں۔

ضروری تنبیہ:

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صَرِیح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی[۲۴۸] ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خُدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہوجائے کہ لفظِ خُدا سے بحذفِ مضاف حکم خدا مُراد ہے یعنی قضاء دو ہیں، مبرم و معلق،[۲۴۹] جیسے قُرآنِ عظیم میں فرمایا اِلآ اَنۡ یَاۡتِیَ اللّٰہُ اَیۡ اَمۡرُ اللّٰہ عمرو کہے میں رَسُول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زِنْہار سُمُوْع نہیں۔[۲۵۰]

شفاء شریف میں ہے:

اِدَّعَاؤُہُ التَّاوِیۡلَ فِیۡ لَفۡظٍ صَرَاحٍ لَایُقۡبَلُ۔

ترجمہ: صَرِیح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔

شرحِ شفاء قاری میں ہے:

ھُوَ مَرۡدُوۡدٌ عِنۡدَ الۡقَوَاعِدِ الشَّرۡعِیَّۃِ۔

ترجمہ: ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔

"نسیم الریاض" میں ہے:

لَایُلۡتَفَتُ لِمِثۡلِہٖ وَیُعَدُّ ھِذۡیَانًا۔

ترجمہ: ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور ہذیان سمجھی جائے گی۔[۲۵۱]

فتاویٰ خلاصہ وفصولِ عمادیہ جامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے:

وَاللَّفۡظُ لِلۡعِمَادِیۡ قَالَ اَنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ اَوۡ قَالَ بِالۡفَارِسِیَّۃِ من پیغمبرم یُرِیۡدُ بِہٖ من پیغام می برم یُکَفَّرُ۔

ترجمہ: یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رَسُول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں، قاصد ہوں تو وہ

کافِر ہوجائے گا۔ یہ تاویل نہ سنی جائے گی، فَاحْفَظْ۔

مکر چہارُم

انکار، یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مُکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے[۲۵۲] اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں، تحریریں دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دے[۲۵۳] یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمالِ بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجیے تو میں وہی کہے جاؤں گا[۲۵۴] اور بے چارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں[۲۵۵] اور آخر میں ہے کیا یہ در بطنِ قائل (یعنی ان عبارتوں کا مطلب تو کہنے والا ہی جانتا ہے)، اس کے جواب کو وہی آیتِ کریمہ کافی ہے کہ:

يَحْلِفُوْنَ بِاللهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا حالانکہ بے شک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوئے پیچھے، کافر ہوگئے۔[۲۵۶] (پارہ ۱۰، توبہ ۷۴)

ع ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں

اِن لوگوں کی وہ کتابیں جن میں کلماتِ کُفریہ ہیں[۲۵۷] مدتوں سے انھوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دوبار چھپیں مدتہا مدت سے علمائے اہلِ سنّت نے ان کے رد چھاپے، مواخذے[۲۵۸] کیے وہ فتوے جس میں اللہ تعالیٰ ﷻ کو صاف صاف کاذِب جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مہری و دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے اور اس کے فوٹو بھی لیے گئے جن میں سے ایک فوٹو کہ علمائے

حرمین شریفین کو دکھانے کے لیے مع دیگر کتبِ دشنامیاں گیا تھا سرکار مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے۔

یہ تکذیبِ خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صِیَانُ النَّاسِ کے ساتھ مطبع حدیقۃُ العلوم میرٹھ میں مَعَ رد کے شائع ہوچکا پھر ۱۳۱۸ھ مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مُفَصَّل رد چھپا، پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد[۲۵۹] چھپا اور فتوے دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا، اور مرتے دم تک ساکت رہا،[۲۶۰] نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کردینا سہل تھا، نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہلِ سنّت بتارہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے، نہ کُفرِ صَرِیح کی نسبت، کوئی سہل بات تھی جس پر اِلتِفات نہ کیا۔[۲۶۱] زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صَرِیح کُفر ہو اور سالہاسال اس کی اشاعت ہوتی رہے، لوگ اس کا رد، چھاپا کریں، زید کو اس کی بناء پر کافِر بتایا کریں، زید اس کے بعد پندرہ برس جیے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے،[۲۶۲] کیا کوئی عاقل گمان کرسکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اور ان میں کے جو زندہ ہیں، آج کے دم تک ساکت ہیں، نہ اپنی چھاپی کتابوں سے مُنکِر ہوسکتے ہیں، نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں۔

۱۳۲۰ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموع یکجائی رد شائع ہوا۔ پھر ان دشنامیوں کے متعلق، کچھ عمائدِ مسلمین علمی سوالات ان میں کے سرغنہ[۲۶۳] کے پاس لے گئے، سوالوں پر جو حالتِ سَرَاسیمگی[۲۶۴] بے حد پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھیئے، مگر اس وقت بھی ان تحریرات سے انکار ہوسکا، نہ کوئی مطلب

گڑھنے پر قدرت پائی[265] بلکہ کہا تو یہ کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا، نہ مباحثہ چاہتا ہوں، میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں، معقول بھی کردیجیے، میں تو وہی کہے جاؤں گا۔[266]

وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی جبھی ۱۵/ جمادی الآخرۃ ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سُرْغنہ و اَتبَاع سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا، اِسے بھی چوتھا سال ہے صدائے برنخاست۔ ان تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجیے کہ اللہ ورَسُول ﷻ و ﷺ کو یہ دشنام دہندہ لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے،[267] یہ سب بناوٹ ہے۔ اس کا علاج کیا ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ﷻ حیا دے۔

مکرِ پنجم

جب حضرات کو کچھ بن نہیں پڑتی، کسی طرف مفر نظر نہیں آتی[268] اور یہ توفیق اللہ وَاحِد قہار نہیں دیتا کہ توبہ کریں، اللہ تعالیٰ ﷻ اور محمد رَسُول اللہ ﷺ کی شان میں جو گستاخیاں بکیں، جو گالیاں دیں، ان سے باز آئیں جیسے گالیاں چھاپیں ان سے رجوع کا بھی اعلان دیں[269] کہ رَسُول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً اَلسِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ.

ترجمہ: جب تو بدی کرے تو فوراً توبہ کر، خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ۔[270] (رواہ الامام احمد فی الزھد والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فِی الشعب عَن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بسند حسن جید)

اور بمُقْتَضائے کریمہ[271] يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا راہِ خدا سے روکنا ضرور۔ ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو[272] یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلِ سنّت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ

لوگ ذرہ ذرہ سی بات پر کافِر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کو کافِر کہہ دیا — مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا — مولوی عبدالحیٔ صاحب کو کہہ دیا — پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے۔[۲۷۳] وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا — شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا — حاجی اِمداد اللہ صاحب کو کہہ دیا — مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا — پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچا گزر گئے،[۲۷۴] وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ (عِیاذًا باللہ)، حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا، اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انھوں نے اسے کافِر کہہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا شاہ محمد حسین صاحب الٰہ آبادی مرحوم و مغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین عربی قدس سرہ کو کافِر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ عزوجل جنتِ عالیہ عطا فرمائے۔ انھوں نے آیت کریمہ اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ اِنۡجَاءُ الۡبَرِیۡ عَنۡ وَسۡوَاسِ الۡمُفۡتَرِیۡ لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتریِ کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض ہمیشہ ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں جس کا جواب وہ ہے جو:[۲۷۵]

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ.

ترجمہ: جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

(پ ۱۴، نحل ۱۰۵)

اور فرماتا ہے:

فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: ہم اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ (پ ۳، آلِ عمران ۶۱)

مسلمانو! اس مکرِ سخیف وکیدِ ضعیف[۲۷۶] کا فیصلہ کچھ دُشوار نہیں، ان صاحبوں سے ثبوت مانگو کہ کہہ دیا کہہ دیا فرماتے ہو، کچھ ثبوت دکھاتے ہو، کہاں کہہ دیا؟ کس کتاب، کس رسالے، کس فتوے، کس پرچے میں کہہ دیا؟ ہاں ہاں ثبوت رکھتے ہو تو کس دن کے لیے اٹھار کھا ہے دکھاؤ اور نہیں دکھا سکتے اور اللہ جانتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو دیکھو قرآن عظیم تمھارے کذّاب ہونے کی گواہی دیتا ہے، مسلمانو!

تمھارا رب ﷻ فرماتا ہے:

فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ (پارہ ۱۸، النور ۱۳)

مُسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا، بارہا ہو چکا ان حضرات نے بڑے زور شور سے یہ دعوے کیے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا، فوراً پیٹھ پھیر گئے اور پھر منہ نہ دکھا سکے مگر حیا اتنی ہے[۲۷۷] کہ وہ رٹ، جو منہ کو لگ گئی ہے، نہیں چھوڑتے، اور چھوڑیں کیونکر کہ مرتا کیا نہ کرتا، اب خدا اور رَسُول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہلِ سنّت یونہی بلاوجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں، ایسا ہی ان دشنامیوں کو بھی کہہ دیا ہوگا۔ مُسلمانو! ان مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا؟ کہ من گھڑت کا ثبوت ہی کیا وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ: ان کا ادعائے باطل تو اِسی قدر سے باطل ہو گیا۔

تمھارا رب ﷻ فرماتا ہے:

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: لاؤ اپنی برہان[۲۷۸] اگر سچے ہو۔ (پارہ ۲۰، النمل/ ۶۴)

اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہٖ تعالیٰ ہم ان کی کذّابی[۲۷۹] کا وہ

روشن ثبوت دیں کہ ہر مسلمان پر ان کا مُفترِی ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہوجائے۔[۲۸۰]
ثبوت بھی بحمدہٖ تعالیٰ ﷻ تحریری، وہ بھی چھپا ہوا، وہ بھی نہ آج کا، بلکہ سالہاسال کا، جن جن کی تکفیر کا اِتّہام علمائے اہلِ سنّت پر رکھا،[۲۸۱] ان میں سب سے زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمٰعیل دہلوی میں کہ بے شک علمائے اہلِ سنّت نے اس کے کلام میں بکثرت کلمات کُفریہ ثابت کیے اور شائع فرمائے، بایں ہمہ[۲۸۲] اوّلاً سُبْحَانُ السُّبُّوْح عَنْ عَیْبِ کِذْبٍ مَقْبُوْحٍ، (۱۳۰۷ھ) دیکھیے[۲۸۳] کہ بارِ اوّل (۱۳۰۹ھ) میں لکھنؤ مطبع انوارِ محمدی میں چھپا جس میں بدلائلِ قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتر (۷۵) وجہ سے لزومِ کُفر ثابت کرکے صفحہ ۹۰ پر حکمِ اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں، یہی صَوَاب ہے:[۲۸۴]

وَ هُوَ الْجَوَابُ وَ بِهٖ یُفْتٰی وَ عَلَیْهِ الْفَتْوٰی وَ هُوَ الْمَذْهَبُ وَ عَلَیْهِ الْاِعْتِمَادُ وَ فِیْهِ السَّلَامَةُ وَ فِیْهِ السَّدَادُ

یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت۔

ثانیاً اَلْکَوْکَبَةُ الشَّهَابِیَةُ فِیْ کُفْرِیَاتِ اَبِی الْوَهَابِیَةِ[۲۸۵] دیکھیے جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بارِ اوّل شعبان ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد، مطبع تحفۂ حنفیہ میں چھپا جس میں نصوصِ جلیلہ قرآنِ مجید و احادیثِ صحیحہ و تصریحاتِ ائمہ سے بحوالہ صفحات کتبِ معتمدہ اس پر ستّر (۷۰) وجہ بلکہ زائد سے لزومِ کُفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا (ص ۶۲) ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اِکفار سے کفِّ لسان ماخوذ و مختار و مناسب۔[۲۸۶]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ۔

ثالثاً، سِلُّ السُّیُوْفِ الْهِنْدِیَةِ عَلٰی کُفْرِیَاتِ بَابَا النَّجْدِیَةِ ۱۳۱۲ھ[۲۸۷] دیکھیے کہ صفر ۱۳۱۲ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر

بوجوہِ قاہرہ لزومِ کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا، یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا[۲۸۸] مگر اللہ تعالیٰ ﷻ کی بے شمار رحمتیں، بے حد برکتیں، ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے۔ اس طائفہ کے پیر[۲۸۹] سے بات بات پر سچے مُسلمانوں کی نسبت حکمِ کفر و شرک سنتے ہیں، بایں ہمہ[۲۹۰] نہ شدتِ غضب دامنِ احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے، نہ قوتِ انتقام حرکت میں آتی، وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکمِ کفر جاری کرتے ڈریں گے۔[۲۹۱] اھ مختصراً۔

رابعاً اِزَالَۃُ الْعَارِ بِحَجْرِ الْکَرَائِمِ عَنْ کِلَابِ النَّارِ۔[۲۹۲]

دیکھیے کہ بارِ اول ۱۳۱۷ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا، ہم اس باب میں قولِ متکلمین اختیار کرتے ہیں، ان میں جو کسی ضروریۂ دین کا منکر نہیں، نہ ضروریۂ دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے، اُسے کافر نہیں کہتے۔[۲۹۳]

خامساً اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجیے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے، جب تک ان کی صریح دشنامیوں پر اطلاع نہ تھی،[۲۹۴] مسئلہ امکانِ کذب کے باعث ان پر اٹھتر (۷۸) وجہ سے لزومِ کفر ثابت کر کے سُبْحٰنَ السُّبُّوْح میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبعِ اوّل پر یہی لکھا کہ حاشاللہ،[۲۹۵] حاشاللہِ ہزار ہزار بار حاش للہ، میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا،[۲۹۶] ان مقتدیوں یعنی دعیانِ جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں، اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر، آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے[۲۹۷] اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔[۲۹۸] فَاِنَّ الْاِسْلَامَ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ۔

مسلمانو! مسلمانو! تمھیں اپنا دین وایمان اور روز قیامت وحضورِ بارگاہ رحمٰن یاد دلاکر اِستِفسار ہے[۲۹۹] کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر، یہ شدید احتیاط، یہ جلیل تصریحات، اُس پر تکفیر کا اِفتِراء کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی، ناپاک بات،[۳۰۰] مگر محمد رَسُول ﷺ فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں، اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔

بے حیا باش وآنچہ خواہی کن

مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمھارے پیشِ نظر ہیں جنھیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے (اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے (جب سے المعتمد المستند چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رَسُول ﷻ و ﷺ کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط ان مُفتَریوں کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں[۳۰۱] بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے[۳۰۲] ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی، قطعی، واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صَرِیح کُفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا جس میں اصلاً، اصلاً، ہرگز، ہرگز گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزومِ کُفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہلِ لاالٰہ الااللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے، جب تک کہ وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے۔

یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاعِ یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر وجہ سے بحکمِ فقہائے کِرام لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشاللہِ، میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی

شرکت نہ تھی، اب پیدا ہوئی؟ حاشاللہ مُسلمانوں کا عَلاقہ مَحبّت وعداوت، صرف مَحبّت وعداوتِ خدا و رَسُول عزّوجلّ وصلی اللہ علیہ وسلم ہے، جب تک ان دشام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رَسُول عزّوجلّ وصلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایت احتیاط سے کام لیا،(۳۰۳) حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمینِ عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صَریح انکارِ ضروریاتِ دین ودشنام دہی ربّ العٰلمین و سید المرسلین عزّوجلّ وصلی اللہ علیہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سن چکے کہ:

مَن شَكَّ فِي عَذَابِهٖ وَ كُفرِهٖ فَقَد كَفَرَ۔

ترجمہ: جوایسے کے معذب و کافِر ہونے میں شک کرے خود کافِر ہے۔

اپنا اور اپنے بھائیوں، عوامِ اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا، لاجَرم حکمِ کفر دیا(۳۰۴) اور شائع کیا:

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِينَ۔

ترجمہ: اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔

تمھارا رب عزّوجلّ فرماتا ہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱

ترجمہ: کہہ دو کہ آیا حق اور مِٹا باطل، بے شک باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا۔ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل ۸۱)

اور فرماتا ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا

ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے۔ (پارہ ۳، البقرۃ ۲۵۶)

یہاں چار مرحلے تھے: جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا، چھاپا ضرور وہ اللہ و رَسُول جل وعلا ﷺ کی تَوہِین و دشنام تھا۔ اللہ و رَسُول جل و علا ﷺ کی تَوہِین کرنے والا کافِر ہے۔ جو انھیں کافِر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی اُستادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافِر ہے، قِیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ جو عُذر و مَکر، جُہّال وضُلّال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطِل و ناروا اور پادَر ہَوا ہیں۔[۳۰۵] یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بر وجہِ اعلیٰ واضح روشن ہو گئے جن کے ثبوت قُرآنِ عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیئے۔ اب ایک پہلو پر جنت و سعادت سَرمدی، دوسری طرف شقاوت و جَہنّم ابدی ہے،[۳۰۶] جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رَسُول اللہ ﷺ و ﷺ کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا، باقی ہدایت ربُّ العزت کے اختیار میں ہے۔

بات بحمد اللہ تعالیٰ ﷻ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مُہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، مہریں علمائے کرام حرمین طیّبین اسے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دَور دورہ نہ ہوگا، لہٰذا اپنے بھائیوں کی زیادتِ اطمینان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عِظام کے حُضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی و خوش اُسلوبی و جوشِ دینی سے ان عمائد اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ ﷻ کتاب مستطاب حُسَامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَ الْمَیْنِ میں گرامی بھائیوں کے پیشِ نظر اور ہر صفحہ کے مُقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام وتصدیقاتِ اَعلام جلوہ گر۔

الٰہی! اسلامی بھائیوں کو قُبولِ حق کی توفیق عطا فرما اور ضد و نفسانیت یا تیرے

اور تیرے حبیب کے مُقابل، زید وعمرو کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجاہت کا، آمین، آمین، آمین۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ (۷)

حواشی

(۱) ہاتھ باندھ کر انتہائی عاجزی سے درخواست ہے۔
(۲) مجھ حقیر گناہ گار شخص کو دینِ اسلام پر قائم رکھ۔
(۳) یعنی مقصد
(۴) جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔
(۵) رسول کریم ﷺ کی تعظیم کیسی کرنا چاہئے یہ جاننے کے لئے اعلیٰ حضرت کا رسالہ تجلی الیقین مطالعہ کریں۔
(۶) ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں۔ اور کسی ایک ضرورت دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں اگرچہ تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔
(۷) سب سے آخر میں
(۸) بہت سارے عیسائی
(۹) جیسا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے بھائی جان مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”دین حسن“ میں تفصیل سے نقل کر چکے۔ اس کتاب کی تسہیل، حاشیہ وتعلیق کے کام کی سعادت فقیر کو حاصل ہے۔
(۱۰) یعنی ان عیسائی اور ہندو شعراء اور لیکچرار کی ظاہری تعریف اور تعظیم انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔
(۱۱) سورہ الفتح کی آیت جو شروع میں پیش کی گئی اس کی ترتیب ذہن میں رہے:
۱۔ ایمان لائیں۔ ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کریں۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔
ایمان لائے بغیر رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور اللہ کی عبادت سب بے کار اور مردود۔
ایمان لے آئے مگر تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے بغیر عبادت غیر مقبول بلکہ وہی مردود۔

ایمان لائے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی ہاں اب عبادت بھی قابل قبول۔

(۱۲) ہندو پجاری

(۱۳) عیسائی عابد

(۱۴) مگر جب تک کہ

(۱۵) یعنی حقیقت تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کو چھوڑ کر کوئی کتنا ہی لمبا سجدہ کرلے سجدے کرکر کے اپنی ماتھے پر نشان ڈال لے لیکن اس کی عبادت بارگاہ الٰہی میں قابل قبول نہیں

(۱۶) سوراخ سے نکلنے والی دھوپ، جس میں باریک باریک ذرے اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

(۱۷) تکلیفیں اٹھائیں

(۱۸) اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ

(۱۹) مدار جس پر بات ٹھہری ہو یعنی ایمان، نجات اور قبول اعمال سب تعظیم رسول ﷺ پر ہی موقوف ہے اس کے بغیر نہ نماز قبول نہ روزہ۔

(۲۰) اللہ ﷻ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(۲۱) اگر کوئی مولوی کہلانے والا بھی اللہ ﷻ کے رسول ﷺ سے زیادہ پیارا ہے تو وہ بارگاہ الٰہی میں مردود ہے شاید کسی کو وسوسہ آئے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مولوی سے کون پیار کرسکتا ہے تو ان کی خدمت میں عرض ہے یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ جب بھی کسی وھابی، دیوبندی، تبلیغی کو ان کے بڑوں کی کوئی عبارت بغیر نام کے سنائی جائے تو یہ اس عبارت کو گستاخانہ قرار دیتے ہیں پھر جیسے ہی نام بتائے جائیں تو نبی کریم ﷺ کی محبت پر مولوی کی محبت غالب آجاتی ہے اور یہ گستاخ یہ کہتا نظر آتا ہے کہ بڑوں نے کہا ہے تو کچھ سوچ کر ہی کہا ہوگا۔

(۲۲) تو اللہ ﷻ ایسے بے ادبوں اور ان کے حمایتیوں کو ہدایت نہ دے گا۔

(۲۳) حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ نشان ایمان مومن کامل آنست کہ پیغمبر خدا ﷺ محبوب تر ومعظم از ہمہ چیز و ہمہ کس باشد نزد مومن پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ مراد بامحبت ایں جا ترجیح جانب آنحضرت ﷺ درادائے حق بالتزام دین و اتباع سنت و روعائت ادب و ایثار رضائے دے ﷺ بر ہر کہ دہر چہ غیر اوست از نفس دولدہ و والدہ اہل و مال و منال چنانکہ راضی شود بہلا کہ نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق دے ﷺ۔"

★ یعنی مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مومن کے نزدیک رسولِ خدا ﷺ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں۔ اس حدیث میں حضور ﷺ کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور ﷺ کو اونچا مانے اس طرح کے حضور کے لائے ہوئے دین

کو تسلیم کرے۔ حضور ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرے۔ حضور کی تعظیم و ادب بجالائے اور ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے مال و اسباب پر حضور کی رضا و خوشی کو مقدم رکھے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی ان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور کے حق کو دبتا ہوا گوارا نہ کرے۔

(اشعۃ اللمعات، جلد اوّل، صفحہ ۴۷)

★ اور حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

لیس المراد الحب الطبیعی لانہ لایدخل تحت الاختیار و لا یکلف اللہ نفسًا الاوسعھا بل المرادالحب العقلی الذی یرجب ایثار مایعتضی العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی اخلاف الھوی کحب المریض الدواء فانہ یمیل الیہ باختیارہ ویتناول بمقتضیٰ عقلہ لما علم وظن ان صلاحہ فیہ وان نفرعنہ طبعہ مثلالو امرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقتل ابویہ واولادہ الکافرین اوبان یقاتل الکفار حتی یکون شھید الاحب ان یختار ذلک لعلمہ ان السلامۃ فی امتثال امرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوالمراد الحب ایمانی الناشی عن الاجلال والتو قیرو الاحسنان والرحمۃ وھو ایثار جمیع اغراض المحبوب علی جمیع اغراض غیرہ القریب والنفس ولما کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جامعا لموجبات المحبۃ من حسن الصورۃ والسیرۃ و کمال الفضل والاحسان مالم یبلغہ غیرہ استحق ان یکون احب الی المومن من نفسہ نضلا عن غیرہ سیما وھو الرسول من عندالمحبوب الحقیقی الھادی الیہ والدال علیہ والمکرم لدیہ۔

★ یعنی اس حدیث میں حضور ﷺ سے جو محبت رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد محبت طبعی نہیں اس لیے کہ وہ اختیار سے باہر ہے (اور انسان ایسی چیز کا مکلف نہیں بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو) (کما قال اللہ تعالیٰ) لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا بلکہ اس سے مراد محبت عقلی ہے جو اس امر کی تقدیم کو ضروری قرار دیتی ہے جس کی ترجیح کا عقل تقاضا کرے اور جس کے اختیار کر لینے کا عقل مطالبہ کرے اگرچہ وہ امر خواہش نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مثلاً بیمار آدمی کا (کڑوی) دوا سے محبت رکھنا (یہ محبت عقلی ہے) چنانچہ وہ دوا کو پسند کر کے اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کو بر بنائے تقاضائے عقل پیتا ہے اس لیے کہ وہ یقین رکھتا ہے یا اندازہ کرتا ہے کہ میری تندرستی اس (دوا کے پینے) میں ہے اگرچہ اس دوا سے اس کی طبیعت متنفر رہتی ہو۔ مثلاً اگر حضور ﷺ کسی کو حکم دیں کہ اپنے کافر والدین اور اولاد کو قتل کردے۔ یا یہ حکم دے دیں کہ کفار سے لڑائی کرے اور لڑتے ہوئے شہید ہوجائے تو وہ اس کے کر گزرنے کا ضرور شیدائی رہے

کیونکہ ازروئے عقل وہ اتنا بہر حال جانتا ہے کہ آپ کی اطاعت ہی میں عافیت ہے۔

★ یا اس حدیث میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو آپ کی بزرگی قدر وعظمت اور آپ کے احسان ومہربانی کے سبب (قلب مومن میں) پیدا ہوتی ہے۔ محبت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کی اغراض پر ترجیح دے۔ اور چونکہ حضور ﷺ محبت کیے جانے کے تمام اسباب یعنی خوب صورتی، خوش خلقی، کمال بزرگی اور کمال احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا لہٰذا آپ ہر مومن کے نزدیک اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں۔ تو مومن کے تئیں اس کے غیر سے بدرجہ اولیٰ آپ محبوب ہوں گے خاص کر اس صورت میں کہ آپ اس محبوب حقیقی یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تک پہنچانے والے اور اس تک رسائی کا راستہ بنانے والے اور ان کی بارگاہ جبروت میں عزت عظمت والے ہیں (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل صفحہ ۶۴)

(۲۴) مسلمان کہلانے والے

(۲۵) دھوکے میں، غرور میں۔

(۲۶) کلمہ پڑھنا یا مسلمان ہونے کا زبانی دعویٰ کرنا

(۲۷) اگر نہیں تو وہ چیز کسی کام کی نہیں جیسے موبائل شاپ پر ڈمی موبائل جو دیکھنے میں بالکل اصلی نظر آتے ہیں لیکن اپنی حقیقت کے لحاظ سے بے کار ہوتے ہیں کیونکہ ان کے کنکشن نہیں ہوتے اسی طرح جو مسلمان نظر آئے ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہو بھی جب تک اس کا کنکشن اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے نہ ہوگا اس کا دعویٰ بے کار ہے۔

(۲۸) یعنی حقیقی ایمان کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔

(۲۹) رسول کریم ﷺ کی محبت پوری دنیا اور اس کے تمام لوگوں سے بڑھ کر ہو اگر دل میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو وہ تمام عبادات معاملات اور چلوں کے باوجود آزمائش میں فیل ہے۔

(۳۰) کیسا ہی محبت کا رشتہ ہو۔

(۳۱) کوئی بھی ہو۔

(۳۲) یعنی جب رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی دیکھو تو فوراً اس گستاخ شخص سے جدا ہو جاؤ اس کے مولوی، شیخ، استاد یا رشتہ دار ہونے سے کسی اندیشے میں آؤ۔

(۳۳) سارا علم ساری ذہانت مؤثر تقریر و پُراثر تحریر عمدہ عہد، بلند درجہ جو بھی ملا جس کو ملا جب جب ملا محض بارگاہِ رسالت ﷺ سے عطا ہوا وہ ہی بارگاہ شانِ عالی ہے جہاں وہ کچھ ملتا ہے جو کسی بارگاہ سے نہیں ملتا عزت بھی وہیں سے ملتی ہے اور مقام و درجہ بھی وہی سے ملتا ہے تو جب کوئی

اس بارگاہ میں ہی گستاخی کا مرتکب ہو تو پھر اس کا مسلمانوں سے کیا تعلق باقی رہا سرکار عالی وقار کی شان میں گستاخی کرنے والا ظاہری جبہ و عمامہ اور ظاہری علم و فنون سے غلامانِ رسول ﷺ کے دل میں میں تو کیا سمائے گا نظر کو بھی نہیں بھاتا بلکہ ہر دم و ہر لحظ شہتیر کی طرح آنکھوں میں کھٹکتا رہتا ہے یہ بظاہر کلمہ گو مسلمان کہلانے والا منافق یہودی سے کم نہیں بلکہ چار سو بیس ہاتھ آگے ہے۔ جبے عمامے یہودیوں نے بھی باندھے لمبی لمبی تقریریں یہودیوں نے بھی کیں بڑے بڑے نام و القابات یہودیوں کے بھی ہوئے مگر نہ ہی اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہ مسلمانوں سے کوئی واسطہ۔ ایسے ہی گستاخ رسول کے بھی جبے عمامے ظاہری علم و فن اونچا نام و لقب ہم مسلمانوں کو متاثر نہیں کرسکتا۔

(۳۴) اور اگر کسی نے رسول کریم ﷺ کی شان و عظمت کے سامنے کسی کے عمامے اور جبے کو زیادہ اہمیت دی کسی کی سفید داڑھی یا کالی شیروانی کو نظر میں رکھا یا دوستی رشتہ داری اور اس کے مریدوں سے حیا کی تو یہ حیا۔ حیا نہیں بے حیائی ہے حیا تو اپنے نبی کریم ﷺ سے کرنی چاہیے اگر اس گستاخ سے نفرت نہ آئی اور یا اس گستاخ کو گستاخ کہنا برا لگا تو ایسے شخص کو ڈوب مرنا چاہیے کہ اسے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے حیا نہ ائی اسے اللہ اور رسول ﷺ کے سامنے حاضر ہونے کا کوئی ڈر نہیں۔

اسی صلح کلی والے شخص کو اگر دو یا تین سنادی جائیں تو دو منٹ میں ان کی ساری اخلاقیات دھری کی دھری رہ جائیں گی اور ان کا اصل روپ نکل کر سامنے آجائے گا۔

(۳۵) چنانچہ صحابہ کرام علیہم رضوان نے کبھی رشتہ داری کا پاس نہ کیا تمام محبتوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت ہی ان کے لئے اہم رہی اس محبت کے سامنے تمام رشتے ناطے ثانوی حیثیت اختیار کر لیتے جیسا کہ جنگِ بدر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کردیا اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو اسلام لانے کے بعد بتایا کہ اگر جنگ میں تم میری تلوار کے نیچے آجاتے تو میں تمھیں قتل کردیتا یعنی محبت رسول ﷺ پر محبت پدری کو قربان کردیتا یہی مومن کی شان ہے کہ وہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی عزت پر تمام محبتیں رشتہ داریاں اور تعلقات قربان کردیتا ہے۔

(۳۶) یعنی واضح طور پر معلوم ہوا کہ جو گستاخ رسول ﷺ سے دوستی کرے گا وہ مسلمان نہ ہوگا۔

(۳۷) پر صراحتاً یہ بھی بتادیا گیا گستاخ کوئی ہو وہ باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا عزیز رشتہ دار مسلمان کبھی ان سے تعلق نہ رکھے گا۔

(۳۸) گمان میں

(۳۹) عزت و عظمت والا

(۴۰) یعنی کیسا ہی تمہاری طبیعت کو محبوب ہو۔
(۴۱) کافی تھا۔
(۴۲) لحاظ نہ کیا۔
(۴۳) ایمان پر خاتمے کی عظیم خوشخبری ہے
(۴۴) جبرائیل علیہ السلام
(۴۵) کروڑوں درجے زیادہ
(۴۶) بندے کو نوازنے کی انتہا
(۴۷) سچی بات کہنا
(۴۸) اللہ عزوجل کی قسم
(۴۹) یعنی یہ جان تو مفت میں پائی ہے پھر کس رب عزوجل نے یہ جان دی اسی کے کہنے پر گستاخوں سے محبت و تعظیم کا رشتہ بالکل ختم کر دینا کتنی بڑی بات ہے؟ یعنی کوئی بڑی بات نہیں۔
(۵۰) انمول یعنی جس کی قیمت ادا ہو ہی نہیں سکتی۔
(۵۱) یعنی عذابوں کی تنبیہ بھی رکھتا ہے۔
(۵۲) جو کم ہمت لوگ نعمتوں کی لالچ میں نہ آئیں سزاؤں کے ڈر سے ہدایت پائیں۔
(۵۳) یہی لوگ ظالم ہیں۔
(۵۴) فیصلہ فرمادیا۔
(۵۵) یعنی ان سے محبت رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہوں۔
(۵۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والے محبت کا برتاؤ کرے
(۵۷) اے جنوں اور انسانوں کے سردار کے اُمتی
(۵۸) اللہ عزوجل کے لیے انصاف کر۔
(۵۹) یعنی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فوراً تعلق توڑ دینے پر جو سات انعامات مسلمانوں کو ملتے ہیں وہ بہتر ہیں۔
(۶۰) یعنی بندے کیلئے وہ سات انعامات بہتر ہیں جو گستاخ بے ادب سے تعلق توڑنے پر ملتے ہیں یا وہ سات عذاب بہتر ہیں جو ان سے تعلق رکھنے پر ملتے ہیں۔
(۶۱) ہات افسوس! ہائے افسوس کون کہہ سکتا ہے؟
(۶۲) یعنی کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کہ سات عذاب سات انعامات سے اچھے ہیں۔
(۶۳) مگر پیارے اسلامی بھائی صرف کہہ دینے سے تو کام نہیں چلتا امتحان میں تو کچھ کر کے دکھانا ہوتا ہے۔
(۶۴) کیا اس دھوکے میں ہو۔

(۶۵) دوسروں کیلئے اپنی آخرت خراب نہ کرو۔
(۶۶) بے اس کی رحمت کے کہیں پناہ نہیں۔
(۶۷) یعنی کفروشرک کے سوا دیگر گناہ تو گناہ ہی ہوتے ہیں مستحق عذاب تو ہوا مگر ایمان نہ گیا لہذا ہمیشہ آگ میں نہ رہے گا۔
(۶۸) یعنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رب کی رحمت سے یا حبیب کریم ﷺ کی شفاعت کے ذریعے آگ سے بالکل چھٹکارا پاجائے۔
(۶۹) یعنی جو محبت وتعظیم کے معاملے میں کمی کرے۔
(۷۰) یعنی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔
(۷۱) گستاخی کرنے والے تو اپنے انجام کو پہنچ چکے ہونگے۔
(۷۲) اللہ کے واسطے، اللہ کے لئے۔
(۷۳) ہرایرے غیرے سے نظر اٹھا کر۔
(۷۴) ان کی عظمت وعزت پر ایمان اور اسلام کی بنیاد رکھی۔
(۷۵) خلیل احمد انبیٹھوی کی گستاخانہ عبارت کے بارے میں خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی تحریر فرماتے ہیں:

> ''حضور سیّد الانبیاء ﷺ کی شان میں نامناسب الفاظ کہنا جیسا کہ ''براہین قاطعہ'' میں حضور ﷺ کے علم کی نسبت یہ کلمے لکھے کہ ''شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

★ شیطان و ملک الموت کے لئے وسعت علم تسلیم کریں نصوص سے ثابت مانیں۔ اور حضور سید عالم ﷺ کے لئے اس کا انکار اور اس کا ثابت کرنا شرک میں شمار کریں۔ عجیب بات ہے کہ ایک ہی چیز ہے کہ شیطان کے لئے ثابت ہوتو شرک نہ ہو، اور حضور کے لئے ثابت ہوتو شرک ہوجائے۔ اس قول کی شناخت اور اس پر حکم شرعی عرب وعجم کے ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ میں ظاہر کیا جاچکا اور اس قول کی قباحت بارہا بتا دی گئی اور ہر ادنیٰ عقل والا اس کو نہایت ذلیل سمجھتا ہے کہ ایک قوم حضور ﷺ کے لئے وسعت علم ثابت کرنے کو شرک بتائے اور اسی کو شیطان کے لئے ثابت مانے تو گویا اس کے نزدیک شیطان خدا کا شریک ہوسکتا ہے کیونکہ جو چیز کسی ایک مخلوق کے لئے ماننا شرک ہو، وہ جس کسی مخلوق کے لئے ثابت مانی جائے گی شرک ہی ہوگی یہ نہیں ہوسکتا کہ سجدۂ عبادت بت کے لئے تو شرک ہوگا مگر وہابیوں کے کسی بڑے سے بڑے مولوی کو کرلیا جائے تو شرک نہ ہو۔ پھر جس چیز کو شرک کہنا اسی کو نص سے ثابت کرنا کیسا قبیح اور باطل ہے۔ یہ بحث

ایک جداگانہ ہے ہمیں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وہابی کیا اپنے دین اور عقیدے کی رو سے حضور ﷺ کی شان میں یہ اعتقاد رکھنے اور یہ کلمے کہنے پر مجبور ہیں اگر وہ ایسا نہ کہیں تو کیا اپنے نزدیک ایمان سے خارج ہوجائیں گے۔ اگر ان کلموں کا اعتقاد مومن ہونے کے لئے ضروری تھا تو پھر قرآن پاک میں اس کی تعلیم کیوں نہیں ہوئی۔ حدیث شریف میں یہ سبق کیوں نہیں دیا گیا۔ تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین بزعمِ وہابیہ اس ضروری اعتقاد سے خالی ہی گئے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہ اعتقاد بدعت ہے۔ نیا اختراع ہے۔ سلف صالحین کے یہاں نہ اس کا ذکر ہوا نہ قرآن و حدیث میں اس کا کہیں پتہ۔ پھر اپنی ایک ٹکڑی الگ بنانے کے لئے ایسے اعتقاد پر کیوں اصرار کیا جاتا ہے اور مسلمانوں سے کیوں جھگڑا مول لیا جاتا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو کیوں دکھایا جاتا ہے۔ کیو وہابی بغیر اس اعتقاد کے اپنے خیال میں مومن نہیں رہ سکتے۔ کیوں یہ نفسانیتیں ہیں۔ (فتاویٰ نعیمیہ صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱)

(۷۶) اب بدگو تو نہ رہے بدگو کے حمایتیوں کو ہی کہہ دیا جائے ''او علم میں شیطان کے ہمسر'' نتیجہ سامنے آجائے گا جب کہ علم میں شیطان کے برابر کہا شیطان سے کم تر نہ کہا۔

★ اعلیٰ حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اپنی بات رکھنے کو ڈھٹائی دکھائیں اور ناگواری کا اظہار کریں تو اسے چھوڑیں آپ کسی ایسے شخص کو جس کی عزت کی جاتی ہو کہہ دیجئے ''او علم میں شیطان کے ہمسر''۔

(۷۷) اگر اور اچھی طرح نتائج جاننے ہیں تو کورٹ جاکر کسی جج کو یہ کہہ دیں ''او علم میں شیطان کے برابر'' پھر آپ کو ہاتھ کے ہاتھ نتیجہ مل جائے گا۔

(۷۸) پھر جب نتائج جان لئے ایک عام آدمی کے لئے بھی یہ الفاظ تو ------ تو کیا نبی کریم ﷺ کے لئے بولنے کفر نہ ہوں گے یعنی ضرور کفر ہی ہوں گے۔

(۷۹) یعنی خلیل احمد انبیٹھوی کے نزدیک ''حضور اکرم ﷺ کے لئے وسیع علم ماننے والا قرآن و حدیث کو ٹھکرا کر اپنے لئے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ یعنی یہ گستاخ کہتا ہے کہ اگر حضور کے لئے وسیع علم مانا جائے تو ماننے والا مشرک ہوجائے گا۔

(۸۰) جو بات مخلوق میں کسی ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کے لئے بھی ثابت کی جائے شرک ہی رہے گی تو اس گستاخ بے ادب نے جو چیز حضور ﷺ کے لئے ماننا شرک ٹھہرایا اسی کو شیطان کے لئے ماننا بذریعہ نص ضروری ٹھہرایا تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔

(۸۱) ابلیس تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے وہ صفت جس کو نبی کریم ﷺ کے لئے ماننا شرک ٹھہرا تو یقیناً یہ رب کی توہین ہے کہ ابلیس کو رب کی صفت خاص کا حصہ دار بنا دینا اور اسی صفت کو نبی کریم ﷺ کے لئے ماننے والا مشرک تو یہ شیطان کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم والا ماننا نہیں؟

یقیناً یہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین ہے اور ان کی توہین کفر ہے۔
اور تمام مسلمانوں کو مشرک کہنے والا خود کافر ضرور ہے۔

(۸۲) صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں:

حفظ الایمان میں مولوی اشرف علی کا حبیب خدا ﷺ کی شان میں یہ لکھنا کہ "آپ کی ذات مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے بعض غیب مراد ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان، صفحہ ۸)

★ یہ ناقص کلمات شان اقدس میں کسی کھلی توہین ہیں کہ پیشوایان وہابیہ اپنے اور اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کہنا گوارا نہ کریں گے اور گالی سمجھیں گے۔ اور دنیا کا کوئی عزت دار آدمی بھی کسی اور ملت اور کسی خیال کا بھی ایسے کلموں کا سننا گوارا نہ کرے گا۔ مگر شان اقدس میں یہ کلمے لکھے جائیں اور اس پر اصرار ہو اس کا کیا سبب ہے۔ یہ کوئی تعلیم خداوندی ہے کسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا یا رسول کریم ﷺ نے ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے یا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین اس کی تاکید کر گئے۔ کیا باعث ہے کہ ایسے کلموں سے احتیاط نہیں کی جاتی، احتراز نہیں کیا جاتا دنیائے اسلام کا دل دکھایا جاتا ہے جہاں میں فساد برپا کیا جاتا ہے مگر ایک ضد ہے کہ اس سے باز نہیں آتے اس قسم کی اور توہینیں اور بے ادبی کے کلمات زبان پر لانا، کتابوں میں لکھنا ان پر اڑنا کتابیں چھاپنا، مناظروں کی مجلسیں کرنا، فساد انگیزیاں کرنا، مقدمہ بازیوں میں روپیہ ضائع کرنا اہل اسلام کی جماعت کو ضعف پہنچانا اور جس حال میں کہ تمام دنیا اپنی ترقی کی فکروں میں ہے مسلمانوں کو خانہ جنگی کی مصیبت میں مبتلا کرنا کس مصلحت سے ہے، کس فائدے کے لئے ہے کیا دانائی ہے؟

(۸۳) اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔"اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام (اشیاء کے نام) سکھائے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۳۱)

★ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے تو ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کا مقام تو تمام انبیاء سے ارفع و اعلیٰ ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ حضور ﷺ کا علم بھی سب سے زیادہ ہو۔

★ لیکن جاہل گستاخ قرآن و حدیث سے ناواقف شخص نبی کریم کے علم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم کے برابر قرار دے رہا ہے۔

(۸۴) مردود بدکلامی

(۸۵) اگر ان بے غیرتوں سے یہ کہا جائے کہ تمہارے دارالعلوم بے قید و بند یا دارالعلوم خرابی یا دارالعلوم بے نوری کے شیخ الحدیث کا علم تو گدھے کے برابر ہے اور مفتی صاحب کا علم تو سور کے برابر ہے تو یقینا اس کو گستاخی جانیں گے اور بولنے اور لکھنے والے کے سر ہو جائیں گے یعنی اس کے لئے پریشانیاں کھڑی کر دیں گے تو کیا ان کے دارالعلوم بے قید و بند، دارالعلوم خرابی، دارالعلوم بے نوری کے شیخ الحدیث، مفتی صاحب کا مرتبہ نبی کریم ﷺ سے بھی بڑھ گیا کہ ان کی شان میں کہنا تو گستاخی ہو اور نبی کریم ﷺ کی شان میں کہنا گستاخی نہ ہو۔

(۸۶) اللہ ﷻ کی قسم ہرگز نہیں۔

(۸۷) یہ قول بھی اشرفعلی کا ہے۔

(۸۸) یعنی اگر سب کو علم غیب حاصل ہے پھر اس بات کو کمالات نبویہ میں کیوں گنا جاتا ہے جو علم پاگل اور مجنوں کو بھی حاصل ہے۔

(۸۹) یعنی گستاخ ہم سے کہتا ہے کہ اگر سب ہی کو نہ کہیں تو نبی اور ۔۔۔۔ کی وجہ سے بیان کرنی ضروری ہے۔

(۹۰) کیا حضور ﷺ کے علم کو جانوروں اور پاگلوں کے علم سے ملانے والا حضور ﷺ کو گالی نہیں دے رہا؟ اور اگر دے رہا ہے تو کیا حضور ﷺ کی عزت کے آگے مولوی کی عزت زیادہ ہے کہ پھر بھی مولوی کی بات رکھی جائے اس کی طرفداری کی جائے اس کی طرف سے الٹی الٹی تاویلیں دے کر بات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۹۱) کیا اس گستاخ نے اللہ تعالیٰ کے کلام کا انکار نہ کیا؟ کیا اس نے قرآن کا انکار نہ کیا؟

(۹۲) اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا اور اس کو تعریف کے طور پر ارشاد فرمایا۔

(۹۳) وہ خاص علم جو اللہ ﷻ اپنے انبیاء اکرام کو دیتا ہے۔

(۹۴) یعنی غیوب کا علم مفسرین نے فرمایا علم لدنی وہ ہے جو بندہ کو بطریق الہام حاصل ہو۔

(۹۵) اور اس کے علاوہ بھی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے علم کو انبیاء علیہم السلام کے کمال میں گنا۔

(۹۶) یعنی گستاخ نے ''زید'' کا لفظ جو استعمال کیا اس سے اس کی مراد ہر۔۔۔۔ شخص ہے۔

(۹۷) جہاں لفظ ''زید'' ہے وہاں اللہ تعالیٰ کا نام رکھئے۔

(۹۸) اور اس گستاخ کی عبارت میں جہاں لفظ ''علم غیب'' آیا وہاں صرف ''علم'' رکھ کر دیکھئے کہ اس سرکار علیہ السلام کے گستاخ کی تقریر قرآن پاک کو کس طرح رد کر رہی ہے۔

(۹۹) یعنی جو شخص اتنا بڑا گستاخ و بے ادب ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے علم کو معاذ اللہ جانوروں کے علم سے ملا دے اور جس جانور کو یہ پتہ نہ ہو کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے تو اس جانور سے کیا

تعجب کہ خدا کی بات کا انکار کردے یا جھوٹا ٹھہرائے اس کو قابل توجہ ہی نہ سمجھے یا پاؤں سے روندے۔

(۱۰۰) یعنی اس گستاخ بے ادب سے (اور آج کے دور میں اس کے ہم خیال لوگوں سے) پوچھا جائے کہ کیا یہی الفاظ تمھارے بارے میں اور تمھارے استادوں کے بارے میں کہے جاسکتے ہیں؟

(۱۰۱) یعنی تعظیم و اکرام کے الفاظ سے کیوں پکارا جاتا ہے۔

(۱۰۲) یعنی حیوانات کو ان الفاظ سے کوئی کیوں نہیں پکارتا جب کہ کچھ نہ باتوں کا علم ان کو بھی ہوتا ہے۔

(۱۰۳) منصب کی جمع

(۱۰۴) پیروی کرنے والے اور دم چھلے وغیرہ۔

(۱۰۵) ہاتھ اور پاؤں کیوں چومتے ہیں۔

(۱۰۶) یعنی سارا علم تو آپ کو بھی نہیں۔

(۱۰۷) تو پھر تمھارے فارمولے کے تحت چاہیے کہ گدھے اور کتے کو بھی اچھے القابات سے نوازا جائے۔

(۱۰۸) اللہ ﷻ کی مدد سے معاملہ واضح ہوجائے گا۔

(۱۰۹) ان گستاخوں بے ادبوں نے جانوروں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا۔ ان بے ادبوں سے پوچھئے کہ کیا تمھارا علم حضور اکرم ﷺ کے برابر ہے ظاہر ہے اس کا دعویٰ نہ کریں گے پھر ان سے یہ پوچھا جائے تمھارے استاد کا علم تو تم سے زیادہ ہوگا؟ پھر یہ کسی نہ کسی استاد کے لیے اپنے سے زیادہ علم ثابت کریں گے تو ان کے اقرار سے ان کے استاد کا علم جانوروں کے برابر اور یہ کیونکہ علم میں اپنے استاد سے کم تو خود یہ خود جانوروں سے بھی زیادہ کم علم اور گمراہ ہوگئے۔

(۱۱۰) یعنی ان کا حال ان آیتوں کے مطابق ہوگیا۔

(۱۱۱) یہ تو ان باتوں کا ذکر تھا جن میں آقا علیہ السلام کے بارے میں بدکلامی کی گئی۔ آگے ان باتوں کا ذکر ہے جن میں یقینی طور پر جان بوجھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان اقدس میں گستاخی کی گئی ہے۔

(۱۱۲) خدا کے لئے انصاف کیجئے۔

(۱۱۳) گستاخ بے ادب کہتا ہے کہ میں نے کب کہا کہ اللہ ﷻ کے جھوٹے ہونے کا قائل نہیں ہوں یعنی اللہ ﷻ کے جھوٹے ہونے کا قائل ہوں۔

(۱۱۴) یعنی رشید احمد گنگوہی سے جب ایک ایسے شخص کے بارے میں جو اس بات کا اقرار کرنے والا ہے کہ اللہ ﷻ نے جھوٹ بولا، جھوٹ بولتا ہے اللہ ﷻ جھوٹا ہے (معاذ اللہ) فتویٰ پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ نہ تو ایسے شخص کو کافر کہا جائے گا نہ ہی گمراہ اور نہ ہی بدعتی یعنی وہ شخص تو پکا مومن ہے جو رب کو جھوٹا کہے۔

(۱۱۵) یعنی اس گستاخ کے نزدیک صحابہ اکرام، تابعین وغیرہ اور دیگر اکابر علماء اکرام سب اللہ ﷻ کو جھوٹا کہتے تھے اگر اس شخص کو کافر کہیں گے تو پھر سب کو کافر کہنا پڑے گا۔
(۱۱۶) یعنی نہ ایسے شخص کو گمراہ کہا جائے نہ گناہ گار۔
(۱۱۷) یعنی یہ فتویٰ تو اس شخص کے بارے میں تھا جس نے اللہ ﷻ کو جھوٹا کہا۔
(۱۱۸) یعنی گستاخ کہتا ہے کہ اللہ ﷻ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں ہے یہ مسئلہ تو ایسا کہ اس پر سب ہی متفق ہیں۔
(۱۱۹) یعنی صاف صریح کہہ دیا کہ اللہ ﷻ نے جھوٹ بولا۔
(۱۲۰) مسلمانوں ایمان کس چیز کا نام ہے؟ (یعنی اللہ ﷻ کے لیے انصاف کیجیے کیا ایسے شخص پر سچے پکے مسلمان ہونے کا فتویٰ دیا جائے)۔
(۱۲۱) یعنی خدا کو جھوٹا کہنے کے باوجود بھی اگر ایمان سلامت رہے تو نہ جانے یہودی اور عیسائی کیوں کافر ہوئے ان میں سے کوئی بھی صراحۃ اللہ ﷻ کو جھوٹا نہیں کہتا۔
(۱۲۲) دنیا میں کوئی بھی کافر ایسا نہ ہوگا جو اپنے رب کو جھوٹا کہے۔
(۱۲۳) یعنی انہوں نے یقینا اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں بہت ہی بیہودہ اور گھٹیا باتیں کیں ہیں۔
(۱۲۴) اعلیٰ حضرت ارشاد فرمارہے ہیں کہ جو آیتیں پہلے ذکر ہوئی انہیں ذہن میں رکھو اور امتحان کے لیے تیار ہوجاؤ اگر اللہ ﷻ اور اس کی محبت تمھارے دل میں ہے تو وہ ایمان تمھارے دل میں ان گالیاں بکنے والوں سے نفرت بھردے گا تم کبھی ان کی حمایت میں تاویلیں نہ کروگے۔
(۱۲۵) اللہ ﷻ کے لیے انصاف کرو اگر کوئی تمھارے ماں باپ کو گالیاں دے تو تم ان کے ساتھ کیا سلوک کروگے؟ یقینا نفرت کروگے اس کے دشمن ہوجاؤ گے اس کا نام سن کر غصے میں آؤ گے جو اس کے لیے جھوٹے بہانے گڑھے اس کے بھی دشمن ہوجاؤ گے۔
(۱۲۶) پھر اللہ کے واسطے ماں باپ کی محبت کو ایک پلڑے میں رکھو اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت عزت وعظمت دوسرے پلڑے میں رکھو تو یقینا اللہ اور اس کے رسول کی عزت کے آگے ماں باپ کی عزت کو تو کوئی نسبت نہیں تو پھر ان گستاخ بے ادب لوگوں سے وہ نفرت ہونی چاہیے جو کہ ماں باپ کو گالی دینے والوں سے ہزار گنا سے بھی زائد ہو۔
(۱۲۷) یعنی جو گستاخ رسول ﷺ سے نفرت رکھیں ان سے دور ہوجائیں اور ان سے کسی قسم کا تعلق تو اللہ ﷻ کی سات نعمتوں کی بشارت ان ہی لوگوں کے لیے ہے (نعمتوں کا ذکر پیچھے ذکر کردہ آیات میں آچکا)
(۱۲۸) شفا بخش یہاں کی روشن اور واضح دلیلوں۔

(۱۲۹) ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمھارے لیے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمھارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

(۱۳۰) ترجمہ کنزالایمان: بے شک تمھارے لیے ان میں اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ ﷻ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

(۱۳۱) یعنی تنکا جتنا بھی تعلق نہ رکھا۔

(۱۳۲) ہمارا تمہارا کچھ تعلق نہیں۔

(۱۳۳) تمہارے فائدے کے لیے تم سے فرمارہے ہیں۔

(۱۳۴) یعنی اللہ ﷻ سب کے لیے پروا ہے۔

(۱۳۵) یعنی فلاں گستاخ تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۱۳۶) اس بارے میں۔

(۱۳۷) علم نبوی کے باوجود۔

(۱۳۸) ہم اسے سنبھال لیتے مگر وہ اپنی بات پر اڑگیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا۔

(۱۳۹) تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲ ص ۴۵۵ زیر قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا ان الملئکۃ امروا بالسجود لآدم لاجل ان حو د محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جبھۃ ادم۔ تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۷ سجود الملئکۃ لآدم انما کان لاجل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی کان فی جبھتہ۔ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نورِ محمدی ﷺ تھا ۱۲ منہ۔

(۱۴۰) ابلیس فرشتوں کا استاد تھا انہیں علم سکھاتا تھا لیکن جب اس نے نور محمدی ﷺ سے جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں تھا منہ موڑا اور اسے سجدہ نہ کیا پھر جب گستاخی کے سبب لعنت کا طوق اس کے گلے میں پڑا تو اس کے نیک جوایت یافتہ شاگرد یعنی فرشتوں نے اپنے استاد پر لعنت بھیجنا شروع کردی اور یہی فرشتے اپنے استاد کو رمضان میں زنجیروں سے جکڑتے ہیں اور یہی اس کو قیامت کے دن جہنم میں دھکیلیں گے۔

(۱۴۱) کروڑ افسوس ان لوگوں پر جو دعویٰ مسلمانی کریں اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول سے زیادہ اپنے استاد کو اہمیت دیں۔

(۱۴۲) دین سے عداوت رکھنے والے۔

(۱۴۳) ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں۔

اور کسی ایک ضروری دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں ۔ اگر چہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ضروریاتِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں ۔ جیسے اللہ ﷻ کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت ونار، حشر ونشر وغیرہا۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں۔حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں نہ شمار کیے جاتے ہوں مگر علماء کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں ۔ نہ وہ کہ کور دہ اور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضروریات دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہ کر دے گا ۔ البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں ، اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے ۔ ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں ۔(بہار شریعت)

(۱۴۴) مذاق اڑاتے ہیں ۔

(۱۴۵) شیطانی چالیں چلتے ہوئے گمراہ کرنے شیطانی انداز میں وہ باتیں بناتے ہیں ۔

(۱۴۶) یعنی ضروریاتِ دین کو ماننے کی قید کسی طرح اٹھ جائے ۔

(۱۴۷) عوام کو دھوکا دینے کیلیے ۔

(۱۴۸) یعنی ان کی اس دھوکے بازی کا مطلب یہ ہے گویا جس نے کلمہ پڑھ لیا خدا کا بیٹا بن جاتا ہے ہے کہ بیٹا کتنی ہی برائیوں میں پڑے کتنا ہی نا زیبا رویہ کھے بیٹا ہی رہے گا یہ رویہ اس کے بیٹے ہونے کے منافی نہ ہوگا اسی طرح ایک بار کلمہ پڑھ لیا اب جو چاہے کرتے پھرو کلمہ گو کو تو برا بول ہی نہیں سکتے ۔

(۱۴۹) یعنی ظاہری طور پر اسلام والے ہوئے ۔

(۱۵۰) یعنی ان کے یہ جملے ’’ ہم گواہی دیتے ہیں ‘‘ اور ’’ حضور یقینا اللہ کے رسول ہیں ‘‘ کہنے سے بھی ان کا ایمان ثابت نہ ہوا۔

(۱۵۱) جی ہاں عمل کے ذریعہ بھی انسان اسلام سے نکل جاتا ہے جیسا کہ صدرالشریعہ فرماتے ہیں، مسئلہ: عمل جوارح داخل ایمان نہیں البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافی ایمان ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا جیسے بت یا چاند، سورج کو سجدہ کرنا اور قتل نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ باتیں یقینا کفر ہیں ۔ یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا ، سر پر چوٹیاں رکھنا ، قشقہ لگانا ، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سر نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا ۔ (بہار شریعت)

(۱۵۲) یعنی ضروریات اسلام کی نفی کے بعد کلمہ گوئی فائدہ نہ دے گی جیسا کہ صدرالشریعہ مفتی امجد

علی رحمۃ اللہ علیہ "بہار شریعت" میں نقل فرماتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے، جو ضروریاتِ دین سے ہے۔ اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو۔ اگر چہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے۔ دل میں انکار نہیں۔ کہ بلا اکراہ شرعی مسلمان کلمہ کفر صادر نہیں کرسکتا وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا انکار کردیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔

(۱۵۳) مسلمان ہونے کا دعوے دار ہو۔

(۱۵۴) مذاق کررہے تھے۔

(۱۵۵) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد خاص۔

(۱۵۶) ہنسی مذاق کرتے ہو۔

(۱۵۷) اس عقیدے کو ماننے والے کو۔

(۱۵۸) (الف) امام غزالی نبوت کے خواص کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: چوتھا خاصہ یہ ہے کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے، جس کے ذریعے وہ بیداری یا خواب میں آیندہ ہونے والی غیبی چیزیں جان لیتے ہیں، اس صفت کے ذریعے وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں، لہذا وہ اس میں غیبی امور کو دیکھ لیتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۴، صفحہ ۱۹۴)

(ب) علامہ احمد قسطلانی، شارح بخاری فرماتے ہیں: امام طبرانی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کو بلند کیا، پس ہم دنیا اور اس میں قیامت تک ہونے والے واقعات کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کہ ہم اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتے ہیں۔

(ج) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں: جب مقدس روح منور جاتی ہے اور عالم محسوسات کی تاریکی سے اعراض، دل کو طبیعت کے زنگ سے پاک کرنے، علم وعمل کی پابندی اور انوارِ الٰہیہ کے فیضان کے سبب اس کی نورانیت اور صفائی میں اضافہ ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ نور قوی ہوجاتا ہے اور دل کی فضا میں پھیل جاتا ہے تو لوح محفوظ میں مندرجہ نقوش کا عکس اس روح میں دکھائی دیتا ہے، اسے غیبی امور پر آگاہی حاصل ہوتی ہے اور وہ عالم سفلی (یعنی عناصر) میں تصرف کرتی ہے، بلکہ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی معرفت کا جلوہ عطا فرماتا ہے جو سب سے اعلیٰ عطیہ ہے، تو دوسری چیزوں کا کیا حال ہوگا؟ (مرقاۃ، جلد ا صفحہ ۶۲)

(د) علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متواتر احادیث سے ثابت ہے اور ان کے معانی اس بات پر متفق ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو غیب پر اطلاع ہوتی تھی، جیسے کہ قاضی عیاض نے فرمایا۔
(مواہب لدنیہ مع زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۲۹)

(۱۵۹) اعلیٰ طریقہ پر لکھی گئی ہے۔
(۱۶۰) سخت بدبختی اور انتہائی گمراہی
(۱۶۱) اس نئی بحث کے سلسلے میں اللہ ﷻ کے فضل سے (الف) راحہ جوانح الغیب (ب) الجلاء الکامل (ج) ابراد المجنون (د) میلاد الھداۃ نامی چار رسائل ہیں۔
(۱۶۲) اس کا علم ہر شئے کو محیط یعنی جزئیات کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، محالات، سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا اشیاء بدلتی ہیں اس کا علم نہیں بدلتا دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اسی کو خبر ہے اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ۔ وہ غیب خواہ شہادت کا غیر خدا کے لئے ثابت کرے کافر ہے۔ علم ذاتی کے یہ معنی ہیں کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو۔ (بہار شریعت)
(۱۶۳) اکثر کی قید کا فائدہ رسالہ ''الفیوض الملکیہ لمحب الدوایۃ المکیہ'' میں دیکھی۔
(۱۶۴) اعلیٰ حضرت مجدد دینی ملت امام احمد رضا قادری، قندھاری، بریلوی فرماتے ہیں: ہماری گفتگو سے ظاہر و باہر ہوگیا کہ تمام مخلوق کے علم کا ہمارے اور پوری کائنات کے رب کے علم کے برابر ہونے کا شبہہ بھی مسلمانوں کے دل میں نہیں گزرتا، کیا بصیرت سے محروم لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا؟

۱۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا علم عطائی (اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا) ہے۔
۲۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا ثبوت اس کی ذات کے لئے واجب اور مخلوق کا علم ممکن ہے۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کا علم سرمدی (ازلی و ابدی) قیسم اور حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث ہے، کیونکہ تمام مخلوق حادث ہے اور صفت موصوف سے پہلے نہیں ہوسکتی۔
۴۔ اللہ تعالیٰ کا علم مخلوق نہیں، جب کہ مخلوق کا علم مخلوق ہے۔
۵۔ اللہ تعالیٰ کا علم تحت القدرۃ نہیں (یعنی ایسا نہیں کہ چاہے تو جانے اور چاہے تو جاہل رہے ۔۔۔ معاذ اللہ!) اور مخلوق کا علم مقدور اور مقہور ہے۔
۶۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا باقی رہنا واجب اور مخلوق کے علم کا فنا ہونا جائز ہے۔
۷۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تغیر ممکن نہیں، اور مخلوق کے علم میں تغیر ممکن۔ (الدولۃ المکیہ، صفحہ ۲۱۲)

★ مساوات کی بات وہی بے وقوف شخص کرسکتا ہے جو اللہ ﷻ کے علم کی وسعت کو نہ جانتا ہو کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ اسی کائنات کی کہیں تو انتہا ہے کسی نبی رسول یا فرشتے کو اگر کائنات کے زرّے زرّے کا علم ہو تو بھی اس کے علم کی کہیں انتہا ہے اور اللہ ﷻ کے علم کی کوئی انتہا نہیں تو مساوات کہاں سے آگئی اللہ ﷻ کے علم کی وسعت کو نہ تو کوئی جانتا ہے نہ جان سکتا ہے اور اسی حقیقت کو علماء نے یوں بیان کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ تمام مخلوق کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم سے وہ بھی نہیں ہے جو ایک قطرے کو ساتوں سمندروں سے ہے، اگر یہ بات کہی بھی جائے تو

محض سمجھانے کے لئے ہوگی، کونکہ قطرہ اور سمندر دونوں متناہی ہیں، ان کی باہمی نسبت متناہی کی متناہی سے نسبت ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے علم میں یہ نسبت نہیں ہے، کیونکہ مخلوق کا علم متناہی اور اللہ تعالیٰ علم غیر متناہی ہے، ان کے درمیان وہ نسبت ہے جو متناہی کو غیر متناہی سے ہے۔

(۱۶۵) جملہ معترضہ وہ جملہ ہوتا ہے جو کہ ابھی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ دوسرا جملہ درمیان میں بول دیا اور وہ جملہ ایسا ہو کہ نہ بولیں تو بھی کلام میں خلل واقع نہ ہو۔

(۱۶۶) یعنی پہلے جو بحث ہو رہی تھی اسی طرف چلیے۔

(۱۶۷) یعنی ان کے نزدیک اگر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے تو پھر ایسے کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اپنے رب ﷻ کو جھوٹا کہے یا محمد رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دے۔ (معاذ اللہ)

نہ جانے یہ لوگ مرزا قادیانی کو کون سے قاعدے قانون کے تحت کافر قرار دیتے ہیں؟ کیونکہ یہ جو اصول بیان کرتے ہیں اسی اصول کے تحت یہ تو دیکھیں کہ مرزا قادیانی بھی قبلہ کی طرف رخ کر کے ہی اپنی عبادت کا ڈرامہ کرتا ہے۔

(۱۶۸) یعنی جس طرح جاہل عورت یہ نہیں سمجھتی کہ وضو کیسے ٹوٹتا ہے اسی طرح یہ جاہل گمراہ نہیں سمجھتے ہیں کفریہ کلمہ سے ایمان کیسے جاسکتا ہے؟

(۱۶۹) مگر بوجھ سمجھ کر

(۱۷۰) کافروں کا سردار فرمایا

(۱۷۱) یعنی اس کا ظاہری معنی یہ تھے کہ یہ بات دوبارہ ارشاد فرمائیں۔

(۱۷۲) تکبر کرنے والے دل میں چھپے ہوئے معنی کا ارادہ کرتے۔

(۱۷۳) وہ بات جس کے کئی معنی ہوں کچھ ظاہر اور کچھ دل میں چھپے ہوئے۔

(۱۷۴) شناعت بمعنی گندگی۔ برائی۔ بدی۔

(۱۷۵) یعنی بکریاں چرانے کی گستاخی اور ان دیوبندی گستاخوں کی گستاخی ان دونوں قسم کی گستاخوں کی آپس میں کیا نسبت یہ الفاظ جو دیوبندیوں نے لکھے ہیں گندگی میں کتنے زیادہ ہیں۔

(۱۷۶) گندے وہم۔

(۱۷۷) بڑا جھوٹ۔

(۱۷۸) بڑی تہمت۔

(۱۷۹) پاک کتاب۔

(۱۸۰) یعنی امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(۱۸۱) یعنی ہمارے تینوں امام اس بات پر متفق ہیں۔

(۱۸۲) یعنی جس بارے میں ہم بحث کر رہے تھے، اس مسئلے کی طرف توجہ کیجیے اور جواب دیجیے کہ کیا

معتزلہ، کرامیہ، روافض قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھتے؟

(۱۸۳) گالی دے

(۱۸۴) اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

(۱۸۵) شان میں نقص نکال کر۔

(۱۸۶) عذاب والا ہونے میں شک کرے۔

(۱۸۷) یہ زیر بحث مسئلہ کے بارے میں انتہائی قیمتی شرعی اصول بیان ہوا ہے۔

(۱۸۸) قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے کو۔

(۱۸۹) جن باتوں کو مسلمان کے تمام بڑے بڑے علماء یعنی مجتھدین

(۱۹۰) کسی گناہ کی وجہ سے اھل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں۔

(۱۹۱) شیعہ حضرات کا ایک فرقہ۔

(۱۹۲) ضروریات دین کا بیان پیچھے گزر چکا پیچھے دیکھیں۔

(۱۹۳) یعنی حس سے بڑھا ہوا ہو۔

(۱۹۴) عبادت۔

(۱۹۵) بڑا شیطان یا بڑا بت۔

(۱۹۶) یہ اس لیے کہ بعض کفر بعض سے خبیث تر ہوتے ہیں۔

(۱۹۷) بت کو سجدہ کرنا خدا کو جھٹلانے کی علامت ہے اور جھٹلانے کی علامت خباثت میں خدا کو جھوٹا کہنے سے کمتر ہے۔

(۱۹۸) سجدہ تحیت کا مسئلہ سمجھنے کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا رسالہ الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ کا مطالعہ فرمائیں جس میں اعلیٰ حضرت نے متعدد قرآنی آیات چالیس احادیث مبارکہ اور ڈیڑھ سو نصوص فقہہ اکرام سے سجدہ تعظیمی کو حرام ثابت فرمایا مزید تفصیلات جاننے کے لیے فتویٰ رضویہ جلد ۲۲ کے اس رسالے کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱۹۹) یعنی بت کو سجدہ کرنا یا چاند اور سورج کو سجدہ کرنا کیوں کہ یہ کفار کا مذہبی شعار ہے اس لیے کفر ہے۔

(۲۰۰) یعنی میں اس بات پر کہ بت کو سجدہ کرنے والا اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ کے بارے میں اجماع امت ہے کہ قبول کی جائے گی اور سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزاروں آئمہ دین کے نزدیک قبول نہیں۔ اپنی گفتگو کی بنیاد نہیں رکھتا۔

(۲۰۱) واضح رہے کہ اس مسئلے کی تحقیق فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

(۲۰۲) یعنی حاکم اسلام توبہ کے باوجود ایسے شخص کو سزائے موت دے گا۔

(۲۰۳) گستاخ رسول اگر سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ ﷻ قبول فرما سکتا ہے اور اگر دل میں واقعی

شرمندہ ہے سچے دل سے توبہ کررہا ہے تو جہنم سے بھی نجات پا جائے گا جیسا کہ ردالمختار وغیرہ میں ہے۔

(۲۰۴) بڑی کوڑی جو باجے کی طرح مندروں میں بجائی جاتی ہے۔

(۲۰۵) یعنی تمام اسلامی اصول کی اصل بات تو توحید ہی ہے۔

(۲۰۶) یعنی اگر مکاروں کے اسی اصول کو دیکھا جائے تو یہودو نصاریٰ میں بھی ایک بات تو اسلامی موجود ہی ہے مثلاً یہودی حضرات موسیٰ علیہ السلام کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اور یہ دونوں حضرات آدم علیہ السلام سمیت کئی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر اس اصول کے تحت ان کو کیا کہیں گے؟

(۲۰۷) کلمہ اور نماز پڑھنے کی صفت موجود ہونے پر بھی۔

(۲۰۸) اس سے مراد وہ شخص ہے جسے لوگ سرسیّد کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ دین کی ہر بات کو عقل پر پرکھتے ہیں۔ نئی تہذیب کے شائق ہیں۔ مذہب کی ہر بات سائنس اور جدید علوم پر پرکھتے ہیں مثلاً جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں تاویل کرتے ہیں کہ اس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے شیطان سے انسان کی قوت حیوانیہ مراد ہے ان کے نزدیک یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اس میں خوبصورت حوریں ہوں گی اور چاندی کے کنگن ہوں گے حوریں شراب پلا رہی ہوں گی یہ سب بیہودہ باتیں ہیں (معاذ اللہ) غرض ہر اس چیز کا انکار جو ان کی آنکھ کو نظر نہ آرہا ہو ان کے خاص طریقہ رہا ہے۔

(۲۰۹) دیوبندی عقائد رکھنے والے چند مولویوں کا گروہ جو رافضی ،وہابی، دیوبندی، بوہری، اسماعیلی غرض یہ کہ تمام ہی گمراہ فرقوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے مسلمانوں کے خیر خواہ ہونے کی غلط فہمی عام کررہے ہیں۔

(۲۱۰) برے اعمال

(۲۱۱) آخرت

(۲۱۲) ہمیشہ ہمیشہ

(۲۱۳) رک جانا، ختم ہوجانا

(۲۱۴) صاف جھوٹا الزام

(۲۱۵) یہود نے توریت سے حضور اکرم ﷺ کی نبوت کو پہچانا لیکن اپنے دنیاوی فائدے کے لیے توریت شریف میں موجود حضور ﷺ کی نعت کو جھٹلایا، چھپایا آیات کو جگہ سے بدلا آیات میں ردوبدل کردیا۔ یہ بے ادب گستاخ بھی فقہاء اکرام علیہم رضوان کی عبارتوں کو بدلتے ہیں ان کی عبارتوں کے غلط معنی و مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(۲۱۶) اللہ ﷻ کی قسم ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔
(۲۱۷) یعنی اگر کوئی قول صریح نہ ہواس میں تاویل کی جاسکتی ہو کہ شاید اس نے اس نیت سے نہ کہا ہو تو ہماری یہ تاویل کہ شاید اس نے اس نیت سے نہ کہا ہو اس کو فائدہ نہ دے گی جب کہ اس کی نیت گستاخی ہی کی ہو تو اللہ ﷻ کے حضور وہ کافر ہی شمار ہوگا۔
(۲۱۸) x,y,z کوئی بھی کہے۔
(۲۱۹) کہ ا،ب،ج کوئی بھی کہے۔
(۲۲۰) جوتشی ہے
(۲۲۱) ہاتھ دیکھنا جانتا دیکھتا ہے
(۲۲۲) کسی خبیث جن کواس نے عمل میں لیا ہوا ہو۔
(۲۲۳) ڈاکٹر آسٹریا کا باشندہ تھا جس نے ایک ایسے علم پر کام کیا جس میں تصور یا خیالات کے ذریعے اثر دوسرے کے ذہن میں جاگزیں کر کے پوشیدہ حالات پوچھے جاتے ہیں۔
(۲۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کہ جو شخص کاھن اور جوتشی کے پاس جائے اور جو کچھ وہ بیان کرے اس کو سچا جانے تو تو اس نے انکار کیا جو کچھ محمد ﷺ پر نازل ہوا (یعنی قرآن اور دین اسلام کا) دوسری روایت میں ہے کہ وہ الگ ہوا اس سے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا (یعنی قرآن سے)۔
(۲۲۵) بڑا کفر ہے
(۲۲۶) تمام چھپی ہوئی باتیں بذریعہ الہام اس کو پتہ چل گئیں۔
(۲۲۷) یعنی اس کا علم اللہ ﷻ کے علم کے برابر ہوگیا۔
(۲۲۸) اللہ ﷻ کے علم کا کسی مخلوق کے علم سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا جب ہمارا نظریہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا علم بھی اللہ ﷻ کے علم کے سامنے وہ نسبت نہیں رکھتا جو سمندر سے قطرے کو نسبت ہے یعنی نبی کریم ﷺ کا علم وسیع ہونے کے باوجود رب ﷻ کے علم سے کوئی نسبت نہیں رکھتا پھر کسی بھی مخلوق کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ کہنا کفر ہے۔
(۲۲۹) توجہ رہے کہ یہ کتاب شہاب العلوم احمد شہاب الدین خفاجی کی ہے جو گیارہویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔
(۲۳۰) یعنی یہ کہنا بھی کفر ہے کہ اللہ ﷻ نے بلاوسیلہ اس کو بذریعہ الہام علم غیب عطا کردیا ہے
(۲۳۱) سنا کر، دکھا کر یا الہام کے ذریعے۔
(۲۳۲) مسلمان سے اچھے گمان کے سبب
(۲۳۳) اس کی بات کو اس معنی میں گنیں گے۔

(۲۳۴) یعنی وہ کلمہ جس میں صریح ایسے الفاظ ہوں جن کے کوئی اور معنی نہ لیے جاسکیں جیسا کہ خدا کو جھوٹا کہنا یا حضور ﷺ کی شان میں کمی کرنا۔

(۲۳۵) یہود خصلت لوگ۔

(۲۳۶) بیہودہ تہمت باندھتے ہیں۔

(۲۳۷) کمی بیشی اور ردو بدل کرتے ہیں۔

(۲۳۸) یہودیوں کی خصلت ہے کہ وہ اپنے مطلب کی بات پیش کردیتے ہیں اور کچھ نہ کچھ چھپا بھی جاتے ہیں یہی حال وھابیہ ،دیوبندیہ کا ہے کہ یہ بات کا بالکل بدل ہی دیتے ہیں اور اصل بات چھپا لیتے ہیں یعنی ان کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ ایک لفظ کے چند احتمالات ہوں اور ایک احتمال برے معنی سے خالی ہو تو کافر نہ کہیں گے نہ کہ یہ کہ چند اقوال ہوں اور ان میں سے ایک قول کفریہ ہو اور باقی اسلامی تو پھر بھی کیا قائل کو کافر نہ کہیں گے (العیاذ باللہ) یعنی یقینا ایسے شخص کو کافر ہی کہیں گے۔

(۲۳۹) یہ اس وقت کفر ہے جب کہ اس سے علم ذاتی مراد ہو علم عطائی پر یہ حکم نہ لگے گا۔

(۲۴۰) دعوی علم ذاتی

(۲۴۱) یعنی ظن کو بھی عام گفتگو میں علم کہہ دیا جاتا ہے

(۲۴۲) یعنی ان صراحتوں کے باوجود کہ ایک بھی احتمال کے شاید یہ معنی لیے ہوں کفر کے حکم سے روک دے گا۔

(۲۴۳) یعنی حکم کفر لگائیں تو ضروری ہے کہ خاص احتمال کفر ہی ہو۔

(۲۴۴) یہ دعویٰ کہ علم بغیر کسی وسیلہ سے اس کو خود ہی حاصل ہے یعنی اللہ کے دیے بغیر۔

(۲۴۵) واضح اور صاف عبارات۔

(۲۴۶) جس میں حضور اکرم ﷺ کے علم غیب پر کلام کیا گیا ہے۔

(۲۴۷) یعنی یہ الفاظ ہی کافی ہیں۔

(۲۴۸) یعنی صریح بات جس میں گنجائش نکل ہی نہ سکے اس میں احتمال کا اعتبار ہی نہیں جیسا کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو گالی دے کر کوئی کیا تاویل کرے گا (العیاذ باللہ) اور کرے گا تو قبول نہ کی جائے گی۔

(۲۴۹) ذید یہ کہے کہ خدا دو ہیں اور تاویل یہ کرے کہ کہ میرا مقصد خدا سے خدا کے حکم مراد تھے یعنی تقدیر مبرم اور تقدیر معلق تو اس طرح کی بیہودہ تاویل نہ چلے گی ۔ اور اگر بالفرض محال چل جائے تو پھر کوئی بھی کفر کفر نہ رہیگا۔

(۲۵۰) یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں اور تاویل یہ گھڑے کہ اللہ ﷻ نے میرے بدن

میں روح بھیجی یعنی جب اللہ نے مجھے بھیجا تو ان معنوں میں مجھے اللہ ہی نے تو بھیجا ہے تو پھر یہ کہنے میں کیا حرج ہے؟ تو ان کی یہ تاویل نہ سنی جائے گی۔

(۲۵۱) بیہودہ بکواس سمجھی جائیگی۔

(۲۵۲) اس بات کا تو بارہا مشاہدہ ہوا کے گستاخوں بے ادبوں کے طرف دار ساری ہی کتابوں سے انکار کر گئے اور الزام لگا دیا کہ یہ کتابیں تم نے خود چھاپی ہیں بظاہر سمجھنے کے لئے بیٹھنے والے بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوگئے کہ یہ کتابیں ہمارے بڑے نہیں لکھ سکتے یہ تم نے خود چھاپی ہیں حالانکہ ہر ذی شعور جان سکتا ہے کہ یہ بات کس قدر احمقانہ ہے۔

(۲۵۳) یعنی اگر ان کی گستاخیوں والی کتاب کو علم والا دکھائے تو بات سمجھنے کو پھر بھی تیار نہ ہوں تاکہ چڑھا کر ڈھٹائی دکھاتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوجائے۔

(۲۵۴) یعنی آپ ان عبادتوں کو گستاخی والی ثابت کر بھی دیں لیکن میں تو وہی کہے جاؤں گا (کہ لکھنے والے علم والے تھے یقینا سوچ کر ہی لکھا ہوگا اتنا نہیں سوچتے کہ شیطان بھی تو علم والا ہے)۔

(۲۵۵) اور بے علم کے سامنے تو (اکڑ کر کہہ دیں گے ان عباذتوں کا یہ مطلب ہر گز نہیں) (یعنی علم والے کے سامنے رکتے نہیں اور بے علم کے سامنے اپنی غلطی مان کر جھکتے نہیں۔

(۲۵۶) مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے۔

(۲۵۷) حفظ الایمان ، براہین قاطعہ ،تحذیر الناس فتوائے گنگوہی اور مرزا قادیانی کی کتابیں۔

(۲۵۸) گرفت فرمائی۔

(۲۵۹) زبردست جواب۔

(۲۶۰) رشید احمد گنگوہی ۱۳۲۳ میں مرا اور مرتے دم تک توبہ نہ کی۔

(۲۶۱) اور مرتے دم تک یہ نہ کہا کہ یہ فتویٰ میرا نہیں اہل سنت کے اکابر علماء نے جب اس پر کفر کا فتوئی لگایا اس کے بعد کا سال سے بھی زائد زندہ رہا نہ تو انکار کیا نہ ہی اس فتوے کی طرف توجہ کی کیا کفر اتنا ہی غیر اہم ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

(۲۶۲) یعنی پندرہ برس زندہ رہنے کے باوجود اسی معاملے میں گستاخ خاموش رہا نہ اس فتوئی سے انکار کیا بلکہ خاموشی تان لی اگر کسی شخص پر فتوئی لگے اور وہ اس کا حکم ہٹانے کیلئے بے چین نہ ہو تو اس کو کیا کہیں گے؟۔

(۲۶۳) گستاخوں کا سردار یعنی اشرف علی تھانوی۔

(۲۶۴) گبراہٹ اور خوف۔

(۲۶۵) کوئی ٹوٹا پھوٹا عذر پیش کرنے کی بھی طاقت نہ پائی۔

(۲۶۶) یعنی عقلاً ثابت بھی کردیں کہ ساری عبادتیں غلط ہیں پھر بھی میں تو وہی کہے جاؤں گا۔

(۲۶۷) یعنی چھاپ کر دینے کے باوجود ان کے بڑے بڑے سردار اور چھوٹے سب ہی یوں انجان ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو بیہودہ گالیاں دینے والے پیدا ہی نہیں ہوئے۔

(۲۶۸) ان گستاخیوں کو بھاگنے کا اکوئی راستہ نہیں ملتا۔

(۲۶۹) یعنی جیسے گستاخیاں چھاپیں اسی طرح توبہ کا بھی اعلان کریں۔

(۲۷۰) اعلانیہ گناہ کی اعلانیہ توبہ ضروری ہے،

(۲۷۱) آیت کریمہ کا مضمون۔

(۲۷۲) دھوکہ دینے کے لئے۔

(۲۷۳) پھر جو اور زیادہ بے حیا ہی ختم ہو چکی ہو۔

(۲۷۴) یعنی جنکی حیا ہی ختم ہو چکی ہو۔

(۲۷۵) بہتان لگایا کرتے ہیں۔

(۲۷۶) خصیف چالبازی اور کمزور جال

(۲۷۷) مگر بے حیا اتنے ہیں۔

(۲۷۸) دلیل۔

(۲۷۹) جھوٹا ہونا۔

(۲۸۰) جھوٹا ہونا سورج سے زیادہ روشنی ظاہر ہوجائے گا۔

(۲۸۱) تہمت علمائے اہلسنت پر باندھی۔

(۲۸۲) اس کے باوجود

(۲۸۳) اعلیٰ حضرت کا رسالہ جس میں گستاخ بے ادبوں کے اس الزام کا جواب دیا گیا ہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ)۔

(۲۸۴) اس رسالے میں بڑی زبردست دلائل سے اسماعیل دہلوی اور اس کی پیروی کرنے والوں پر پچھتر وجہ لزوم کفر ثابت کر کے بھی احتیاطاً اسے کافر نہ کہا قارئین کی ذہنی الجھن دور کے کیلئے کچھ لزوم کفر کے بارے میں بھی بتاتے چلیں۔

★ کلماتِ کفر کی دو قسمیں ہیں (۱) لُزومِ کُفر (۲) اِلتِزامِ کُفر ۔ چنانچہ صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اقوالِ کفر یہ دو قسم کے ہیں (۱) ایک وہ جس میں کسی معنی صحیح کا بھی احتمال (یعنی پہلو) ہو (۲) دوسرے وہ کہ اس میں کوئی ایسے معنیٰ نہیں بنتے جو قائل کو کفر سے بچاوے۔ اس میں اوّل کو لزوم کفر کہا جاتا ہے اور قسم دوم کو التزام کفر۔ لزوم کفر کی صورت میں بھی فقہائے کرام (رحمھم

اللہ المبین) اس سے سکوت کرتے (یعنی خاموشی اختیار فرماتے) ہیں ۔ اور فرماتے ہیں جب تک التزام کی صورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت کیا جائیگا اور اَحوط (یعنی زیادہ محتاط) یہی مذہب متکلمین (رحمہم اللہ المبین) ہے ۔ واللہ اعلم (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۵۱۲، ۵۱۳) ۔

★ یقینا اعلیٰ حضرت اس اعلیٰ منصب پر فائز تھے جس کا حق ادا کرتے ہوئے آپ نے اسماعیل دہلوی کی بے باکی کے باوجود اس پر کفر کا فتوئی نہ دیا۔

(۲۸۵) اعلیٰ حضرت کے رسالے کا نام ۔

(۲۸۶) یعنی ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں کافر کہنے سے خاموش رہنا بہتر ہے ۔

(۲۸۷) یہ بھی اعلیٰ حضرت ہی کا ایک رسالہ ہے ۔

(۲۸۸) یہ حکم فقہی اس کے جاہلانہ بے وقوفانہ کلمات کے متعلق تھا ۔

(۲۸۹) اس گروہ کے پیر یعنی اسماعیل دہلوی

(۲۹۰) اس کے باوجود ۔

(۲۹۱) لزوم کفرو التزام کفر کا مختصر بیان پیچھے گزر چکا ہے ۔

(۲۹۲) یہ بھی اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ہے جس کی تسہیل کی سعادت خادم علمائے اہلسنت کو حاصل ہے۔

(۲۹۳) ضروریات دین کا مختصر بیان بھی پیچھے گزر چکا ہے ۔

(۲۹۴) واضح گالیوں پر اطلاع نہ تھی ۔

(۲۹۵) خدا کی قسم ہرگز نہیں ۔

(۲۹۶) کافر کہنا پسند نہیں کرتا ۔

(۲۹۷) یعنی کفر کی وجہ جب بالکل واضح نہ ہو ۔

(۲۹۸) یعنی اس شخص کے حکم اسلام کیلئے معمولی سی گنجائش بھی باقی نہ دے ۔

(۲۹۹) پوچھنا ہے۔

علمائے مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کی طرف سے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی اور اعتقادی خدمات کا اعتراف

حسام الحرمین
علی منحر الکفر والمین

—ترجمہ—

مبینِ احکام و تصدیقاتِ اعلام

حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیرایۂ آغاز

عوام الناس کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اہلِ سنّت و جماعت (بریلوی) اور دیوبندی علما آپس میں سر بہ گریباں ہیں۔ ہر دو مکتبِ فکر کی جانب سے اپنی اپنی تائید میں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے جاتے ہیں، ہم کدھر جائیں؟ کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں؟ کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں؟ کچھ بزعمِ خویش، مصلحِ قوم قسم کے افراد اپنی چرب زبانی سے یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ اختلافات فروعی ہیں، ان میں پڑھنے کی ضرورت نہیں، ہم نہ بریلوی ہیں نہ دیوبندی، عثمانی ہیں نہ تھانوی، ہم تو سیدھے سادے مسلمان ہیں اور بس! اس طرح وہ صلحِ کلیت کا پرچار کرکے یہ تاثر دیتے ہیں کہ اختلافات کا نام لینے والے مجرم ہیں اور صحیح مسلمان وہ ہیں جو ان اختلافات سے بالکل بے تعلق ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اگر اختلاف ذاتی وجوہ کی بنا پر ہو یا اس کا تعلق کیفیتِ عمل کے ساتھ ہو تو اس میں الجھنا ہی بہتر ہے مثلاً حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی اختلافات ایسے نہیں ہیں جن پر محاذ آرائی مناسب ہو، کیوں کہ یہ فروعی اختلافات ہیں، لیکن اگر بنیادی عقائد میں اختلاف رونما ہوجائے تو اس سے کسی طور پر آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں، یہ اختلاف کسی طرح بھی فروعی نہیں، اصولی ہوگا۔ ایسی صورت میں لازمی طور پر ''یک در گیر محکم گیر'' ایک جانب کی حمایت اور دوسری جانب سے برأت کرنی پڑے گی، اھدنا صراط ۔۔۔ ولا الضالین کا یہی مفاد ہے، اس آیت میں

صرف راہِ راست کی ہدایت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ مستحقِ غضب اور اہلِ ضلال سے پناہ مانگتے رہو۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ جہاد فرمایا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے معتزلہ کی قوتِ حاکمہ کی پروانہ کرتے ہوئے کلمۂ حق کہا اور کوڑے تک کھائے۔ امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو طوق و سلاسل کی دھمکیاں حرفِ اختلاف اور نعرۂ حق سے باز نہ رکھ سکیں۔ تحریکِ ختم نبوت میں غیر مسلمانوں نے سینوں پر گولیاں کھائیں، جیلوں کال کوٹھڑیوں اور تختۂ دار اپنے لیے تیار پایا لیکن وہ کسی بھی قصرش نبوت میں نقب لگانے والوں کو برداشت نہ کرسکے اور تمام تر صعوبتوں کو جھیلتے ہوئے مرزائیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کامیاب ہوگئے۔ کیا ان تمام اقدامات اور ساری کارروائیوں کو یہ کہہ کر غلط قرار دیا جاسکتا ہے؟ کہ سیدھے سادے مسلمان کو کسی کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے اور اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے، یقیناً کوئی مسلمان ایسا اندازِ فکر اختیار کرکے غیر جانب دار نہیں رہ سکتا۔

بریلوی (اہلِ سنّت و جماعت) اور دیوبندی اختلافات کی نوعیت بھی ایسی ہی ہے یہ دوسری بات ہے کہ عوام کو مغالطہ دینے کے لیے ایصالِ ثواب، عرس، گیارھویں شریف، نذر و نیاز، میلاد شریف، استمداد، علمِ غیب، حاضر و ناظر اور نور و بشر وغیرہ مسائل پر دُھواں دار تقریریں کرکے یہ یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اختلاف انھی مسائل میں ہے، حالانکہ اصل اختلاف ان مسائل میں نہیں ہے، بلکہ بنائے اختلاف وہ عبارات ہیں جن میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کھلم کھلا گستاخی اور توہین کی گئی ہے، کوئی بھی مسلمان خالی الذہن ہوکر ان عبارات کو پڑھنے کے بعد ان کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا اور نہ ہی ان کی حمایت کے لیے تیار ہوسکتا ہے۔

ہندوستان میں پہلے پہل مولوی اسماعیل دہلوی نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی

کی ''کتاب التوحید'' سے متاثر ہوکر ''تقویۃ الایمان'' نامی کتاب لکھی اور مسلمانانِ عالم کو کافر و مشرک قرار دیا اور اپنی بات بنانے کی خاطر یہ بھی کہہ دیا کہ نبیِ اکرم ﷺ کی نظیر ممکن ہے جس کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی دوسرا شخص خاتم النّبیین وغیرہ اوصاف سے متصف ہوسکتا ہے۔ علمائے اہلِ سنّت اور خاص طور پر خاتم الحکماء علامہ محمد فضلِ حق خیرآبادی نے اس نظریے کا تحریری اور تقریری طور پر سخت رد کیا، بات یہیں ختم نہیں ہوگئی بلکہ محمد قاسم نانوتوی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ:

> ''اگر بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوجائے تو پھر بھی خاتمِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔''(۱)

غور فرمایئے! کہ کیا یہ امتِ مسلمہ کے اجماعی اور یقینی عقیدے (کہ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا) کا صاف انکار نہیں ہے؟ واضح طور پر خاتم النّبیین کا ایسا معنیٰ تجویز کیا گیا جس سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کا راستہ ہموار ہوگیا، مرزائے قادیانی کی تردید و تکفیر کے ساتھ ساتھ اس عبارت کی تائید و حمایت وہی شخص کرسکتا ہے جو دوپہر کے وقت ظہورِ آفتاب کے انکار کی جرأت کرسکتا ہو، آج جب مرزائی اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں تو ''تحذیر الناس'' کے حمایتی اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں۔ ''تحذیر الناس'' کے حامی بڑے دھڑلے سے یہ بات پیش کیا کرتے ہیں کہ دیکھیے فلاں فلاں جگہ مولانا نانوتوی نے عقیدۂ ختمِ نبوت اُمتِ مسلمہ کے مطابق پیش کیا ہے، وہ ختمِ نبوت (زمانی) کے کیسے منکر ہوسکتے ہیں؟ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دفعہ کا انکار سیکڑوں دفعہ کے اقرار پر پانی پھیر دیتا

(۱) محمد قاسم نانوتوی، ''تحذیر الناس'' (کتب خانۂ امدادیہ، دیوبند)، ص ۲۴
نوٹ: ''تحذیر الناس'' ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء میں تالیف کی گئی۔

ہے، کیا دعوائے نبوت کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کی متعدد تصریحات موجود نہیں ہیں جن سے عقیدۂ ختمِ نبوت کی حمایت کا پتا چلتا ہے؟ اس عنوان پر غزالیِ زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''التبشیر بردّ التحذیر'' کا مطالعہ سود مند رہے گا۔

۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ''براہینِ قاطعہ'' مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی، جس پر مولوی رشید احمد گنگوہی کی زوردار تقریظ موجود ہے، اس میں دیگر بہت سی غلط باتوں کے علاوہ یہ بھی درج ہے کہ:

> ''شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلادلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک ہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے۔'' (''براہینِ قاطعہ''، ص ۵۱)

حیرت ہے کہ کس دیدہ دلیری سے حضور سیدِ عالم ﷺ کا علم شریف، شیطان کے علم سے گھٹانے کی ناپاک سعی کی گئی ہے اور پھر بڑی معصومیت سے پوچھا جاتا ہے کہ ہم نے کیا جرم کیا ہے؟ پھر یہ بات بھی دعوتِ فکر دیتی ہے کہ جو علم حضور ﷺ کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ اس کا شیطان کے لیے اثبات بھی شرک ہوگا، شیطان کے لیے یہ علم قرآنِ پاک سے کس طرح ثابت ہوگیا۔ کیا قرآنِ حکیم بھی شریک کی تعلیم دیتا ہے؟ شوال ۱۳۰۶ھ میں مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ نے بہاولپور میں ''براہینِ قاطعہ'' کے ایسے ہی مقام پر مناظرہ کرکے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو لاجواب کردیا تھا:

۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک رسالہ ''حفظ الایمان'' منظرِ عام پر آیا جس میں بڑے جارحانہ انداز میں لکھا ہے کہ:

''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

(حفظ الایمان، ص ۸)

ان عبارات کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی مسلمان بے تعلق نہیں رہ سکتا، کیوں کہ یہ ما و شما کا معاملہ نہیں ہے، یہ اس ذاتِ کریم کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہے جن کی بارگاہ میں جنید و بایزید ہی نفس گم کردہ حاضری نہیں دیتے بلکہ ملائکہ بھی باادب حاضر ہوتے ہیں، یہ وہ دربار ہے جہاں اونچی آواز میں گفتگو کرنے سے تمام زندگی کے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں، جہاں غلط معنی کے موہم الفاظ استعمال کرنا بھی ناجائز ہے کسی شاعر نے کیا صحیح کہا ہے:

جو سرورِ عالم کے تقدس کو گھٹائے
وہ اور سبھی کچھ ہے مسلمان نہیں ہے

مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا گنگوہی۔۔۔فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیرِ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں، اگرچہ کہنے والے کی نیتِ حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے۔''[۲]

عباراتِ مذکورہ کے الفاظ موہمِ تحقیر نہیں بلکہ کھلم کھلا گستاخانہ ہیں، ان کا قائل کیوں کافر نہ ہوگا؟ یہی وجہ تھی کہ علمائے اہلِ سنت تحریر و تقریر میں ان عبارات کی قباحت برملا بیان کرتے رہے اور علمائے دیوبند سے مطالبہ کرتے رہے کہ یا تو ان

☆۲۔ حسین احمد ٹانڈوی، ''الشہاب الثاقب''، ص ۵۷

عبارات کا صحیح مجمل بیان کیجیے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلم زد کر دیجیے۔ اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے، آخر جب علمائے دیو بند کسی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے ''تحذیر الناس'' کی تصنیف کے تیس سال بعد، براہینِ قاطعہ کی اشاعت کے تقریباً سولہ سال بعد اور ''حفظ الایمان'' کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں ''المعتقد المنتقد'' کے حاشیہ ''المعتمد المستند'' میں مرزائے قادیانی اور مذکورہ بالا قائلین (مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی) کے بارے میں ان کی عبارات کی بنا پر فتوائے کفر صادر کیا۔

یہ فتویٰ علمائے دیو بند سے کسی ذاتی مخاصمت کی بنا پر نہیں تھا بلکہ ناموسِ مصطفی (ﷺ) کی حفاظت کی خاطر ایک فریضہ ادا کیا گیا تھا، مولوی مرتضیٰ حسین در بھنگی، ناظمِ تعلیمات و شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیو بند، اس فتوے کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> ''اگر (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیو بند، واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ اُنھوں نے انھیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیو بند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔''(۳)

اس تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ناموسِ رسالت کی پاس داری کا کماحقہٗ فریضہ ادا کیا اور علمائے دیو بند کا اصرار ہے کہ ان کے اکابر کی عزت پر حرف نہیں آنا چاہیے، خواہ وہ کچھ کہتے اور لکھتے رہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ حق پر کون ہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بریلوی اور دیو بندی نزاع کی اصل بنیاد یہ عبارات ہیں، نہ کہ فروعی مسائل، مولانا مودودی اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

☆ ۳۔ مرتضیٰ حسن در بھنگی، ''اشد العذاب''، ص ۱۴

''جن بزرگوں کی تحریروں کے باعث بحث و مناظرہ کی ابتدا ہوئی، وہ تو اب مرحوم ہو چکے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے مگر افسوس ہے کہ جو تلخی اور گرمی آغاز میں پیدا ہوئی، دونوں طرف سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔''[۴]

مودودی صاحب یہ تلقین فرما رہے ہیں کہ اب نزاع کو جانے بھی دو، نزاع کھڑا کرنے والے تو اگلے جہان میں پہنچ چکے ہیں، حالانکہ نزاع ان ''بزرگوں'' کی ذات سے نہیں تھا، وجہِ مخاصمت تو یہ عبارات تھیں جو اب بھی من و عن موجود ہیں، جب تک اُن کے بارے میں متفقہ فیصلہ نہیں ہو جاتا، اس نزاع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعتمد المستند'' کا وہ حصہ جو فتوىٰ پر مشتمل تھا، حرمین طیبین کے علما کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے پینتیس (۳۵) جلیل القدر علما نے زبردست تقریظیں لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افرادِ مذکورہ بلاشک و شبہ دائرۂ اسلام سے خارجی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی کو حمایتِ دین کے سلسلے میں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا، علمائے حرمینِ کریمین کے یہ فتوے ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع کر دیے گئے۔

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا، علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ ''المھند المفند'' ترتیب دیا جس میں کمالِ چابک دستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہلِ سنت و جماعت کے ہیں، حالانکہ باعثِ نزاع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' لکھ کر

☆۵۔ ''مقالاتِ یومِ رضا''، مرتبہ مولانا عبدالنبی کوکب، ''مکتوبِ مودودی''، حصہ دوم، ص ۶۰

ایسی تمام عبارتوں کو طشت از بام کر دیا۔

''حسام الحرمین'' کا اثر زائل کرنے کے لیے علمائے دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علمائے حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کیے گئے ہیں، کیوں کہ اصل عبارات اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماے میں سے کوئی بھی ''حسام الحرمین'' کا مؤید نہیں ہے۔ اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لیے شیر بیشۂ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خاں رضوی نے متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علمائے کرام کی ''حسام الحرمین'' کی تصدیقات ''الصوارم الہندیہ'' کے نام سے شائع کر دیں۔

دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علما اب بھی عام طور پر عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بلاوجہ اکابرِ دیوبند کی تکفیر کی تھی حالانکہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان اور اسلام کے خاتم تھے اور ''المہند'' ایسی کتابوں کی بڑھ چڑھ کر اشاعت کرتے ہیں، ان حالات میں ''حسام الحرمین'' کے شائع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی تاکہ اختلاف کا صحیح پس منظر سامنے آجائے اور کسی کے لیے مغالطہ آمیزی کی گنجائش نہ رہے۔

۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ — محمد عبدالحکیم شرف قادری

۳۰ر ستمبر ۱۹۷۵ء — لاہور

مہری تصدیقاتِ علمائے مکۂ مکرمہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سلام ہماری طرف سے اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہمارے سرداروں، امن والے شہر، مکۂ معظمہ کے عالموں اور ہمارے پیشواؤں سیّد المرسلین ﷺ کے شہر مدینۂ طیبہ کے فاضلوں پر، اللہ تعالیٰ درود و سلام و برکت نازل کرے، ہمارے نبی اور سب انبیا پر، پھر آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپ کی جناب میں عرض (ایسی عرض جیسے کوئی حاجت مند بے نوا، ستم دیدہ، گرفتارِ دل شکستہ، عظمت والے کریموں، سخا والے رحیموں سے عرض کرے)، جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بلا و رنج دور فرماتا اور اُن کی برکت سے خوشی و سودمندی بخشتا ہے، یہ ہے کہ مذہب اہلِ سنّت ہندوستان میں غریب ہے اور فتنوں اور محنتوں کی تاریکیاں مہیب۔ شر بلند ہے اور ضرر غالب اور کام نہایت دشوار، تو سنّی اپنے دین پر صبر کرنے والا ایسا ہے جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا۔ تو آپ جیسے سرداروں، پیشواؤں، کریموں کے ذمۂ ہمت پر مددِ دین اور تذلیلِ مفسدین واجب ہے جب تلواروں سے نہیں تو قلموں سے سہی۔ فریاد، اے خدا

کے لشکرو! نبی ﷺ کی فوج کے سوارو! ہماری مدد کرو، اپنی روشنائی سے اور دفعِ دشمناں کے لیے سامان مہیا کرو اور اس سختی میں ہمارے بازو کو قوت دو اور ان امور کے ظاہر کرنے میں بقدرِ قدرت ایک آسان بات یہ ہے کہ ہمارے شہروں کے علما سے ایک مرد نے جو ہمارے سرداروں اور عمائد کی زبان پر لقب عالمِ اہلِ سنّت و جماعت سے ملقب ہے، اپنی جان کو ان گم راہیوں اور قباحتوں کے دفع میں وقف کر دیا۔ کتابیں تصنیف کیں اور بیانات تالیف کیے۔ اُس کی تصنیفیں دو سو سے زائد ہوئیں جن سے دین کے لیے زینت اور زنگ کا دُور ہونا ہے۔ اُن میں سے "المعتقد المنتقد" کی شرح "المعتمد المستند" ہے۔ اُس کی ایک مبحث شریف میں اُن کفری بدعات کے اصول پر کلام کیا ہے جو آج ہندوستان میں شائع ہو رہی ہیں۔ اُس مبحث میں سے ہم بعض فرقوں کا ذکر اُسی کی عبارت میں آپ حضرات پر عرض کرتے ہیں تاکہ حضرات کی نگاہ و تصدیق سے مشرف ہو اور سنّت شادمان و مسرور ہو۔ اور حضرات کی تصحیح و تحقیق کی برکت سے مذہبِ اہلِ سنّت پر سے ہر مشکل دُور ہو اور صاف ذکر فرمایئے کہ وہ سردارانِ گم راہی جن کا ذکر اُس مبحث میں کیا ہے، آیا ایسے ہی ہیں جیسا مصنف نے کہا ہے تو جو حکم اس میں اُس نے لگایا، سزاوارِ قبول ہے یا اُن لوگوں کو کافر کہنا جائز نہیں۔ نہ عوام کو اُن سے بچانا اور نفرت دلانا روا ہے۔ اگرچہ وہ ضروریاتِ دین کا انکار کریں۔ اور اللہ رب العالمین اور اُس کے رسول ﷺ معزز و امین کو برا کہیں اور اپنا یہ اہانت بھرا کلام چھاپیں اور شائع کریں۔ اس لیے کہ وہ عالم و مولوی ہیں، اگرچہ وہابی ہیں تو اُن کی تعظیم شرعاً واجب ہے، اگرچہ اللہ و رسول کو گالیاں دیں جیسا کہ بعض جاہلوں کا گمان ہے جن کے دلوں میں ایمان مستقر نہ ہوا اور اے ہمارے سردارو! اپنے رب عزّوجلّ -- کے دین کی مدد کو بیان فرمایئے کہ یہ لوگ جن کا نام مصنف نے لیا اور اُن کلام نقل کیا (اور ہاں یہ ہیں کچھ اُن کی کتابیں جیسے قادیانی کی "اعجازِ احمدی" اور "ازالۃ الاوہام" اور فتوائے رشید احمد گنگوہی

کا فوٹو اور براہینِ قاطعہ اور درحقیقت اسی گنگوہی کی ہے اور نام اس کے لیے اُس کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی کی طرف نسبت ہے اور اشرف علی تھانوی کی ''حفظ الایمان'' کہ ان کتابوں کی عباراتِ مردودہ پر امتیاز کے لیے خط کھینچ دیے گئے ہیں) آیا یہ لوگ اپنی ان باتوں میں ضروریاتِ دین کے منکر ہیں۔ اگر منکر ہیں اور مرتد کافر ہیں تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ انھیں کافر کہے جیسا کہ تمام منکرانِ ضروریاتِ دین کا حکم ہے، جن کے بارے میں علمائے معتمدین نے فرمایا جو اُن کے کفر و عذاب میں شک کرے، خود کافر ہے جیسا کہ ''شفاء السقام'' و ''بزازیہ'' و ''مجمع الانہر'' و ''درمختار'' وغیرہ روشن کتابوں میں ہے اور جو اُن میں شک کرے یا اُنھیں کافر کہنے میں تأمل کرے یا اُن کی تعظیم کرے یا اُن کی تحقیر سے منع کرے تو شرع میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ آپ حضرات ہمیشہ فضلِ خدا سے مسلمانوں پر احکامِ دین کا اضافہ فرماتے رہیں۔ اور درود و سلام نازل ہو تمام رسولوں کے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب سب پر۔

○○○

"المعتمد المستند" میں

اولاً یہ تحقیق کی کہ بدعت کفریہ والا یعنی ہر وہ شخص کہ دعوٰیِ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو، یقیناً کافر ہے، اُس کے پیچھے نماز پڑھنے اور اُس کے جنازے کی نماز پڑھنے اور اُس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اور اُس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے اور اُس کے پاس بیٹھنے اور اُس سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں اُس کا حکم بعینہٖ وہی ہے جو مرتدوں کا حکم ہے جیسا کہ کتب مذہب مثل ہدایہ وغرر وملتقی الابحر ودرمختار ومجمع الانہر وشرح نقایہ برجندی وفتاویٰ ظہیریہ وطریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ وفتاویٰ عالمگیری وغیرہا متون وشروح وفتاویٰ میں تصریح ہے (اس تحقیق کے بعد یہ عبارت لکھی) اور چاہیے کہ ہم گنائیں اُن اشقیا میں سے بعض فرقے جو ہمارے شہروں اور زمانہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ فتنے سخت صدمہ رساں ہیں اور ظلمتیں گھنگھور گھٹا کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔ اور زمانہ کی وہ حالت ہے جیسی صادق مصدوق ﷺ نے خبر دی تھی کہ آدمی صبح کو مسلمان ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مسلمان ہے اور صبح کو کافر والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اُن کافروں کے کفر پر آگاہی لازم ہے جو اسلام کے نام کو اپنا پردہ بنائے ہوئے ہیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اُن میں سے ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور ہم نے انکا نام غلامیہ رکھا ہے غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت۔ وہ ایک دجّال ہے جو اس زمانہ میں پیدا ہوا کہ ابتداءً مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور واللہ اُن نے سچ کہا کہ وہ مسیح دجّال کذّاب کا مثیل ہے پھر اُسے اور اونچی چڑھی اور وحی کا اِدعا کیا اور واللہ وہ اس میں بھی سچّا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دربارۂ شیاطین فرماتا ہے ایک اُن کا دوسرے کو وحی کرتا ہے بناوٹ کی بات دُھوکے کی۔ رہا اُس کا اپنی وحی کو اللہ سبحانہٗ کی طرف نسبت کرنا اور اپنی کتاب ''براہین غلامیہ'' کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتانا یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے کہ لے مجھ سے اور نسبت کر رب العٰلمین کی طرف۔ پھر دعویٔ نبوت و رسالت کی صاف تصریح کردی اور لکھ دیا کہ اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا اور زعم کیا کہ ایک آیت اُس پر اُتری ہے کہ ہم نے اُسے قادیان میں اُتارا اور حق کے ساتھ اُترا اور زعم کیا کہ وہی وہ احمد ہے۔ جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور اُن کا یہ قول جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ میں بشارت دیتا آیا ہوں اُس رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جنکا نامِ پاک احمد ہے اس سے میں ہی مراد ہوں اور زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے کہا ہے کہ اس آیت کا مِصداق تو ہی ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچّے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے پھر اپنے نفس لئیم کو بہت انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے افضل بتانا شروع کیا اور گروہ انبیاء علیہم السلام سے کلمۃُ خدا و روحِ خدا و رسولِ خدا عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کو تنقیصِ شان کے لیے خاص کر کے کہا:

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلام احمد ہے

اور جب کہ اُس سے مواخذہ ہوا کہ تو اپنے آپ کو رسولِ خدا عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بتاتا ہے تو وہ عقل کو حیران کردینے والے معجزے کہاں ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کیا کرتے

تھے۔ جیسے مُردوں کو جلانا اور مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرنا اور مٹی سے ایک پرند کی صورت بنانا پھر اُس میں پُھونک مارنا اُس کا حکم خدا ﷻ سے پرندہ ہوجانا تو اس کا یہ جواب دیا کہ عیسیٰ یہ باتیں مسمریزم سے کرتے تھے (کہ انگریزی میں ایک قسم کے شعبدے کا نام ہے) اور لکھا کہ میں ایسی باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو میں بھی کر دکھاتا اور جب پیشن گوئی کرنے کی عادت اُسے چڑی ہوئی ہے اور پیشن گوئیوں میں اُسکا جھوٹ نہایت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے اپنی اس بیماری کی یہ دوا نکالی کہ پیشن گوئیاں جھوٹی جانا کچھ نبوت کے منافی نہیں کہ پہلے چار سو ۴۰۰ انبیا کی پیشنگوئیاں جھوٹی ہوچکی ہیں اور سب میں زیادہ جس کی پیشنگوئیاں جھوٹی ہوئیں وہ عیسیٰ علیہ السلام اور یوہیں شقاوت کی سیڑھیاں چڑھتا گیا یہاں تک کہ انھیں جھوٹی پیشنگوئیوں میں سے واقعہ حدیبیہ کو گنا دیا تو اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُس پر جس نے ایذا دی رسول اللہ ﷺ کو اور اللہ کی لعنت اُس پر جس نے کسی نبی کو ایذا دی اور اللہ تعالیٰ کی درودیں اور برکتیں اور سلام اُس کے انبیا علیہم السلام پر۔ اور جب کہ اُس نے چاہا کہ مسلمان زبردستی اُس کو ابن مریم بنالیں اور مسلمان اس پر راضی نہ ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اُنھوں نے پڑھنا شروع کیے تو لڑائی کے لیے اُٹھا اور عیسیٰ علیہ السلام میں عیب اور خرابیاں بتانی شروع کیں۔ یہاں تک کہ اُن کی والدہ ماجدہ تک ترقی کی جو صدیقہ ہیں اور غیر خدا سے بے علاقہ اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی گواہی سے چُنی ہوئی اور سُتھری اور بے عیب ہیں اور تصریح کردی کہ یہودی جو عیسیٰ اور اُن کی ماں پر طعن کرتے ہیں اُن کا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں نہ ہم اصلا اُن پر رد کرسکتے ہیں اور اُن پاک بتول کی اپنی طرف سے اپنے خبیث رسالوں میں جابجا وہ عیب لگائے کہ مسلمان پر جن کا نقل کرنا بھی گراں ہے اور تصریح کردی کہ عیسیٰ کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں اُن کے بُطلانِ نبوت پر قائم ہیں پھر اس خوف سے کہ تمام مسلمان اُس سے نفرت کرجائیں گے یوں اپنے کفر پر پردہ

ڈالا کہ ہم اُنھیں صرف اس وجہ سے نبی مانتے ہیں کہ قرآن مجید نے انھیں انبیاء میں شمار کر دیا ہے۔ پھر پلٹ گیا اور بولا کہ اُن کی نبوت کا ثبوت ممکن نہیں اور اس کے اس قول میں جیسا کہ دیکھ رہے ہو قرآن مجید کا بھی جھٹلانا ہے کہ اُس نے ایسی بات فرمائی جس کے بُطلان پر دلائل قائم ہیں ان کے اُس کے کفریات ملعونہ اور بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اُس کے تمام دجّالوں کے شر سے پناہ دے دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ (یعنی رسول اللہ ﷺ کے چھ یا سات مثل موجود ماننے والے) اور خواتمیہ (یعنی نبی ﷺ کے سوا اور طبقات زمین میں چھ خاتم النبیین موجود جاننے والے) اور ہم سابق اُن کے احوال و اقوال اور یہ کہ وہ تھے اور نہ رہے بیان کر چکے ہیں اور وہ کئی قسم میں ایک امیریہ امیر حسن و امیر احمد شہسوانیوں کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی "تحذیر الناس" ہے اور اُس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہے۔ مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخیر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ حالاں کہ فتاوی تمۃ اور الاشباہ و النظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد ﷺ کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں، اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے اور یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوہ نے حکیمِ اُمتِ محمدیہ کا لقب دیا۔ پاکی ہے اُسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے۔

ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم

تو یہ سرکش شیطان کے چیلے باآنکہ اس مصیبت عظیم میں سب شریک ہیں آپس میں

مختلف رایوں میں پھوٹے ہوئے ہیں۔ جو شیطان فریب کی راہ سے ان کے دلوں میں ڈالتا ہے اور اُن کی تفصیل متعدد رسالوں میں ہو چکی۔

تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو پہلے تو اُس نے اپنے پیر طائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عزّوجل پر یہ افترا باندھا کہ اُس کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے اور میں نے اُس کا یہ بیہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رَدّ کیا جس کا نام سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح رکھا اور میں نے یہ کتاب بصیغۂ رجسٹری اُس کی طرف اور اُس پر بھیجی۔ اور بذریعہ ڈاک اُسکے پس سے رسید آگئی جسے گیارہ برس ہوئے اور مخالفین تین برس خبریں اُڑاتے رہے کہ جواب لکھا جائے گا لکھ گیا چھاپا ہوجائے گا۔ چھپنے کو بھیج دیا۔ اور اللہ ﷻ اس لیے نہ تھا کہ دغابازوں کے مکر کو راہ دکھاتا تو وہ نہ کھڑے ہوسکے نہ کسی سے مدد پانے کے قابل تھے اور اب کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی آنکھیں بھی اندھی کردیں جس کی ہیئے کی آنکھیں پہلے سے پھوٹ چکی تھیں۔ تو اب جواب کی اُمید کہاں اور کیا خاک کے نیچے سے مُردہ جھگڑنے آئے گا پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوے میں (جو اس کا مُہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رَد کے چھپا) صاف لکھ گیا کہ جو اللہ سبحٰنہ و تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ (معاذ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اُس سے صادر ہو چکا تو اُسے کفر بلائے طاق گمراہی درکنا فاسق بھی نہ کہو اس لیے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے ہیں جیسا کہ اس نے کہا اور بس نہایت کار یہ ہے کہ اُس نے تاویل میں خطا کی تو لا الٰہ الا اللہ، اللہ ﷻ کے امکانِ کذب ماننے کا بُرا انجام دیکھ کیوں کر وقوع کذب ماننے کی طرف کھینچ کر لے گیا۔ یوہیں نست الٰہیہ جل ع علا چلی آئی ہے! اگلوں سے یہی ہیں وہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے بہرا کیا۔ اور اُن کی آنکھیں اندھی کردیں۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے۔ اور یہ شیطان آفاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں اور یہ بھی اُسی تکذیب خدا کرنے والے گنگوھی کے دُم چھلے ہیں کہ اُس نے اپنی کتاب ''براہین قاطعہ'' میں تصریح کی (اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتی مگر اُن چیزوں کو جن کے جوڑنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے) کہ اُن کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اُس کا بُرا قول خود اُسکے بد الفاظ میں صفحہ ۴۷ پر یوں ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور اس پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

فریاد، اے مسلمانو! فریاد، اے وہ جو سیّد المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و بارک وسلم پر ایمان رکھتے ہو، اسے دیکھو یہ جو دعویٰ کرتا ہے۔ کہ علم و پختہ کاری میں اُونچے پائے پر ہے اور ایمان و معرفت میں یدطولیٰ رکھتا ہے اور اپنے دم چھلوں میں قطب اور غوث زمانہ کہلاتا ہے کیسی منہ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے پیر ابلیس کی وسعت علم پر تو ایمان لاتا ہے اور وہ جنھیں اللہ عزوجل نے سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا فضل اُن پر عظیم ہے وہ جن کے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور انھوں نے ہر چیز پہچان لی اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جان لیا اور مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے سب جان لیا اور تمام اگلوں پچھلوں کا علم اُنھیں حاصل ہوا جیسا کہ ان تمام باتوں پر بکثرت احادیث میں تصریح فرمائی اُن کے حق میں یوں کہتا ہے کہ اُن کی وسعتِ علم میں کون سی نص ہے کیا یہ علم ابلیس پر ایمان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ ہوا اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا (جیسا کہ اُس کا نص اصل کتاب میں گزر چکا ہے) کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اُس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا

اور حجور کی شان گھٹائی۔ تو وہ گالی دینے والا ہے اور اُس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلا فرق نہیں اس میں سے ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے پھر میں کہتا ہوں اللہ کے مُہر کردینے کے اثر دیکھو کیوں کر انکھیارا اندھا ہو جاتا ہے اور راہِ حق چھوڑ کر چوپَٹ ہونا پسند کرتا ہے ابلیس کے لیے تو زمین کے علمِ محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے حالاں کہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو تو وہ تمام جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے یقینا شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا تو دیکھو ابلیس لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے، شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منفی ہے۔ پھر غضب الٰہی کا گھٹا ٹوپ اُس کی آنکھوں پر دیکھو علمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نہ ہو اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی پر آیا تو اسی بحث میں ۴۶ پر اس ذلت دینے والے کفر سے چھ ۶ سطر پہلے ایک باطل روایت کی سند پکڑی جس کی دین میں بالکل اصل نہیں اور اُن کی طرف اُس کی جھوٹی نسبت کر رہا ہے جنھوں نے اُسے روایت نہ کیا بلکہ اُس کا صاف رد کیا۔ کہ کہتا ہے شیخ عبدالحق روایت کرتے ہین کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ حالاں کہ شیخ نے ''مدارج النبوۃ'' میں یوں فرمایا ہے۔ یہاں یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا میں تو ایک بندہ ہوں اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے معلوم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول محض بے اصل ہے اس کی روایت صحیح نہ ہوئی دیکھو کیسی لَا تقربُو الصّلوۃ سے دلیل اور اَنتم سُکرٰی کو چھوڑ گیا۔ اِسی طرح امام ابنِ حجر نے فرمایا اس کی کچھ اصل نہیں اور امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا اس کی کوئی سند نہ پہچانی گئی۔ اور میں نے اُس کے یہ دونوں قول

یعنی وہ جو اُس نے تکذیب الٰہی عزجلالہ اور تنقیص علم رسول اللہ ﷺ کا وبال اپنے سر لیا اُس کے بعض شاگردوں اور مریدوں کے سامنے پیش کیے۔ تو اُس نے میرا خلاف کیا۔ اور بولا بھلا ہمارے پیر کہیں ایسے کفر بک سکتے ہیں۔ تو میں نے اُسے کتاب دِکھائی اور اُس کے کُفر کا پردہ کھولا۔ تو مجبور ہوکر اُسے یہ کہنا پڑا کہ یہ کتاب میرے پیر کی نہیں۔ یہ تو اُن کے شاگرد خلیل احمد انبہٹی کی ہے۔ میں نے کہا اُس نے اُس پر تقریظ لکھی۔ اور اُسے کتاب مستطاب اور تالیفِ نفیس کہا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اُسے قبول کرے اور کہا یہ ''براہین'' قاطعہ اپنے مصنف کی وسعت نور علم اور فسحت ذکاء وفہم وحسن تقریر و بہائے تحریر پر دلیل واضح ہے۔ تو اُس کا مرید بولا کہ شاید اُنھوں نے یہ کتاب ساری نہ دیکھی۔ کہیں کہیں متفرق جگہ سے کچھ دیکھی اور اپنے شاگرد کے علم پر بھروسہ کیا میں نے کہا یوں نہیں بلکہ اس نے اسی تقریظ میں تصریح کی ہے کہ اُس نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک دیکھی۔ بولا شاید اُنھوں نے غور سے نہ دیکھی ہوگی میں نے کہا ہشت۔ بلکہ اُس نے تصریح کی ہے کہ میں نے اسے بغور دیکھا اور تقریظ میں اُس کی عبارت یہ ہے اس احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب مستطاب ''براہین قاطعہ'' کو اول سے آخر تک بغور دیکھا۔ انتہیٰ۔ تو دنگ ہوکر رہ گیا۔ ناحق جھگڑنے والا اور اللہ تعالیٰ ہٹ دھرموں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ اور اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے جسے اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں۔ اُس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اُس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا تو ہر بچّے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اور اُس کی ملعون عبارت یہ ہے آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا

علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے الٰی قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ ﷺ اور چنین و چناں میں اور کیوں کہ اتنی سی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی۔ کہ زید اور عمرو او اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا میں نے نام لیا۔ اُنھیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی۔ امور غیب پر علم یقینی تو اصالت خاص انبیاء ﷺ کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے، ﷺ، نہ کسی اور کے۔ کیا تو نے اپنے رب کو نہ دیکھا کیسا ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کردے۔ ہاں اللہ تعالٰی اس کے لیے اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چُنتا ہے اور اُسی نے فرمایا (عزت والا وہ فرمانے والا) اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنی غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ دیکھو اس شخص نے کیسا قرآنِ عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اوری ہ پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور بڑے دغاباز کے دل پر پھر خیال کرو اُس نے کیوں کر مطلق علم اور علمِ مطلق میں حِصر کردیا۔ اور ایک دو ۲ حرف جاننے اور اُن علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اُس کے نزدیک فضیلت اِسی میں منحصر ہوگئی کہ پُورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب داجب ہوا ہر اُس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی۔ مطلق علمِ کی فضیلت کا سلب انبیا ﷺ سے واجب ہوا اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اُس کی تقریر خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور کے لیے بعض اشیاء کا مطلق علم حاصل ہونا اُنھیں علم غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے پھر میں کہتا ہوں ہرگز کبھی تو نہ دیکھے گا کہ کوئی

شخص محمد ﷺ کی شان گھٹائے اور وہ اُن کے رب جل وعلا کی تعظیم کرتا ہو۔ حاشا خدا کی قسم اُن کی شان وہی گھٹائے گا جو اُن کے رب تبارک وتعالیٰ کی شان گھٹا تا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ہے کہ ظالموں نے قرار واقعی خدا ہی کی قدر نہ پہچانی۔ اس لیے کہ یہ گندی تقریر اگر علم اللہ ﷻ میں جاری نہ ہو تو وہ قدرتِ الٰہی میں بعینہٖ کسی تکلیف کے جاری ہے۔ جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ کی قدرتِ عامہ کا منکر ہو۔ اس منکر سے کہ علمِ محمد ﷺ کا انکار رکھتا ہے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ ﷻ کی ذاتِ مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول مسلمانان صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قدرت سے مراد بعض اشیاء پر قُدرت ہے یا کل اشیاء پر اگر بعض پر قدرت ہونا مراد ہے تو اس میں اللہ ﷻ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر کل اشیاء پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذاتِ باری بھی ہے اور اُسے اپنی ذات پر قدرت نہیں ورنہ تحتِ قدرت ہوجائے گا تو ممکن ہو جائے گا تو واجب نہ رہے گا تو بدکاری کو دیکھو کیسی ایک دوسری کی طرف کھینچ لے جاتی ہے اور اللہ کی پناہ جو سارے جہاں کا مالک ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماعِ اُمت اسلام سے خارج ہیں اور بے شک ''بزازیہ'' اور ''دُرر و غرر'' اور ''فتاویٰ خیریہ'' اور ''مجمع الانہر'' اور ''درمختار'' وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے اور شفا شریف میں فرمایا ہم اُسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملّتِ اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا اُن کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے اور بحر الرائق وغیرہ میں فرمایا جو بددینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اُس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اُس کی

تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہوجائے گا اور امام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی اُس فصل میں جس میں دو باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اُس بات کو اچھا بتائے یا اُس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ ہاں احتیاط اسے مٹی اور پانی کے پُتلے کہ تمام چیزیں جو پسند کی جائیں دین اُن سے زیادہ عزّت والا ہے اور بے شک کافر کی توقیر نہ کی جائے گی اور بے شک گمراہی سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے اور بے شک ایک شر دوسرے شر کو نہایت کھینچ لانے والا ہے اور بے شک جن چیزوں کا انتظار کیا جاتا ہے اُس سب میں بدتر دجال ہے اور بے شک اُس کے پرو ان لوگوں کے پروں سے بھی بہت زیادہ ہوں گے اور بے شک اُس کے اچنبے ان کے شعبدوں سے زیادہ ظاہر اور بڑے ہوں گے اور بے شک قیامت سب سے زیادہ دہشت والی اور سب سے زیادہ کڑوی ہے تو اللہ کی طرف بھاگو کہ اٹلا ٹیلوں تک پہنچ گیا اور نہ بدی سے پھرنا نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے میں نے اس لیے اس مقام میں کلام طویل کیا کہ ان باتوں پر تنبیہ کرنا اُن چیزوں میں تھا جو مہم سے بڑھ کر مہم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کام بنانے والا اور سب سے بہتر درود اور سب سے کامل تر تعظیم ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے تمام آل پر اور سب خوبیاں خدا کو جو مالک سارے جہاں کا ہے یہاں تک معتمد امستند کا کلام ختم ہوا۔ یہ ہے وہ جسے ہم نے آپ پر پیش کرنا چاہا اور آپ کے پاس سے ہر خیر و برکت کی اُمید ہے۔ ہمیں جواب افادہ کیجیے اور آپ کے لیے بادشاہ کثیر العطا کی طرف سے بہت ثواب ہے۔ اور درود وسلام رہنمائے حق اور اُن کے آل واصحاب پر روزِ جزا و شمار تک۔

۲۱ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ ۱۳۲۳ھ مکہ مکرمہ میں لکھا گیا اللہ اُس کا شرف و اعزاز زیادہ کرے۔ الٰہی ایسا ہی کر۔

○○○

تقریظ

دریائے زخار عالمِ کبیر، جلیل المقدار، علامۂ بلند ہمت، مرجعِ
مستفیدین، سردارِ کریم، برکتِ خلق، صاحبِ فضل و تقدم منطق
بخدا، پرہیزگار، پاکیزہ صاحبِ دردِ دل، مکۂ معظّمہ میں علمائے
کرام کے اُستادِ حرمِ محترم، شافعیہ کے مفتی

سیّدنا و مولانا محمد سعید بابصیل

اللہ اُن پر اپنے احسانوں سے نہایت وسیع دامن ڈالے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو ہیں جس نے علمائے شریعتِ محمدیہ کو عالم کی تازگی بنایا اور ان کی ہدایت اور حق کو واضح کرنے سے شہروں اور بلندیوں کو بھر دیا اور ان کی حمایت دینِ سیّد المرسلین ﷺ سے حضور کی ملّتِ پاکیزہ کی چاردیواری کو دست درازی سے محفوظ فرمایا اور اُن کی روشن دلیلوں سے گمراہ گر بیدینوں کی گمراہی کو باطل کردیا۔ بعد حمد و صلاۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اُس علامہ کامل اُستاد ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا جو اپنے نبی ﷺ کے دین کی طرف سے جہاد وجدال کرتا ہے یعنی میرے بھائی اور میرے معزز حضرت احمد رضا خاں نے اپنی کتاب مسمّٰی بہ معتمد المستند میں جس میں بد مذہبی و بے دینی کے خبیث سرداروں کا رَد کیا ہے بلکہ وہ ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں اور مصنّف نے اس رسالہ میں اپنی

کتاب مذکور سے کچھ خلاصہ کیاہے اور اُس میں اُن چند فاجروں کے نام بیان کیے ہیں۔جواپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں تو اللہ اُسے اُس کے بیان پر اور اس پر کہ اس نے ان کی خباثتوں اور فسادوں کا پردہ فاش کردیا۔عمدہ جزاء عطا فرمائے۔ اور اُس کی کوشش قبول کرے اور اہلِ کمال کے دلوں میں اُس کی عظیم وقعت پیدا کرے۔کہا اسے اپنی زبان سے اور حکم دیا اس کے لکھنے کا اپنے رب سے پوری مرادیں پانے کے امیدوار محمد سعید بن محمد بابصیل نے کہ مکہ معظمہ میں شافعیہ کا مفتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اور اُس کے ماں باپ اور اُستادوں اور دوستوں اور بھائیوں اور سب مسلمانوں کو بخشے۔

مہرِ تصدیق

تقریظ

یکتائے علمائے حقانی، یگانۂ کبرائے ربانی، قربتوں اور تعریفوں والے عمائد و اکابر کے فخر، صاحبِ زہد و ورع، حیرت بخش کمالات کے بزرگ، مکۂ معظمہ میں خطیبوں اور اماموں کے سردار، کجی و فساد کے روکنے والے، فیض و ہدایت کے بخشنے والے،

مولانا شیخ ابوالخیر احمد میرداد

اللہ ﷻ قیامت تک اُن کا نگہبان ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو کہ اُس نے جس پر چاہا فیض و ہدایت سے احسان فرمایا جو سب سے بڑی نعمت ہے اور اُس پر ایسا فضل کیا کہ جو کچھ اُس کے دل میں آئے اور جو خطرہ گزرے سب حق و مطابق تحقیق ہے میں اُس کی حمد کرتا ہوں کہ اُس نے ہمارے نبی ﷺ کے علمائے اُمت کو انبیاء بنی اسرائیل کی مانند کیا اور اُنھیں دلیل و حجت قائم کرنے کے ساتھ باریک احکام نکالنے کا ملکہ بخشا اور میں اُس کا شکر بجالاتا ہوں کہ علما میں جنھوں نے تائید حق کے لیے قیام کیا اللہ نے اُن کے نشان بلند فرمائے اور اُن کے مخالف کو پست کیا کہ اُنھوں نے مشرق و مغرب میں شہرے پائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ایک اکیلا اُس کا کوئی ساجھی نہیں ایسے بندے کی گواہی جو خالص توحید بولا اور اُسے نماز کی گردن میں یکتا

حمائل کی طرح کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار وآقا محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے لیے نور ہدایت و رحمت کر کے بھیجا اور اُنھیں روشن بیان کے ساتھ بھیجا تا کہ یہ دین خالص اُمت پر کشادہ ہو جائے اللہ تعالیٰ اُن پر درود و سلام بھیجے اور اُن کی آل پر کہ شمعِ تاباں ہیں۔ اور اُ کے صحابہ پر کہ ہدایت کے ستارے اور موتیوں کی لڑیاں ہیں حمد و صلاۃ کے بعد بے شک وہ علامہ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دشواریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں جراسم بامسمّٰی ہے اور اُس کلام کا موتی اُس کے معنی کے جواہر سے مطابقت رکھتا ہے تو وہ باریکیوں کا خزانہ ہے محفوظ گنجینوں سے چُنا ہوا اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا علموں کی مشکلات ظاہر و باطن کا نہایت گھولنے والا جو اُس کے فضل پر آگاہ ہو اُسے سزاوار ہے کہ کہے اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے:

زمانے میں مَیں گرچہ آخر ہوا
وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا
خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان
کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہان

خصوصاً اُن دلیلوں اور حجتوں اور حق واضح باتوں کے باعث جو اُس نے اس رسالہ سزاوار قبول و تعظیم و اجلال مسمّٰی بہ ''المعتمد المستند'' میں ظاہر کیں جن سے اہلِ کفر و الحاد کی جڑ کھود ڈالی۔ اس لیے کہ جو انِ اقوال کا معتقد ہو جن کا حال اس رسالہ میں مشرح لکھا ہے وہ بے شک کافر ہے گمراہ ہے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے دین سے نکل گیا ہے۔ جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ مسلمانوں کے تمام علماء کے نزدیک جو ملتِ اسلام و مذہب سنت و جماعت کی تائید کرنے والے اور بدعت و گمراہی و حماقت والوں کو چھوڑنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ مصنف کو اُن سب مسلمانوں کی

طرف سے جو ائمہ ہدایت و دین کے پیرو ہیں جزائے کثیر دے اور اُس کی ذات اور اُس کی تصنیفات سے اگلوں پچھلوں کو نفع بخشے اور وہ رہتی دنیا تک حق کا نشان بلند کرتا اہل حق کو مدد دیتا رہے جب تک صبح و شام ہوا کرے اللہ تعالیٰ اُس کی زندگی سے تمام جہان کو بہرہ مند کرے اور ہمیشہ مدد و عنایات الٰہی کی نگاہ اُس پر رہے قرآن عظیم ہر دشمن و حاسد و بدخواہ کے مکر سے اُس کی حفاظت کرے صدقہ اُن کی وجاہت کا جن کی عزت عظیم ہے جو انبیاء و مرسلین کے ختم کرنے والے ہیں۔ اللہ اُن پر اور اُن کے آل و اصحاب سب پر درود بھیجے اسے لکھا محتاج آلہ گرفتارِ گناہ احمد ابو الخیر بن عبداللہ میرداد نے کہ مسجد الحرام میں علم کا خادم و خطیب و امام ہے۔

مہرِ تصدیق

تقریظ

پیشوائی علمائی محققین والا و کبرائی مدققین عظیم المعرفۃ ماہر سردار بزرگ* صاحب نور عظیم ابر بارندہ ماہ درخشندہ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ جن کی طرف اول سے اب تک طالبانِ فیض دُور دُور سے جاتے ہیں، صاحب عزّت و افضال

مولانا علّامہ شیخ صالح کمال

جلال والا عزت و جمال کے تاج اُن کے سر پر رکھے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے آسمانِ علوم کو علمائے عارفین کے چراغوں سے مزیّن فرمایا اور اُن کی برکات سے ہمارے لیے ہدایت اور حق واضح کے راستوں کو روشن کر دکھایا میں اُس کے احسان و انعام پر اُس کی حمد کرتا ہوں اور اُس کے خاص اور عام افضال پر اُس کا شکر بجالاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ایک اکیلا اُس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی کہ اپنے کہنے والے کو نور منبروں پر بلند کرے اور کجی و بدکاری والوں کے شبہات کو اُس کے پاس نہ آنے دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد ﷺ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں جنھوں نے ہمارے لیے حجت واضح کر دی اور کشادہ راہ روشن فرمائی الٰہی تو دُرود اور سلام نازل فرما اُن پر اور اُن کی سُتھری پاکیزہ

آل پر اور اُن کے فوز و فلاح والے صحابہ اور ان کے نیک پیروؤں پر قیامت تک بالخصوص اُس عالم علامہ پر کہ فضائل کا دریا ہے اور علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت مولانا محقق زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت کرے سلامت رکھے اور ہر بُری اور ناگوار بات سے اُسے بچائے حمد وصلاۃ کے بعد اے امام پیشوا تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہمیشہ بے شک آپ نے جواب دیا اور بہت ٹھیک دیا اور تحریر میں دادِ تحقیق دی اور مسلمانوں کی گردنوں میں احسان کی ہیکلیں ڈالیں اور اللہ ﷻ کے یہاں عمدہ ثواب کا سامان کرلیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کے لیے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے اور اپنی بارگاہ سے آپ کو بڑا اجر اور بلند مقام دے۔ اور بے شک گمراہی کے وہ پیشوا جن کا تم نے نام لیا ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا اور تم نے اُن کے بارے میں جو کچھ کہا سزاوار قبول ہے تو اُن کا جو حال تم نے بیان کیا اُس پر وہ کافر اور دین سے بارہ ہیں اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو اُن سے ڈرائے۔ اور اُن سے نفرت دلائے اور اُن کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں اُن کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امورِ صواب سے ہے اور خدا اُس پر رحمت کرے جس نے کہا:

دین میں داخل ہے ہر کذاب کی پردہ دری
سار بددینوں کی جولائیں عجب باتیں بُری
دینِ حق کی خانقاہیں ہر طرف پاتا گری
گر نہ ہوتی اہلِ حق و رُشد کی جلوہ گری

وہی زیاں کار ہیں۔ وہی گمراہ ہیں وہی ستمگار ہیں وہی کفار ہیں الٰہی اُن پر اپنا سخت عذاب اُتار اور اُنھیں اور جو اُن کی باتوں کی تصدیق کرے۔ سب کو ایسا کردے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہوں کچھ مردود اے رب ہمارے دلوں میں کجی نہ

ڈال بعد اس کے کہ تونے ہمیں سچّی راہ دکھائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش بے شک تو ہی بہت بخشنے والا اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر بکثرت درود وسلام بھیجے۔ سلخ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ اسے اپنی زبان سے کہا اور لکھنے کا حکم دیا۔ مسجد حرام شریف میں علم وعلما کے خادم محمد صالح علامہ مرحوم حضرت صدیق کمال حنفی سابو مفتی مکہ معظّمہ نے اللہ اُسے اور اُس کے والدین و اساتذہ و احباب سب کو بخشے اور اُس کے دُشمنوں اور حاسدوں اور بُرا چاہنے والوں کو مخذول کرے آمین۔

مہرِ تصدیق

تقریظ

علامہ محقق عظیم الفہم مدقق لامع انوار فہوم مشرق آفتاب علوم
صاحب رفعت وافضال

مولانا شیخ علی بن صدیق کمال

اللہ اُنھیں ہمیشہ عزّت وجمال کے ساتھ رکھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے اس دین صحیح کو علمائے باعمل سے عزّت دی جو نفع دینے والے علم کا اکرام پائے ہیں الٰہی تو نے جن کو وہ ستارے کیا کہ اندھیرے گُھپ سخت تاریک زمانوں میں اُن سے روشنی لی جائے اور وہ شہاب کہ اُن سے سرکشی وکجی و بدمذہبی کے گروہ ایسے جلائے جائیں کہ خد سیاہ ہوکر رہ جائیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ایک اکیلا اُس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی جسے میں اُس زحمت کے دِن کے لیے ذخیرہ رکھتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ عظمت والے انبیاء کے خاتم اللہ ﷻ اُن پر اور اُن کے آل واصحاب کرام پر درود بھیجے۔ حمد وصلاۃ کے بعد میں اپنے ربّ عزّوجل کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ بلند ستارہ چمکا۔ اور یہ پُورا نفع دینے والی دوا اس گھبراہٹ اور درد کے زمانہ میں پیدا ہوئی جس میں بدمذہبیوں کو زور اُبلے کی طرح ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور بد مذہب لوگ ہر کشادہ اونچی

زمین سے ڈھال کی طرف پے در پے آرہے ہیں الٰہی اُن سے شہروں کو خالی کر اور اُنھیں تمام خلق میں نکتا کر اور اُنھیں ہلاک کر جیسے تو نے ثمود اور عاد کو ہلاک کیا اور اُن کے گھروں کو کھنڈر کر دے کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی یہ دوزخ کے کتے یہ شیطان کے گروہ کافر ہیں اور ماننے اور گرویدگی کے لائق ہے جس کو یہ روشن ستارہ لایا۔ وہ وہابیہ اور اُن کے تابعین کی گردن پر تیغ بُرّاں اُستادِ معظم اور نامور مشہور ہمارا سردار اور ہمارا پیشوا احمد رضا خاں بریلوی اللہ اُسے سلامت رکھے اور دین کے دشمنوں دین سے نکل جانے والوں پر اُس کو فتح دے ہمارے سردار محمد ﷺ کی عزت کا صدقہ اور آپ پر سلام ہو۔

مہرِ تصدیق

تقریظ

دریائی مواج عالم کبیر صاحب فخر بقیہٴ اکابر معتمد دور آخر متوکل باصفا صاحبِ وفا منقطع بجد احامی سنن ماحی فتن جلوہ گاہ لمعہائی نور مطلق

مولانا شیخ محمد عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی

قوت و نعمت کے ساتھ رہیں اور آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں اور اُس کی مغفرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے اپنا جو بندہ پسند کیا۔ اُس کو اس شریعت کی حمایت کی توفیق بخشی اور اُسے علم و حکمت میں اپنے پیغمبروں کا وارث کیا اور یہ کیسا بلند و بالا مرتبہ ہے اور درود و سلام ہمارے سردار محمد ﷺ پر جن میں اُن کے مولیٰ نے ساری خوبیاں فرمادیں اور اُن کے آل و اصحاب پر جن کی جانیں اُن کا حکم سننے والی اور اُن کا فرمان ماننے والی ہیں۔ جب تک کلیوں پر بلبل اپنی نغمہ سرائیوں سے شور کرے۔ حمد و صلاۃ کے بعد میں اس شرف والے رسالے پر مطلع ہوا۔ اور وہ خوش نما تحریر اور زیبا تقریر جو اس میں مندرج ہے دیکھی تو میں نے اُسے ایسا پایا۔ کہ اُسی سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں نہ غیر سے اور وہی ہے جسے کان جی لگا کر سُنیں کہ اُس کی خوبی اور اُس کا فیض ظاہر ہے۔ اُس کے مؤقف علامہ عالم جلیل دریائے زخار پُرگو

بسیار فضل کثیر الاحسان دلیر دریائے بلند ہمت ذہین و دانشمند بحر نا پیدا کنار شرف و عزت وسبقت والے صاحب ذکا ستھرے نہایت کرم والے ہمارے مولیٰ کثیر الفہم حاجی احمد رضا خاں نے کہ وہ جہاں ہو اللہ اُس کا ہو اور ہر جگہ اُس کے ساتھ لُطف فرمائے اس تفصیل و تحقیق و ربط وضبط و تدقیق میں راہِ صواب پائی۔ انصاف کیا اور عدل کیا اور رہنمائی و ہدایت کی تو واجب ہے کہ شبہ کے وقت اِسی تحقیق کی طرف رجوع کی جائے اور اسی پر اعتماد ہو تو اللہ اُسے پوری جزا بخشے اور اُس پر انتہا درجے کی اپنی نعمتیں کثیر ووافر کرے اور ابدالآباد تک اُس کے فضل کو ممتد کرے نہایت وسیع عیش کے ساتھ جس سے جی نہ اُکتائے نہ کوئی حادثہ پیش آئے سردار مرسلین سیّد عالمین کا صدقہ اُن پر اور اُن کی عزت والی آل وعظمت والے صحابہ پر اللہ کی سب سے ستھری درود اور سب سے پاکیزہ سلام لکھا اسے بندۂ ضعیف نے کہ اپنے رب رہنما کی حرم میں پناہ لیے ہے محمد عبدالحق ابن مولانا حضرت شاہ محمد الٰہ آبادی۔ اللہ تعالیٰ اُن دونوں کے ساتھ اپنے فضلِ عام کا معاملہ کرے۔

۸ رصفر المظفر ۱۳۲۴ھ، صاحبِ ہجرت پر دس لاکھ درود وسلام۔

مہر تصدیق

تقریظ

غیظ منافقین و کام موافقین حامی سنت و اہلِ سنت ماحی بدعت و
جہل بدعت زینتِ لیل و نہار نکوئی روزگار خطیب خطبہائے کرم
محافظ کتب حرم علامہ ذی قدر بلند عظیم الفہم دانشمند

حضرت مولانا سیّد اسماعیل خلیل

اللہ تعالیٰ اُنھیں عزّت و تعظیم کے ساتھ ہمیشہ رکھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں خدا کو جو ایک اکیلا سب پر غالب ہے، قوت و عزت و انتقام و جبروت والا جو صفات کمال وجلال کے ساتھ متعالی ہے کافروں سرکشوں گمراہوں کی باتوں سے منزہ ہے جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ مانند نہ نظیر۔ پھر درود و سلام اُن پر جو سارے جہاں سے افضل ہیں۔ ہمارے سردار محمد ابن عبداللہ ﷺ تمام انبیاء و رسل کے خاتم اپنے پیرو کو رسوائی و ہلاکت سے بچانے والے اور جو ہدایت پر نابینائی کو پسند کرے اُسے مخذول کرنے والے۔ حمد و صلاۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اُس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرفعلی وغیرہ اُن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو اُن کے کفر میں شک کرنے بلکہ کسی طرح کسی حال میں اُنھیں کافر کہنے میں توقف کرے اُس کے کفر میں بھی شبہ نہیں کہ اُن میں کوئی تو دینِ متین کو

پھینکنے والا ہے اور اُن میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ تو اسلام میں اُن کا نام نشان کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں۔ کہ وہ جو کچھ لائے ایسی چیز ہے جسے سنتے ہی کان پھینک دیتے ہیں۔ اور عقلیں اور طبیعتیں اور دل اُس کا انکار کرتے ہیں نیز پھر میں کہتا ہوں میرا گمان تھا۔ کہ گمراہان گمراہ گر فاجر کافر دین سے خارج ان میں جو بداعتقادی حاصل ہوئی اُس کا مبنےٰ بدفہمی ہے۔ کہ عباراتِ علمائے کرام کو نہ سمجھے اور اب مجھے ایسا علم یقین حاصل ہوا جس میں اصلاً شک نہیں۔ کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں دینِ محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں تو اِن میں تو کسی کو اصل دین کا انکار کرتے پائے گا۔ اور ان میں کوئی ختمِ نبوت کا منکر ہوکر نبوت کا مدعی ہے اور کوئی اپنے آپ کو عیسیٰ بناتا ہے اور کوئی مہدی اور ظاہر میں ان سب میں ہلکے اور حقیقت میں ان سب سے سخت یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔ اوران کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانہ اور ان کا مسکن جہنم کرے بے پڑھے جاہلوں کو جو چوپاؤں کی طرح ہیں دھوکے دیتے ہیں کہ وہی پیروانِ سنت ہیں اور اُن کے سوا اگلے نیک امام اور جو اُن کے بعد ہوئے بد مذہب ہیں اور روشن کے تارک و مخالف ہیں اے کاش میں جانتا کہ گروہ سلف کرام طریقہ نبی ﷺ کے متبع نہ تھے تو طریقہ نبی ﷺ کا پیرو کون ہے اور میں اللہ ﷻ کی حمد بجالاتا ہوں۔ کہ اُس نے اس عالم باعمل کومقرر فرمایا۔ جو فاضلِ کامل ہے۔ منقبتوں اور فخروں والا اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے۔ یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولانا حضرت احمد رضا خاں اللہ بڑے احسان والا۔ پرودگار اُسے سلامت رکھے اُن کی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لیے اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اُس کے لیے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اُس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اُس کے حق میں یہ کہا

جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق وصحیح ہو:

خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان
کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہاں

تو اللہ اُسے دین اور اہلِ دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرے اور اُسے اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا بخشے اور حاصل یہ کہ زمینِ ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں اور یہ باعتبار ظاہر ہے۔ ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے رازدار ہیں اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں سے اُن کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں الٰہی ہدایت نہیں مگر تیری ہدایت اور نہ نعمتیں ہیں مگر تیری نعمتیں اور اللہ ہم کو بس ہے اور وہ اچھا کام بنانے والا ہے اور نہ گناہوں سے پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ عظمت و بلندی والے کی توفیق سے الٰہی ہمیں حق کو حق دکھا اور اُس کی پیروی ہمیں روزی کر اور ہمیں باطل کو باطل دکھا اور ہمارے دل میں ڈال کہ اُس سے دور رہیں اور اللہ درود وسلام بھیجے ہمارے سردار ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر اُسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے جلال والے رب کی معافی کے امیدوار حرم مکہ معظمہ کی کتابوں کے حافظ سید اسماعیل ابن سیّد خلیل نے۔

مہرِ تصدیق

تقریظ

صاحبِ علم محکم وفضیلت بلند وکرم واحسان وخلق حُسن ونوروزینت

مولانا علّامہ سیّد مرزوقی ابوحسین

اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں اُن کا نگہبان ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے عالم کے آسمان میں مہر درخشاں چمکایا۔ جو گمراہی اندھیروں کو مٹانے والا اور سرکوب ہوااور راہِ حق کی طرف رہنمائی کی حجتِ کامل بنا۔ اور ایسا کشادہ راستہ کہ جو اُسے چلے نہ اُس کا پاؤں پھسلے اور نہ کج ہو۔ یہ سب اُس کے وجود سے جس کی رسالت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں وسیع نعمتوں کا فیض پہنچایا اور معرفت سے خالی دِلوں کو بھر دیا ہمارے سردار و مولیٰ محمد ﷺ جن کو اللہ عزّوجل نے روشن آیتیں اور عقل کو حیران کردینے والے معجزے عطا فرمائے۔ اور اُنھیں بقدر اپنی مشیت کے غیبوں پر علم بخشا۔ اللہ تعالیٰ اُن پردرود بھیجے اور اُن کی آل واصحاب پر جو ایمان میں ہم پرسابق ہوئے۔اور دینِ نبی ﷺ کی مددگاری اور اُس کے جمانے اور اُس کے راستے آراستہ کرنے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں وہی ٹھیک مراد کو پہنچے۔صورت وسیرت دونوں میں شرف والی ایسی نیک نامی کے ساتھ ممتاز جو ہمیشہ باقی رہے گی اور ایسے ثواب کے ساتھ مخصوص جو نامۂ اعمال میں افزونی وترقی پائے گا۔ اور اُن کے پیروؤں پر جو اُن کی درست چال کو

مضبوط تھامے ہوئے ہیں اور اُن کے سیدھے راستے پر چلنے والے ہیں۔ بالخصوص حضور کے وارث علمائے نامدار۔ جن کے نور سے سخت اندھیری میں روشنی ہوجاتی ہے۔ اللہ ﷻ زمانے کی بقا تک اُن کا وجود رکھے۔ اور بلندیوں کے آسمان پر اُن کے سعد ستارے تمام گاوٗں اور شہروں میں ظاہر کرے اے اللہ ایسا ہی کر حمد وصلوٰۃ کے بعد بے شک مجھ پر اللہ کا احسان ہوا۔ اور اُسی کے لیے حمد وشکر ہے کہ میں حضرت عالم علّامہ سے مِلا جو زبردست عالم دریا عظیم الفہم ہیں جن کی فضیلتیں وافر اور بڑائیاں ظاہر اور دین کے اصولوں وفروغ اور کے علیٰحدہ و مجموع میں تصانیف متکاثر خصوصاً اہل بطلان دین سے نکل جانے والے بدمذہبوں کے رَد میں اور بے شک میں نے اُن کا اچھا ذکر اور بڑا مرتبہ پہلے ہی سنا تھا۔ اور اُن کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا جن کے نور قندیل سے حق روشن ہوا اور اُن کی محبت میرے دل میں جم گئی۔ اور میرے قلب وعقل میں متمکن ہوچکی تھی:

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

تو جب اللہ تعالیٰ نے اس ملاقات سے احسان فرمایا میں نے وہ کمال اُن میں دیکھے جن کا بیان طاقت سے باہر ہے۔ میں نے علم کا کوہِ بلند دیکھا جس کے نور کا ستون اُونچا ہے اور معرفتوں کا ایسا دریا جس سے مسائل نہروں کی طرح چھلکتے ہیں۔ سیراب ذہن والا ایسے علموں کا صاحب جن سے فساد کے ذریعے بند کیے گئے۔ تقریر علوم دینیہ کی محافظت میں طاقتور زبان والا جو علمِ کلام وفقہ وفرائض پر غلبہ کے ساتھ حاوی ہے۔ توفیقِ الٰہی سے مستجاب وسنن وواجبات وفرائض پر محافظت کرنے والا عربیت وحساب کا ماہر منطق کا وہ دریا جس سے اُس کے موتی حاصل کیے جاتے ہیں اور کیسی خوبی کے ساتھ حاصل کیے جاتیہیں علم اصول تک وصول کا آسان کرنے والا اس لیے کہ ہمیشہ اُس کی ریاضت رکھتا ہے حضرت مولانا

علامہ فاضل مولوی بریلوی حضرت احمد رضا اللہ تعالیٰ اُس کی عمر دراز کرے اور دونوں جہاں میں اُسے ہمیشہ سلامت رکھے۔ اور اُس کے قلم کو وہ تیغ برہنہ کرے جس کا نیام نہ ہو مگر اہل بطلان کی گردنیں۔ ایسا ہی کر یا اللہ ایسا ہی تو مجھے اُنھیں دیکھ کر۔ اللہ ان کا نگہبان ہو۔ شاعرِ صاحبِ نظم ونثر کا یہ قول یاد آیا:

قافلے جانبِ احمد سے جو آتے تھے یہاں
حال دریافت پہ سُنتا تھا نہایت اچھا

جب ملے ہم تو خدا کی قسم ان کانوں نے اُس سے بہتر نہ سُنا تھا جو نظر نے دیکھا اور میں نے اپنے آپ کو اُس کی مدح میں مراد وخواہش کی مقدار تک پہنچنے سے عاجز و درماندہ دیکھا۔ اور حضرت فاضل مذکور نے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ثواب مضاعف کرے۔ مجھ پر بڑا احسان کیا۔ کہ یہ تالیفِ جلیل اور تصنیفِ پُر دانش میرے دیکھنے میں آئی جس میں اُن نئے گمراہ فرقوں کا حال لکھا ہے جس اپنی خبیث وکفری بدعتوں کے سبب کافر ہوگئے تو میں نے گڑگڑانے کے ہاتھ بلند کیے صاحب شفاعت ﷺ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا اللہ ﷻ سے محافظت ایمان کی دعا کرتا ہوا کفر وفسق ومعصیت سے اُس کی پناہ مانگتا ہوا اور یہ کہ تمام مسلمانوں کو ان کافروں گمراہ گروں کی سرایت عقائد سے بچائے اور یہ کہ حضرت مؤلف کو سب سے بہتر جزا قیامت کے دن عطا کرے کہ وہ ایسے مقام پر قائم ہوئے جس کا شکر سب مسلمان کریں یعنی۔ ان بطلان والے سخت جھوٹے مفتریوں کے رَدّ اور اُن کی رسوائیوں اور جھوٹی باتوں اور بُرائیوں کے بیان میں اور کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ جس عقیدہ پر ہیں حد درجہ کا فاسد و باطل ہے جو نہ عقلوں کے نزدیک کسی طرح معقول نہ نقلیں اُس کی تصدیق کریں بلکہ نرے وہم اور جھوٹی بناوٹ کی باتیں ہیں نہ اُس کے لیے کوئی دلیل ہے نہ کوئی شبہ جو اُن کا عذر ہو سکے۔ نہ کوئی تاویل بلکہ وہ تو صرف خواہشِ نفسانی کی پیروی ہے۔ جو معاذ اللہ ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور بے شک اللہ

سبحانہ نے فرمایا بلکہ ظالم لوگ اپنی خواہش نفس کے پیرو ہوئے بے جانے بوجھے اور اُس سے بڑھ کر گمراہ کون جو خواہشِ نفس کا پیر ہو اور فرمایا ٹھیک راہ چلنے کو خواہش کی پیروی نہ کرو اور فرمایا خواہش کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے بہکا دے گی اللہ کی راہ سے اور فرمایا بھلا کیا دیکھا تو نے اُس کو جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا۔ اور فرمایا اُس نے اپنی خواہش کی پیروی کی تو اُس کی کہاوت کتے کی طرح ہے کہ تو اُس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے اور فرمایا اُس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اُس کا کام حد سے گزر گیا اور بے شک طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب کو توبہ سے محروم رکھتا ہے جب تک اپنی بد مذہبی نہ چھوڑے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نہیں چاہتا کہ کسی بدمذہب کا کوئی عمل قبول کرے جب تک وہ اپنی بد مذہبی نہ چھوڑے نیز ابنِ ماجہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی بد مذہب کا نہ روزہ قبول کرے نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد کوئی فرض نہ نفل نکل جاتا ہے اسلام سے ایسا جیسے نکل جاتا ہے بال آٹے سے اور بخاری و مسلم نے صحیحین میں ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل روایت کی اُس میں ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو غش سے افاقہ ہوا۔ فرمایا میں بیزار ہوں اُس سے جس سے بیزار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا آخر حدیث اور مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن لعیمر سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ اے ابو عبدالرحمن ہماری طرف کچھ لوگ نکلے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں تقدیر کوئی چیز نہیں اور ہر کام ابتداءً واقع ہوتا ہے۔ کہ اس سے پہلے اُس کے متعلق کوئی تقدیر وغیرہ نہ تھی فرمایا جب تم اُن سے ملو تو انھیں خبر کر دینا کہ میں اُن سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیگانے ہیں۔ انتہی۔ تو اللہ رحم فرمائے اُس مرد پر جس نے حق کی طرف سے مجادلہ کیا

اور اُس کی تائید کی اور اُسے ظاہر کیا اور باطل کو دھکا دیا اور ہلاک کیا اور اللہ رحم فرمائے اُس مرد پر جس نے اس کام میں عانت کی دین کی مدد اور باطل والے کافروں کو مخذول کرنے کے لیے اور اللہ رحم کرے اُس مرد پر جو کافروں اور گمراہوں سے دُور ہوا اور صبح و شام اللہ قدرت والے بلندی والے کی پناہ چاہی اُن رسیوں کے پھندوں میں پڑنے سے یہ کہتا ہوا کہ سب تعریف اُس خدا کو ہے جس نے مجھے اُس بلا سے نجات دی جس میں اُن کو مبتلا کیا۔ اور اپنی بہت مخلوق پر مجھے فضیلت بخشی (کہ آدمی کیا، مسلمان کیا، سُنّی کیا کہ بے شک ترمذی نے بوساطت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا جو کسی بلا کے مبتلا کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے کہ سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے مجھے اس بلا سے بچایا جس میں تجھے گرفتار کیا اور اپنی بہت مخلوق پر مجھے فضیلت دی وہ بلا اُسے نہ پہنچے گی ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اور اللہ اُس مرد پر رحم کرے جو اُن لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگے کہ اس گمراہی کو چھوڑیں اور ان باطل عقیدوں اور ان کفر و ضلالت کی بدعتوں کو پھینکیں اور ان سے توبہ کریں رُوگردانی کریں اور سب سے زیادہ سیدھے راستے کی توفیق پائیں اس لیے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی رب نہیں اور اُسی کی خیر خیر ہے میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ۔۔۔۔ اور اپنے نبی اور اپنی چُنے ہوئے پر درود بھیجے۔ اور اُن کے آل و اصحاب اور ہر تابع و پیرو پر الٰہی ایسا ہی کر اور سب خوبیاں اُس خدا کو جو صاحب سارے جہاں کا اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا، مسجد حرام شریف میں طالب علموں کے ایک خادم محمد مرزوقی ابوحسین نے اللہ اُس کی بخشش کرے آمین۔

تقریظ

صاحب شرف روشن و فخر بلند فاضل کامل عالم باعمل سرشکن اہل مکروکید

مولانا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُنھیں تائید و تقویت کے ساتھ رکھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں خدا کو جو سارے جہاں کا مالک ہے اور درود و سلام تمام پیغمبروں کے سردار اور اُن کی آل و اصحاب سب پر اور اللہ تعالیٰ اُن کے تابعوں اور قیامت تک اُن کے اچھے پیروؤں سے راضی ہو۔ بعد حمد وصلوۃ میں اس رسالہ پر مطلع ہوا جو ایسے فاضل علامہ کی تصنیف ہے جس کی طرف اطراف سے استفادے کے لیے سفر کیا جائے عظیم فہم والا حضرت احمد رضا اور میں نے دیکھا کہ جن کجرووں گمراہوں کا اُس میں ذکر کیا ہے گمراہ ہیں گمراہ گر ہیں اور دین سے باہر ہیں اور اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ میں اپنے عظمت والے مولیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اُن پر ایسے کو مسلّط کرے جو اُن کی شوکت کی بنیاد کھود کے پھینک دے اور اُن کی جڑ کاٹ دے تو وہ یوں صبح کریں کہ اُن کے مکانوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے بے شک میرا رب ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار و مولیٰ محمد ﷺ اور آپ کے آل و اصحاب سب پر درود بھیجے اور سب خوبیاں اُس خدا کو جو سارے جہاں کا مالک ہے کہا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف حاجت مند عمر بن ابر بکر باجنید نے۔

مہرِ تصدیق

تقریظ

سردار لشکر علمائی مالکیہ مورد انوار عرش و فلک فاضل صاحب
کمالاتِ حیران کن صاحب خشوع و تواضع و پرہیزگاری و
پاکیزگی پشین مفتی مالکیہ

مولانا شیخ عابد بن حسین

اللہ تعالیٰ اُنھیں سب سے اعلیٰ درجہ کی زینت سے مزین فرمائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اور آپ پر اے بڑے فضل والے اللہ تعالیٰ کا سلام سب حمد اُس خدا کو جس نے علماء کے آسمان میں معرفت کے آفتاب چمکائے تو انھوں نے اُن کی بلند شعاعوں سے دین پر سے بہتان والوں کی اندھیریاں ہٹا دیں۔ اور درود و سلام اُن پر جو سب میں زیادہ کامل ہیں۔ ایسوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیبت دینے کے ساتھ خاص کیا۔ اور اُنھیں کیسا نور کیا جو ملّتِ اسلام سے شبہات کی تاریکیوں کو یقینی آیتوں سے مٹاتا ہے اور اُن کو تمام عیوب مثل کذب و خیانت وغیرہ سب سے پاک کیا اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔ تمام علمائے اُمت کے نزدیک سزاوار تذلیل ہے اور اُن کی عزت والی آل اور سیادت والے صحابہ پر بعد حمد و صلاۃ جب کہ اس فتنوں اور عالمگیر شر کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس دینِ متین کو زندہ کرنے کی اُسے توفیق بخشی جس کے ساتھ بھلائی کا اِرادہ کیا۔ وہ جو سیّد عالم ﷺ کے وارثوں سے ہے۔ علمائے مشاہیر کا سردار اور معزز فاضلوں کا مایۂ اِفتخار دینِ اسلام کی سعادت نہایت محمود سیرت ہر کام میں پسندیدہ صاحبِ عدل عالمِ باعمل صاحب احسان

حضرت مولیٰ احمد رضا خاں تو اُس نے اُس باب میں فرض کفایہ ادا کردیا اور اپنی قطعی حجتوں سے اہل بطلان کی اُس گمراہی کا قلع قمع کردیا۔ جو اربابِ علم پر ظاہر تھی اور اللہ تعالیٰ نے سب سے نیک تر وقت اور سب سے شریف تر طالع اور سب سے مبارک تر ساعت میں مجھ پر احسان کیا کہ مشا۔۔۔ کے آفتاب سعادت سے مجھے برکت ملی اور اس کے احسان و بخشش کے میدان میں میں نے پناہ پائی اور اُس کے اُس رسالہ پر واقف ہوا جسے اُس نے اپنے اُن رسالوں کا خلاصہ ٹھہرایا جن میں حجتیں قائم کیں۔ اور اُن کے اقسام گمراہی کا حال کھول دیا جو اہلِ فساد سے صادر ہوئیں۔ اور وہ اہلِ فساد غلام احمد قادیانی ورشید احمد و خلیل احمد واشرف علی وغیرہم کھلے کافرانِ گمراہ ہیں۔ اور مصنّف نے اس رسالہ سے اُن کی صریح گمراہی کا منہ کالا کردیا۔ تو اس وقت مجھے اپنی کا کلام یاد آیا۔ جنھیں اُن کے مولیٰ نے چُن لیا کہ یہ اُمت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ انھیں نقصان نہ دے گا۔ جو اُن کا خلاف کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر درود و سلام بھیجے اور اُن کی آل پر جو اُن کے ساتھ نسبت والے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس مؤلف کو جس نے یہ فرض ادا کیا اور اپنے آفتابوں سے دین کے چہرے سے تاریکیاں دُور کیں اور اُن اہلِ بطلان کی گمراہیوں کا قلع قمع کردیا جو کمزور مسلمانوں کے عقائد کو بگاڑتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اور اُس کی سعادت کا ماہِ تمام آسمان شریعت روشن میں چمکتا رکھے اور اُسے اپنی محبوب و پسندیدہ باتوں کی توفیق بخشے اور اُس کی تمنّا کی انتہا تک اُسے خیر عطا فرمائے ایسا ہی کر اے اللہ ایسا ہی کر۔ اسے کہا اپنے منہ سے اور حکم دیا اس کے لکھنے کا بلادِ حرم میں علم کے خادم محمد عابد ابن مرحوم شیخ حسین مفتی سردارانِ مالکیہ نے۔

مہرِ تصدیق

تقریظ

فاضل ماہر کامل صاحب صفا و پاکیزگی و ذہن و ذکا صاحب
تصانیف وطبع لطیف

مولانا علی بن حسین مالکی

اللہ تعالیٰ اُن کو نور آسمانی سے منور کرے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اور آپ پر اے بڑی فضیلتوں والے اللہ کا سلام اور اُس کی رحمت اور اُس کی برکتیں اور اُس کی رضا بے شک سب سے زیادہ میٹھی بات اُس جلال والے کی حمد ہے جو ہر عیب اور مانند سے پاک ہے جس نے رسالت ختم فرمائی ایسے رسول پر جو سب چُنے ہوئے رسولوں سے اکرم ہیں۔ اور اُن کو اور اپنے سب رسولوں کو خلافِ بیانی اور ہر عیب سے پاک کیا۔ اور تمام مخلوقات میں اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرمانے سے خاص کیا۔ تو جو شخص اُن پر ادنیٰ نقص لگائے وہ باجماع اُمت مرتد ہے الٰہی تو اُن سب انبیاء اور اُن کی آل و اصحاب پر درود و سلام بھیج اور اُن کی عظمت رکھ بالخصوص اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب اہلِ صدق و وفا پر حمد و صلاۃ کے بعد جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان کیا کہ اُس آسمانِ صفا سے جسے استوار کاری لازم ہے۔ آفتابِ معرفت کا نُور مجھے علانیہ نظر پڑا وہ جس کے افعال حمیدہ اُس کی آیاتِ فضیلت کے نہایت ظاہر کرنے والے ہیں اور کیوں نہ ہو۔ حالاں

کہ وہ آج دائرہ علوم کا مرکز ہے اور قسم اسلام کے گھر میں ستارہائے آسمانِ علوم کا مطلع ہے مسلمانوں کا یاور اور راہ یابوں کا نگہبان حجتوں کی تیغ بُرّاں سے گمراہ گروں بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا ایمان کے ستون روشنی کا بلند کرنے والا حضرت مولیٰ احمد رضا خاں تو انھوں نے مجھے کچھ اوراق پر اطلاع دی۔ جن میں اُن گمراہوں کے نام بیان کیے ہیں جو ہند میں نئے پیدا ہوئے اور وہ غلام احمد قادیانی و رشید احمد واشرف علی و خلیل احمد وغیرہ ہیں جو گمراہی اور کُھلے کفر والے ہیں اور یہ کہ اُن میں کوئی تو وہ ہے جس نے خود رب العلمین کی شان میں کلام کیا۔ اور اُن میں کوئی وہ ہے جس نے برگزیدہ رسولوں کو عیب لگایا۔ اور یہ کہ مصنف نے اِن سب گمراہ گروں کا کلام کا رد ایک نور طرز اور بلند قدر رسالے میں لکھا ہے جس کی حجتیں روشن ہیں اور مجھے حکم دیا کہ ان لوگوں کے کلام میں غور کروں اور دیکھوں کہ یہ کس ملامت کے مستحق ہیں۔ تو میں نے مصنف کا حکم ماننے کے لیے اُن لوگوں کے اقوال میں نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی جس طرح مصنف بلند ہمت نے بیان کیا۔ اُن لوگوں کے اقوال اُن کا کفر واجب کررہے ہیں۔ تو وہ سزاوار عذاب ہیں۔ بلکہ وہ کافر گمراہوں سے بھی بد تر حال میں ہیں تو اللہ نے اس عالی ہمت کو کہ اُس نے اپنے رسالوں سے ان کمینوں کے اقوال رَد کیے اور اس زمانہ میں جس کا شر عام ہو رہا ہے فرض کفایہ کی بجا آوری کی اور ان فاجروں نے جو بے اصل بناوٹیں جوڑیں مسلمانوں کو ان سے باز رکھا اسلام و مسلمین کی طرف سے بہتر وہ جزا دے جو اپنے خالص بندوں کو عطا فرمائی اور اُسے اس شریعت روشن کے زندہ کرنے کی توفیق دے اور اس کام کا ٹھیک صالح کرے۔ اور اُسے سعادت و تائید بخشے اور ان بدبخت لوگوں پر اُس کی مدد کرے۔ اور ہمیشہ اُس کے اقبال کا ماہِ تمام اُس کے آسمانِ کمال میں چمکتا رہے ایسا ہی کر اے اللہ ایسا ہی کر اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے کہ اُس کو ایسی نعمتیں دیں اور درود و سلام اُن پر جو تمام عزت والے رسولوں کے خاتم ہیں اور آپ کے آل و اصحاب پر

جب تک اُن کے ذکر سے کتابیں برکت حاصل کریں کہا اسے مدرس مسجد الحرام ابن الشیخ حسین سابق مفتی مالکیہ بمکہ مکرمہ نے۔

مہرِ تصدیق

پھر فاضل علامہ ممدوح سلمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصنف ''المعتمد المستند'' دام فضلہ کی مدح میں ایک روشن قصیدہ لکھا کہ ہدیۂ انظارِ ناظرین ہے۔

جُھومتا ناز میں طیبہ ہے کہ تیری قدرت
یہ مرا حُسن یہ نکہت یہ حلاوت یہ صفت
کہہ رہا ہے دم نازش کہ میں ہوں خیر بلاد
میرے اعزاز کے نیچے سے حرم کی عزت
میں ہوں اللہ کو ہر شہر سے بڑھ کر محبوب
مصطفیٰ کی برکت اُن کی دُعا کی برکت
نیکیاں مکّے میں جس درجہ بڑھا کرتی ہیں
مجھ میں ہے اُس سے فزوں فضلِ خدا کی کثرت
وہ فلک ہوں کہ منور ہے مرے تاروں سے
جملہ عالم میں ہدایت کی چمکتی صورت
ماہ میں شعشعہ افشاں ہے اُنھیں کا پَرتو
مہر رخشاں میں درخشاں ہے اُنھیں کی رنگت
ہے فلک چادرِ نیلی میں اِسی سے رُوپوش
گریہ ابر سے ہے غرقِ آبِ خجلت

کامِ جاں دیں مرے زائر کو خدا کے محبوب
معجزے والے کہ رفعت کو ہے جن سے رفعت
سن رہاتھا میں مدینہ کی یہ اچھی باتیں
کہ یکایک ہوئی مکہ کی نمایاں طلعت
زیورِ حُسن سے آراستہ نازش کرتی
کہ میں ہوں اُمِ قریٰ سب پہ ہی مجھ کو سبقت
خلق کا قبلہ ہوں مجھ میں ہے مشاعر کا ہجوم
مجھ میں ہے جائے حج وعمرہ و قرباں کی کھپت
مُجھ میں ہے خانۂ حق بیتِ معظم زمزم
ذوق کا ذائقہ ہر درد کی حکمی حکمت
سعی والوں کے لیے مجھ میں صفامروہ ہیں
بوسہ دینے کے لیے عکس یمینِ قدرت
مستجار اور حطیم اور قدم ابراہیم
اورمسجد حسنہ جس میں بڑھیں بے منت
عمل طیبہ سے مسجد کا عمل لاکھ گنا
آئی مولیٰ سے روایت بہ سبیلِ صحت
ہیں حدیثیں کہ مرے مثل کسی خطہ سے
نہ خداکوہے محبت نہ نبی کواُلف
بہتریں ارض خدانز و خدا ہوں یہ بھی
اک روایت ہے مرے ناز کے آنچل میں بنت
سارے تارے تو مری پاک اُفق سے چمکے
مجھ پہ نازش کی مدینے کے لیے کون جہت

قاصدِ حق پہ مرے قصد سے واجب احرام
آئے میقات تو بن جائے گدا کی صورت
حکم مسطور ہے حق کا کہ ہؤا فرض العین
حج مرا عمر میں اِک بار جو رکھتا ہو سکت
اور یہ فرض کفایہ ہے کہ ہر سال ہو حج
میرے دربار میں جرموں کو ملی محویت
مجھ میں جب تک جو رہے اُس پہ ہو ہر روز مدام
ابتداءً مرے مولیٰ کی نگاہِ رحمت
وہ بھی عام ایسی کہ جو مجھ میں پڑے سوتے ہیں
دفترِ بخشش و رحمت میں ہو اُن کی بھی لکھت
ایک سو بیس ۱۲۰ ہیں خاص اُس کی نظرہائی کرم
روز اُترتی ہیں جو مجھ میں پے اہلِ طاعت
اہلِ طوف اہلِ نماز اہلِ نظر یعنی جو
ٹکٹکی باندھے ہیں مجھ پر یہ ہیں اُن پر قسمت
مہبطِ وحی ہوں میں مظہر ایماں ہوں میں
مجھ میں ہرگونہ ہیں طاعاتِ الٰہی مثبت
جزاء ایماں ہے محبت مری میں کرتا ہوں
دُور ناپاکیوں کو کورہٗ حدا وصفت
پاک وذی حرمت و عرش وبلد امن و صلاح
میرے اسما ہیں معلے مرے نام و نسبت
مجھ میں ہی اُترا ہے قرآن کا اکثر حصّہ
مجھ سے ہی چاند کا اسرار تھا کہ چمکی چھ ۶ جہت

جب کہ مکہ نے یہ کی اپنی ثنا میں تطویل
اُٹھکے طیبہ نے کہا تا بکجا طولِ صفت
مجھ کو یہ تربتِ اطہر ہی کفایت ہے کہ ہے
بہترین بقعہ بجزم علمائے اُمت
کتنی اصلوں نے شرف فرع سے پایا جیسے
مصطفیٰ سے ہوئی آبائے نبی کی عزت
مجھ میں کامل ہوا دین مجھ میں ہوئیں جمع آیات
مجھ میں وہ خلد کی کیاری ہے ریاضِ قربت
مجھ میں چالیس ۴۰ نمازیں ہیں براتِ اخلاص
مجھ میں منبر جو بچھے گا لبِ حوض رحمت
ہر نجس دُور کروں مجھ میں ہے محرابِ حضور
مجھ میں وہ پاک کو آں عُرس سے جس کی شہرت
کردیا شہد لعابِ دہن شہ نے جسے
جس کو آئی ہے شہادت کہ ہے چاہِ جنّت
مجھ میں قربت وہ ہے جو حج پہ مقدم ٹھہری
میں ہوں طابہ میں ہوں طَیبہؔ کا مکانِ ہجرت
مکہ میں جرم بھی ہو ایک کا لاکھ اور مجھ میں
ایک ایک رہے مجھ میں ہے عاصی کی بچت
مجھ میں صدّیق ہیں فاروق ہیں آلِ شہ ہیں
جن ستاروں سے چمک اُٹھی زمیں کی قِسمت
باتیں دونوں کی میں سُن سُن کے ہوا عرض گذار
فیصلے کے لیے چاہو حَکَمِ بانصفت

رب بلاغت کا۔ معارف کا ہدیٰ کا مولیٰ
صاحبِ علم کہ دُنیا کا ہے ناز و نزہت
عفت اور مجمع و مشہد میں وہ عزت والا
جس سے علموں کے رواں چشمے ہیں اَیسی فطنت
اُس نے کی شرح مقاصد وہ ہوا سعد الدین
ذہن سے کشف کیے موقفِ دین و ملّت
وہ ہدایت کا عضد۔ فخر وہ محمود فعال
وہ جو کشافی قرآں میں ہے محکم آیت
مشکلات اُس سے کھلے اُس کا بیان ایسا بدیع
جس کی لڑیوں سے جواہر کو ہے زیب و زینت
اُس سے اعجاز ودلائل کا منور ایضاح
اُس سے اسرارِ بلاغت کی جلابے ریبت
بُولے وُہ کون ہے ہم مانتے ہیں میں نے کہا
وہ معزز کہ ہے تقوے کی صفا و صفوت
دین کے علموں کا زندہ کن احمد سیرت
وہ رضا حاکم ہر حادثہ، نوصورت
وہ بریلی وطن احمد وہ رضا ربِّ کمال
خلق کو جس سے ہدایت کی مِلی ہے دولت
دونوں بولے کہ خوشا حاکم صاحب تقویٰ
جس کی سبقت پہ ہے رحمائع جہاں کی حجت
طیب طیب طِیب خلفِ اہل ہُدیٰ
جس کی آیاتِ بلندی ہیں سمائے رفعت

وجج کھولے کہ ہیں معتمد ابنِ عماد
ابنِ حجہ کہ حجج جن سے ہوئے حرفِ غلط
شرع کا حاکم بالاکہ خفاجی کا کمال
اُس کے خورشید سے رکھتا ہے قمر کی نسبت
یاد پر علم لکھائے کوئی اُس کا سائنا
صاحبِ فضل اور اُس کی تو ہے مشہود آیت
دائما بدرِ کمال اُس کا سمائے عز پر
ہادئے خلق ہو جب چھائے فتن کی ظلمت
ربّ افضال پہ ہادی کے درود و سلام
جن کے سائے میں پنہ گیر ہے ساری خلقت
آل و اصحاب پہ جب تک کہ گلستاں میں رہے
گریۂ ابرت کلیوں میں تبسّم کی صفت

تمام ہوا قصیدہ اللہ کی حمد و مدد و خوبی توفیق سے اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے اُن پر جن کو اپنی راہ کا ہادی بنایا اور اُن کی آل پر۔

مہر

تقریظ

جوان صال صاحب تحصیل و ترقی و جمال و زینت

مولانا جمال بن محمد بن حسین

اللہ تعالیٰ اُنھیں ہر نقص سے منزّہ رکھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا اور اُن کو اپنے سب رسولوں کا خاتم اور تمام جہان کے لیے سیدھی راہ کا ہادی کیا اور اُن کے دینِ محکم کے علماء کو انبیاؑ کا وارث بنایا۔ جو حق سے بدبختوں کی اندھیریوں کو دُور کرتے ہیں۔ اور درود و سلام جہان کے سردار اور اُن کی عزت والی آل و عظمت والے اصحاب پر بعد حمد وصلوٰۃ میں اُن گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا۔ جو ہند میں اَب پیدا ہوئے ہیں تو میں نے پایا کہ اُن کے اقوال اُن کے مرتد ہوجانے کے موجب ہیں جس نے اُنھیں صریح رسوائی کا مستحق کردیا۔ اور وہ اُنھیں اللہ رسوا کرے۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اشرف علی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں۔ جو کھلے کفر گمراہی والے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ حضرت صاحب احسان مولیٰ احمد رضا خاں کو اسلام اور مسلمین کی طرف سے سب میں بہتر جزاء عطا فرمائے۔ کہ اُس نے فرض کفایہ ادا کیا۔ اور رسالہ المعتمد المستند میں اُن کا رَدّ لکھا۔ شریعتِ روشن کی حمایت کرتا ہوا۔ اور اُسے اپنی محبوب و پسندیدہ باتوں کی توفیق دے۔ اور اُس

کے حسبِ مُراد اُسے خیر عطا فرمائے۔اَیسا ہی کر اے اللہ ایسا ہی کر اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر درود بھیجے اسے کہا اپنی زبان سے اور لکھنے کا حکم دیا۔ بلاد حرم کے ایک مدرس یعنی محمد جمال نبیرۂ مرحوم شیخ حسین نے جو پہلے مالکیہ کے مفتی تھے۔

مُہر

تقریظ

جامع علوم منبع فہوم محیط علوم نقلیہ مدرک فنونِ عقلیہ خوشخوزم مزاج
صاحبِ خشوع وتواضع نادرروزگار

مولانا شیخ اسعد بن احمد دہان

مدرس حرم شریف دام بالفیض والتشریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد کرتا ہوں میں اُس کے لیے جس نے رہتی دنیا تک شریعتِ محمدیہ ﷺ کو ہمیشگی دی۔ اور مشاہیر علما کے نیز ہائے قلم سے ملّتِ اسلام کی تائید کی اور ہر زمانہ میں اُس کے حامی ومددگار مقرر فرمائے۔ جو عزیمتوں اور شرف والے ہیں کہ اُس کے حرم کی حمایت کرتے ہیں اور اُس کے حملے کو قوت دیتے ہیں۔ اور اُس کی حجتوں کی تقریر کرتے ہیں۔ اور اُس کی راہ کشادہ کو روشن کرتے ہیں۔ اور ایسے ہی ہر زمانہ میں مدد تازگی پاتی رہے گی اور دشمن پر قہر ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ حکمِ الٰہی پورا ہو۔ اور درود وسلام اُن پر جنھوں نے دین میں راہ جہاد نکالی اور حکم دیا کہ حجتوں کی تلواریں کافروں اور معاندوں اور سرکشوں مفسدوں کے جھڑکنے کو نیام سے برہنہ کی جائیں اور اُن کے آل واصحاب پر جو گروہ الٰہی کے لیے رہنما ستارے ہیں اور گروہ شیطان زیاں کار کو مردود ومطرود کرنے والے ہیں۔ حمد وصلاۃ کے بعد میں اس عظمت والے رسالہ پر مطلع ہوا۔ جس کا مصنف نادرِروزگار وخلاصۂ لیل ونہار ہے وہ علامہ جس کے سبب پچھلے اگلوں پر فخر کرتے ہیں اور جلیل فہم والا جس نے اپنے بیان روشن سے سحبان فصیح البیان کو باقل بے زبان کر چھوڑا۔ میرا سردار اور میری سند حضرت

احمد رضا خان بریلوی اللہ تعالیٰ اُس کے دشمنوں کی گردنوں پر اُس کی تلوار کو قابو دے اور اُس کے سرِ عزت پر اُ کے نشانوں کو کشادہ کرے تو میں نے اُس رسالہ کو نورانی شریعت کا محکم قلعہ پایا۔ جو اُن دلیلوں کے ستونوں پر بلند کیا گیا ہے کہ باطل کو نہ اُن کے آگے راہ ہے۔ نہ پیچھے اور بے دینوں کے شبہے اُس کے سامنے ٹھہرنے کو اُٹھ نہیں سکتے کہ وہ اُس کے خوف سے چُھپے ہوئے ہیں۔ اس رسالہ نے قطعی حجتوں کی تلواریں کافروں کے عقیدوں پر کھینچیں اور اپنے روشن ستاروں سے بُطلان والے شیطانوں پر تیراندازی کی۔ اس تیغ برہنہ سے اُن کے نیچے کیے گئے اور عقلا میں اُن کی رُسوائی مشہور ہوئی یہاں تک کہ اُن لوگوں کا مرتد ہونا پہر دن چڑھے کے آفتاب کی مانند روشن ہوگیا۔ وہ لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی تو اُنھیں بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھیں اندھی کردیں۔ اور اُن کے عقیدوں سے ثابت ہوگیا کہ وہ اس دین صحیح سے بالکل نکل گئے ہیں اُن لوگوں کو دُنیا میں رُسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے مجھے اپنی جان کی قسم یہ وُہ تصنیف ہے جس پر علماء ناز کریں اور عمل کرنے والوں کو ایسا ہی عمل کرنا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ اسلام و مسلمین کی طرف سے اُس کے مؤلف کو جزائے خیر دے کہ اُس نے مسلمانوں کی گردنوں میں نعمتوں کی حمائلیں ڈالیں اور اُس نے دین کو نصرت دی اس مضبوط تالیف کے استوار کرنے سے جو حجّت مخالف کو پامال کرنے کی حاکم ہوئی ہمیشہ اُس کے دِنوں کی روشنی چمکتی رہے اور ہمیشہ اُس کے دروازہ کعبۂ مرادات و مقاصد رہے جب تک مدح کرنے والے اُس کی مدح کی نغمہ سرائی کریں اور جب تک کوئی اعلان کرنے والا اُس کے شکر کا اعلان کرے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر درود وسلام بھیجے کہا اسے اپنی زبان سے اور لکھا اسے اپنے قلم سے طالب علموں کے خادم بخشش کے امیدوار اسعد بن دہان نے عفا اللہ عنہ اور آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات۔

مہر

تقریظ

فاضل ادیب ذی عقل ہوش مند دانائی حساب و کتاب بلند مرتبہ
نکوئی روزگار

مولانا عبدالرحمٰن دہّان

ہمیشہ احسان ونکوئی کے ساتھ رہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے ہرزمانہ مین کچھ لوگ قائم کیے جن کو اپنی خدمت کی توفیق بخشی اور بے دینیوں کی منازعت کے وقت اپنی مدد سے اُن کی تائید کی۔ اور صلاۃ وسلام ہمارے سردار محمد ﷺ جن کی بعثت نے کافروں اور سرکشوں کو ذلیل کردیا۔ اور اُن کے آل و اصحاب پر جنھوں نے جہل کی آگ بُجھادی تو یقین کا نور آنکھوں دیکھا روشن ہوگیا۔ حمد و صلاۃ کے بعد کوئی شک نہیں کہ وہ قوم جن کے حال سے سوال ہے۔ زمانہ کفر صریح کی پیچ والی ہیں دین سے نکل گئے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے دُنیا میں اُس کے مستحق ہیں کہ سلطان اسلام اُن کی گردنیں مارے اور اللہ عزوجل کے حضور پیشی اور حساب کے دن سخت تر عذاب کے سزاوار اللہ اُن پر لعنت کرے اور اُن کو رُسوائی دے اور اُن کا ٹھکانہ دوزخ کرے۔ الٰہی جس طرح تو نے اپنے خاص بندے کو اِن سرکش کافروں کی بیخ کنی کی توفیق دی۔ اور اُسے تو نے اس قابل کیا کہ سیّد عالم ﷺ جس دین کی طرف بلاتے ہیں۔ اس کے

مخالفوں کو دفع کرے یوہیں اُس کی وہ مدد کر جس کے سبب تو دین کو عزّت دے اور جس سے تو اپنا یہ وعدہ پورا کرے کہ مسلمانوں کی مدد کرنے کا ہم پر حق ہے بالخصوص عالمانِ کا معتمد اور سوخ والے فاضلوں کا خلاصہ علّامہ زماں یکتائے روزگار جس کے لیے علمائے مکہ معظّمہ گواہی دے رہے ہیں۔ کہ وہ سردار ہے بے نظیر ہے امام ہے میرے سردار اور میرے جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اُس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور مجھے اُس کی روش نصیب کرے کہ اُس کی روش سیّد عالم ﷺ کی روش ہے اور حاسدوں کی ناک خاک میں رگڑنے کوشش جہت سے اُس کی حفاظت کرے الٰہی ہمارے دل کج نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت فرمائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخشی بے شک تو ہی ہے بہت بخشنے والا اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔ اسے اپنی زبان سے کہا اور قلم سے لکھا اپنے دل سے اعتقاد کرتا ہوا اپنے رب سے مغفرت کے اُمیدوار عبدالرحمن بن مرحوم احمد دہان نے۔

مہر

تقریظ

اُن فاضِل کی جو دین راست وحق قدیم پر مستقیم ہیں مکہ معظمہ
میں مدرسہ صولتیہ کے مدرس

مولانا محمد یوسف افغانی

قرآن عظیم کے صدقے میں اُن کی نگہبانی ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پاکی ہے تجھے اَے وہ جو بڑائی میں یکتا ہے اور ہر نقص وکذب وناسزا بات کے داغ سے تو سُتھرا ہے میں تیری حمد کرتا ہوں اُس کی سی حمد جو اپنی عاجزی کا مقر ہوااور تیرا شکر کرتا ہوں اُس کا سا شکر جو ہمہ تن تیری طرف متوجہ ہوااور میں درودوسلام بھیجتاہوں ہمارے سردار محمد ﷺ تیرے انبیاء کے خاتم اور تیرے زمین و آسمان والوں سب کے خلاصے اوراُن کے آل و اصحاب پر کہ تیرے چُنے ہوؤں کی عمدہ ہیں اور اُس سب پر جونکوئی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے تجھ سے ملنے کے دن تک حمد وصلاۃ کے بعد میں اس رسالہ پر مطلع ہوا جسے فاضل علامہ دریائے فہنامہ نے تصنیف کیا جو اللہ کی مضبوط رسّی تھامے ہوئے ہے دین وشریعت کے ستونِ روشن کا محافظ نگہبان وہ کہ زبانِ بلاغت جس کاشکر پوراادا کرنے میں قاصراوراُس کے حقوق و احسانات کی خدمت سے عاجز ہے وہ جس کے وجود پر زمانہ کو ناز ہے۔ مولانا حضرت احمد رضاخاں وہ ہمیشہ راہِ ہدایت چلتارہے اور بندوں کے سروں پر فضل کے نشان

پھیلاتا رہے۔ اور شریعت کی حمایت کے لیے اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ رکھے اور اُس کی تالوار کو دشمنوں کی گردنوں میں جگہ دے تو میں نے اُسے پایا کہ اُس نے اُن مفسدوں مرتدوں کے عقیدوں کے بڑے بڑے ستون ڈھادیے جنھوں نے چاہا تا کہ اپنے منہ سے اللہ کا نور بجھادیں۔ اور اللہ نہیں مانتا مگر اپنے نور کا پورا کرنا حاسدوں کے ناک خاک میں رگڑنے کو اور بے شک اُس رسالہ میں حکمت اور دوٹوک بات امانت رکھی گئی اس لیے کہ اہلِ عقل کے نزدیک وہ مقبول ہے اور وہ جسے اللہ نے گمراہ کیا۔ اور اُس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ایسوں میں سے جو اس رسالہ پر انکار کرے اُس کا کیا اعتبار کہ اُسے کون راہ دکھائے خدا کے بعد شعر:

دُکھتی ہوئی آنکھوں کو بُرا لگتا ہے سورج
بیمار زبانوں کو بُرا لگتا ہے پانی

حد کی قسم بے شک وہ کافر ہوگئے اور دین سے نکل گئے اُنھیں ہلاکی ہو خدا اُن کے اعمال برباد کرے وہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور کان بہرے کردیے اور آنکھیں اندھی ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ ایسے اعتقادوں سے ہمیں بچائے اور اِن خرافات سے ہمیں عافیت دے اللہ تعالیٰ اُس کے مؤلف کو مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے ہمیں اور اُس کو حُسن وخوبی دیدارِ الٰہی کی نعمت دے ایسا ہی کر اے سارے جہان کے مالک اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے دل سے اعتقاد کرتا ہوا اضعف ترین مخلوق خدا طالب علموں کے خادم محمد یوسف افغانی نے اللہ تعالیٰ اُسے آرزووں کو پہنچائے۔

تقریظ

صاحب فضیلت و وجاہت اجل خلفائی حاجی مولوی شاہ امداد
اللہ صاحب حرم شریف میں مدرسہ احمدیہ کے مدرس

مولانا شیخ احمد مکی اِمدادی

بہ مدد الٰہی ہمیشہ محفوظ رہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُسی کے لیے حمد و احسانات ہیں جس نے اِسلام کے ستون محکم کیے اور اُس کے نشان قائم فرمائے ۔ کمینوں کی عمارت ہلادی اور اُن کے پانسے اوندھے کردیے اور ہمارے سردار محمد ﷺ کو دروازۂ نبوت کا بند کرنے والا اور انبیاء کا خاتم کیااور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواکوئی معبودنہیں۔ ایک اکیلا اُس کا کوئی ہم ساجھی نہیں خُدا یگانہ صمد پاک ہے سب عیبوں اوراُن بُری باتوں سے جو کجی اورشرک والے بکتے ہیں اللہ بلندوبالا ہے۔ اُن باتوں سے جو ظالم کہتے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سرداروموولیٰ محمد ﷺ تمام مخلوقاتِ الٰہی سے بہتر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جوکچھ ہوگزرا،اور جوکچھ ہونے والا ہے سب کے علم کے ساتھ مخصوص کیااوروہ شفیع ہیں اوراُن کی شفاعت مقبول ہے اوراُنھیں کے ہاتھ حمد کا نشان ہے آدم اور اُن کے بعد جتنے ہیں سب قیامت کے دِن حضور ﷺ ہی کے زیر نشان ہوں گے، ﷺ، حمد و صلوٰۃ کے بعد کہتا ہے۔بندۂ ضعیف اپنے رب لطیف کے لطف کا

اُمیدوار احمد مکی حنفی قادری چشتی صابری امدادی کہ میں اس رسالہ پر مطلع ہوا۔ جو چار بیانوں پر مشتمل ہے قطعی دلیلوں سے مؤیداور ایسی حجتوں سے جو قرآن وحدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویاوہ بے دینوں کے دِل میں بھالے ہیں۔ میں نے اُسے تیز تلوار پایا کافر فاجر وہابیوں کی گردنوں پر تو اللہ اُس کے مؤلف کو سب سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارا اور اُس کا حشر زیر نشان سیّد الانبیاﷺ کرے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ دریائے زخار ہے صحیح دلیلیں لایا جن میں کوئی علت نہیں اور سزاوار ہے کہ اُس کے حق میں کہا جائے کہ وہ حق ودین کی مدد کرنے اور بے دینوں سرکشوں کی گردنیں قلع قمع کرنے پر قائم ہے سُن لو وہ پرہیزگار فاضل سُتھرا کامل ہے پچھلوں کا معتمد اور اگلوں کا قدم بقدم ۔ فخر اکابر مولانا مولوی حضرت محمد احمد رضاخاں اللہ اُس کے امثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اُس کی درازیٔ عمر سے نفع بخشے اے اللہ ایسا ہی کر کچھ شک نہیں کہ یہ طائفے صراحۃً دلیلوں کو جھٹلا رہے ہیں تو اُن پر کفر کا حکم لگایا جائے گا تو سلطان اسلام پر (کہ اللہ اُس سے دین کی تائید کرے اور اُس کی تیغِ عدل سے سرکشوں بدمذہبوں مفسدوں کی گردنیں توڑے جیسے یہ گمراہ فرقے طاعت سے نکلے ہوئے دَہریے بے دین ہیں واجب ہے کہ ایسوں کی آلودگی سے زمین کو پاک کرے اور اُن کے اقوال و افعال کی قباحتوں سے لوگوں کو نجات دے اور اس شریعتِ روشن کی مدد میں حد سے زیادہ کوشش کرے جس کی روشنی ایسی ہے کہ اس کی رات بھی دن ہو رہی ہے اور اس کا دن بھی روشنی میں اُس کی شب کی طرح ہے تو ایسی شریعت سے کون بہکے مگر جو ہلاک ہوا نیز سلطانِ اسلام پر واجب ہے کہ اِن لوگوں کو سخت سزا دے یہاں تک کہ حق کی طرف واپس آئیں اور راہِ ہلاکت کے چلنے سے بچیں اور اپنے کفر اکبر کے شر سے نجات پائیں اور اگر توبہ نہ کریں تو اُن کی جڑ کاٹنے کے لیے اللہ اکبر کا نعرہ کرے۔ اس لیے کہ یہ دین کے بڑے مہم کاموں سے ہے اور ان افضل باتوں سے ہے کہ

فضیلت والے اماموں اور عظمت والے سلطانوں نے جس کا اہتمام رکھا ہے اور بے شک امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی فرقوں کے حق میں فرمایا ہے کہ حاکم کو ان میں سے ایک کا قتل ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کہ دین میں اُن کی مضرت زیادہ وسخت تر ہے اس لیے کہ کھلے کافر سے عوام بچتے ہیں سمجھے ہوئے ہیں کہ اس کا انجام بُرا ہے تو وہ ان میں کسی کو گمراہ نہیں کرسکتا اور یہ تو لوگوں کے سامنے عالموں، فقیروں اور نیک لوگوں کی وضع میں ظاہر ہوتے ہیں اور دل میں یہ کچھ فاسد عقیدے اور بُری بدعتیں بھری ہوتی ہیں تو عوام تو اُن کا ظاہری ہی دیکھتے ہیں جس کو انھوں نے خوب بنایا ہے اور اُن کا باطن جو اِن قباحتوں اور خباثتوں سے بھرا ہوا ہے وہ اُسے پورے طور پر نہیں جانتے بلکہ اس پر مطلع ہی نہیں ہوتے اس لیے کہ وہ قرآئن جن کا اُس کا باطن پہچانا جائے اُن تک اِن کی رسائی نہیں تو اُن کی ظاہری صورت سے دھوکا کھاتے ہیں اور اُس کے سبب اُنھیں اچھا سمجھ لیتے ہیں تو جو بدمذہبیاں اور چھپے کفر اُن سے سنتے ہیں اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ اور حق سمجھ کر اُس کے معتقد ہوجاتے ہیں تو یہ اُن کے بہکنے اور گمراہ ہونے کا سبب ہوتا ہے تو اس فسادِ عظیم کے سبب امام عارف باللہ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے افضل ہے اور ایسا ہی واہب لادنیہ میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹائے قتل کیا جائے۔ تو اُس کا کیا حال ہے؟ جو اللہ عزّوجل و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگائے وہ بدرجۂ اولیٰ سزائے موت کا مستحق ہے۔ تو اللہ ہی کی طرف مناجات اور اُسی سے فرمای ہے الٰہی ہر چیز کی ہمیں حقیقت واقع کے مطابق دکھا اور ہمیں گمراہی اور گمراہوں سے پناہ دے الٰہی ہمارے دِل کج نہ کر۔ بعد اس کے تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے بے شک تو ہی ہے بہت عطا فرمانے والا اور ہمیں اور ہمارے ماں باپ اور اُستادوں کو قیامت کے دن بخش دے اور ہمیں اپنی خوشنودی نصیب کر اور ہمیں اُن دوستوں کے ساتھ کہ جن پر تو نے احسان کیا ہے وہ جو اپنی زبان سے

کہااور اپنے ہاتھوں سے لکھا اپنے رب خالق کے امیدوارِ معافی احمد مکی حنفی ابن شیخ محمد ضیاء الدین قادری چشتی صابری امدادی نے کہ حرم شریف اور مکہ معظمہ کے مدرسہ احمدیہ میں درس دیتا ہے اللہ اُن دونوں کے گناہ بخشے اور اُس کا مددگار و معین ہو حمد کرتا ہوا اور درود و سلام بھیجتا ہوا۔

مہر

تقریظ

عالمِ باعمل فاضلِ کامل

مولانا محمد بن یوسف خیاط

اللہ اُنھیں راہِ راست پر قائم رکھے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خاص اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور درود وسلام اُن پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں یعنی ہمارے سردار محمد ﷺ جو پایا جائے ان اقسام میں سے۔ جن کا حال حضرت فاضل مؤلف احمد رضا خاں نے کہ اللہ اُس کی کوشش قبول کرے۔ اِس رسالے میں نقل کیا جن میں یہ فاحشہ شنیع باتیں ہیں جو حد درجہ کے اچنبے کی ہیں اور جو کسی ایسے شخص سے صادر نہ ہوں گی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتا ہو کچھ شک نہیں کہ وہ گمراہ ہیں گمراہ گر ہیں کفار ہیں۔ عوام مسلمانوں پر اُن سے سخت خطرہ کا خوف ہے۔ خصوصاً اُن شہروں میں یہاں کے حاکم دینِ اسلام کی مدد نہیں کرتے اس لیے کہ وہ خود مسلمان نہیں ہر مسلمان پر اُن سے دُور رہنا فرض ہے۔ جیسے آدمی آگ میں گرنے اور خونخوار درندوں سے دُور رہتا ہے اور مسلمانوں میں جس سے ہو سکے کہ ان لوگوں کو مخذول کرے اور ان کے فساد کی جڑ اُکھیڑے اُس پر فرض ہے کہ اپنی حدِ قدرت تک اُسے بجالائے۔ جس طرح مؤلف فاضل نے کیا اللہ اُن کی سعی مشکور کرے اور اللہ ورسول کے نزدیک مؤلف مذکور کا بڑا اقتدار ہے۔ واللہ اعلم

راقم حقیر محمد بن یوسف خیاط

مہر

تقریظ

حضرت والا منزلت بلند رفعت

حضرت محمد صالح بن محمد بافضل

اللہ سب چھوٹوں بڑوں پر اُن کا فیض رکھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اے اللہ اے ہر مانگنے والے کی سننے والے میں تجھے سراہتا ہوں اور اُن پر جو ہمارے لیے تیری بارگاہ میں سب سے اشرف واسطہ ووسیلہ ہیں درودوسلام بھیجتا ہوں ہر جھگڑالو ہٹ دھرم کی ناک خاک میں رگڑنے کو اور اس بارے میں جو مقابلہ مدافعہ کرے اُسے دُور ہانکنے کو اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ عمدہ علما پر تیری رضا ہو جو خدمتِ شریعت پر بے مثل قائم کیے ہوئے ہیں۔ حمد و صلاۃ کے بعد اللہ ﷻ نے جس کی عظمت جلیل اور احسان عظیم ہے اپنے پسندیدہ بندے کو اس شریعت روشن کی خدمت کی توفیق بخشی اور دقیقہ رس عقل دے کر اُس کی مدد کی کہ جب کبھی شبہ کی رات اندھیری ڈالے وہ اپنے آسمانِ علم سے ایک چودھویں رات کا چاند چمکاتا ہے۔ اور وہ عالم فاضل ماہر کامل باریک فہموں والا بلند معنوں والا حضرت مؤلف کتاب مذکور جس کا نام اُس نے المعتمد المستند رکھا اور اُس میں بدمذہبوں کافروں گمراہوں کا ایسا رَدّ کیا جو اُنھیں کافی ہے جن کو دل کی آنکھیں ملیں اور جنھیں حق سے انکار نہیں۔ اور وہ امام احمد رضا خاں ہے اُس نے اس رسالہ میں جس پر میں

نے نظرِ تفتیش کی اپنی کتاب مذکور کا خلاصہ کیا اور سردارانِ کفر و بدمذہبی و گمراہی کے نام بیان کیے مع اُن فسادوں اور سب سے بڑی مصیبتوں کے جنھیں وہ اختیار کر کے کھلی زیاں کاری میں پڑے اور قیامت کے دن تک اُن پر وبال ہے اور بے شک مؤلف نے یہ تصنیف بہت اچھی پیدا کی اور یہ مستحکم طرز نہایت خوبی کی نکالی۔ تو اللہ اُس کی کوشش قبول کرے اور بے دینوں کی جڑ اُکھیڑنے کے لیے یقینی محبتوں سے اُس کی مدد کرے۔ صدقہ سیّد المرسلین سیّدنا محمد ﷺ کی وجاہت کا اللہ تعالیٰ اُن پر اور اُن کے آل و اصحاب پر درود بھیجے۔ قبول فرمالے سارے جہان کے پروردگار اسے لکھا اپنے رب سے عفو و فضل کے اُمیدوار محمد صالح بن محمد بافضل نے۔

مہر

تقریظ

فاضلِ کامل نیکو خصائل صاحبِ فیضِ یزدانی

مولانا حضرت عبدالکریم ناجی داغستانی

ہر حاسد و دشمن کے شر سے محفوظ رہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا مالک ہے اور درود و سلام ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر حمد و صلاۃ کے بعد معلوم کہ یہ مرتد لوگ دین سے ایسے نکل گئے جیسے آٹے میں سے بال جیسا نبی امین ﷺ نے فرمایا۔ اور جیسے کہ اس رسالۂ مسطورہ کے مصنف نے تصریح کی بلکہ وہ بدکار کافر ہیں سلطانِ اسلام پر کہ سزا دینے کا اختیار اور سنان و پیکان رکھتا ہے اُن کا قتل واجب ہے بلکہ وہ ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کہ وہی ملعون اور خبیثوں کی لڑی میں بندھے ہوئے ہیں تو اُن پر اور اُن کے مددگار پر اللہ کی لعنت اور جو اُنھیں اُن کی بداطواریوں پر مخذول کرے اُس پر اللہ کی رحمت و برکت اُسے سمجھ لو اور اللہ درود بھیجے ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب سب پر مسجد حرام شریف میں علم کا خادم۔

مہر

تقریظ

اُن کی کہ سرچشمۂ ایمانِ یمنی سے پانی پیے ہیں فاضلِ کامل کہ نہایت آرزو تک پہنچے ہوئے ہیں

مولانا شیخ محمد سعید بن محمد یمانی

ہمیشہ محفوظ رہیں اور پاکیزہ تہنیتوں سے محظوظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٰہی ہم تیری ایسی حمد کرتے ہیں جیسی تیرے دوستوں نے کی جن کو تو نے اپنے حسب مراد عمل کرنے توفیق دی تو دین کے جو بار اُنھوں نے اپنے دوشِ ہمت پر اُٹھائے تھے ادا کردیے حالاں کہ وہ اپنی عاجزی و مسکینی دیکھ رہے تھے اگر تو اپنی کشایش و عنایت سے مدد نہ فرماتا الٰہی ہم تجھ سے مانگتے ہیں تو اُن موتیوں کی لڑی میں ہمیں بھی پرودے اور قسمتِ فضل میں اُن کے ساتھ حصّہ دے اور ہم درود وسلام بھیجتے ہیں اُن پر جن کو تو نے اپنے احکام سکھائے اور علوم دیے اور جامع و مختصر کلمے دیے گئے اور اُن کی مبارک آل اور اُن کے اصحاب پر کہ روزِ قیامت دہنی جانب جگہ پانے والے ہیں حمد و صلاۃ کے بعد بے شک اُن عظیم نعمتوں سے جن کے میدانِ شکر میں ہم قیام نہیں کرسکتے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام دریا بلند ہمّت برکتِ تمام عالم اگلے کرم والوں کے بقیہ و یادگار جو دُنیا سے بے رغبتی والے اِماموں اور کامل عابدوں میں کا ایک ہے مسمّٰی بہ احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا کہ ان

مرتدوں گمراہوں گمراہ گروں کا رَدّ کرے جو دین سے ایسے نکل گئے جیسے تیر نشانے سے اس لیے کہ کوئی عقل والا ان لوگوں کے مرتد وگمراہ اور خارج از دین ہونے میں شک نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس مصنّف کا توشہ پرہیزگاری کرے اور مجھے اور اُسے بہشت اور اُس سے زیادہ نعمت عطا کرے اور حسبِ مراد اُسے بھلائیاں دے ایسا ہی کر صدقہ اُن کی وجاہت کا جو امین ہیں ﷺ۔ لکھا اسے کمترین خلائق بلکہ درحقیقت ناچیز اپنے رب کی رحمت کا محتاج اور اپنی شامتِ گناہ کے گرفتار مسجد الحرام میں طالبانِ علم کے چھوٹے سے خادم سعید بن محمد یمانی نے اللہ اُس کی اور اُس کے والدین اور اُستاذوں اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے اے اللہ ایسا ہی کر۔

مہر

تقریظ

اُن فاضل کی جو دلائل ودعاوی کے حاوی ہیں روکنے والے
بازرکھنے والے سب بُرائیوں سے

مولانا حضرت حامد احمد محمد جداوی

ہر بدذہن وگمراہ کے شر سے محفوظ رہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر درود وسلام بھیجے سب خوبیاں اللہ کو جو سب سے بلند وبالا جس نے کافروں کی بات نیچی کی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے پانی ہے اُسے جو ایسا خدا ہے جو ہر جھوٹ اور بُہتان اور ہر نقص کے امکان اور مخلوقات وممکنات کی تمام علامتوں سے بالضرورت منزّہ ہے پانی اور انتہا درجہ کی بڑی بلندی ہے اُسے اُن باتوں سے جو ظالم لوگ بک رہے ہیں اور درود وسلام اُن پر جو مطلقاً تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور تمام جہان سے اُن کا علم زیادہ وسیع اور حُسنِ صورت وحُسنِ سیرت میں تمام عالم سے زیادہ کامل بدیع جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام اگلے پچھلوں کا علم عطا فرمایا۔ اور فی الحقیقت اُن پر نبوت کو ختم فرمادیا۔ تو وہ خاتم النبیین ہیں جیسا کہ یہ دین کی اُن ضروری باتوں سے معلوم ہوچکا ہے جو رفیع و بلند دلیلوں اور حجتوں سے ثابت ہوچکی ہیں کہ ہمارے سردار مولیٰ محمد ﷺ ابن عبداللہ کہ وہ احمد ہیں جن کی بشارت یگانہ و یکتا مسیح بن مریم کی زبان پر

ادا ہوئی اللہ تعالیٰ اُن پر اور تمام انبیاء ومرسلین اور حضور کے آل و اصحاب اور اُن کے پیرووں اور جو اہلسنت و جماعت کہ نکوئی کے ساتھ اُن کی پیروی کریں سب پر درود بھیجے یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں۔ سُن لو اللہ ہی کے گروہ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشگی کی مدد کے ساتھ اُن کی روشوں اور نیزوں اور زبانوں اور قلموں کو اُن کے سینوں میں بھالیں کرے جو دین سے ایسا نکل گئے جیسا تیر نشانے سے قرآن پڑھتے ہیں اُن کے گلے کے نیچے نہیں اُترتا وہی شیطان کے گروہ ہیں۔ سُن لو بے شک شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں بعد حمد و صلاۃ میں نے یہ مختصر رسالہ کہ المعتمد المستند کا نمونہ ہے مطالعہ کیا تو میں نے اُسے خالص سونے کا ٹکڑا پایا اور موتیوں اور یاقوت اور زبرجد کی لڑیوں سے ایک جوہر جسے کھرا بنانے کے ہاتھوں سے فائدہ بخشنے میں راہِ صواب پانے کی لڑی میں اُسے گوندھا جو معتمد پیشوا عالم باعمل ہے فاضلِ متبحر دریائے وسیع شیریں کامل سمندر محبوب ومقبول اور پسندیدہ جس کی باتیں اور کلمسب ستودہ مولانا حضرت احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ ہمٰن اور سب مسلمانوں کو اُس کی زندگی سے بہرہ یاب کرے اور اُسے اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو دونوں جہان میں اُس کے علوم اور تصنیفات سے نفوع بخشے یہ نمونہ دلالت کرتا ہے کہ اس کی اصل حق کی حجت کاملہ ہے اور ہدایت کا چمکتا آفتاب جس کے نور نگاہ نہ ٹھہرے اقوال باطلہ کا سرکوب اور شبہات اہلِ کجی کی اندھیریوں کا مٹانے گھٹانے والا یہاں تک کہ وہ اُس کی روشنی سے خدا کی قسم بالکل نیست و نابود ہوگئیں کیوں کر نہ ہو حالاں کہ وہ اپنی اس محث میں عطر ہے اور جب میں راہِ حق پانے والی اس لیے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جوان گھنونی گندگیوں میں لتھڑا یعنی ان کفری عقائد نو پیدا کی نجاستوں میں بھرا ہے وہ اسی لائق ہوگا کہا اُسے کافر کہا جائےاور اُس سے ہر شخص یہاں تک کہ کافر کو بھی بچایا جائے اور نفرت دلائی جائے اس لیے کہ وہ کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہے اور زنہار کہ ایسے عقیدوں والا بڑے لوگوں میں ہو بلکہ وہ تو ذلیل سے

زیادہ ذلیل ہے تو ہر ذی عقل پر واجب ہے کہ اُسے سمجھائے اور اُس کی تعظیم نہ کرے اور کیوں نہ ہو کہ جسے خدا ذلیل کرے اُسے کون عزت دے تو اُس کا حال اگر راستی پر آجائے جب تو خیر ورنہ نہایت اچھی طرح اُس سے مجادلہ کرنا واجب ہے پس اگر توبہ کرلے تو فبہا ورنہ حاکمِ اسلام پر فرض ہے کہ اگر وہ تھوڑے ہیں تو اُنھیں قتل کرے اور جتھا باندھے ہیں تو فوج بھیج کر اُن سے لڑے اور اُن کا ٹھکانا ٹھیک جہنم میں ہے اسنتے ہو قلم بھی ایک زبان ہے اور زبان بھی ایک نیزہ اور کفری بدمذہبوں کی گردنیں کاٹنا بھی ایک تلوار ہے اور شک نہیں کہ قطعی دلیلوں کے ساتھ اچھی طرح مجادلہ کرنا بھی ایک نوعِ جہاد ہے اور حق سحنہ فرماتا ہے جو ہماری راہ میں کوششیں کریں اُنھیں ہم ضرور اپنی راہ دکھائیں گے اور بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ ان کوکاروں کے ساتھ ہے پانی ہے تیرے رب کو جو عزت کا صاحب ہے اِن لوگوں کے اقوال سے اور پیغمبروں پر سلام اور سب خوبیاں خدا کو جو سارے جہان کا مالک ہے۔

مہر

تصدیقات بحار مدینہ

تقریظ

تاج مفتیان چراغ اہلِ اتقان مدینۂ باامن وصفا میں سردارانِ
حنیفہ کے مفتی شجاعت وسطوت کے ساتھ سُنّت کے مددگار

مولانا مفتی تاج الدین الیاس

ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے نزدیک عزّت سے رہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٰہی ہمارے دِل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ ہمیں راہ حق دکھائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش۔ بے شک تیری ہی بخشش بے حد ہے اے رب ہمارے ہم اُس پر ایمان لائے جو تو نے اُتارا اور رسُول کے پیرو ہوئے۔ تو ہمیں بھی گواہانِ حق میں لکھ لے پانی ہے تجھے تیری شان بہت بڑی ہے اور تیری سلطنت غالب اور تیری حجت بلند ہے اور ہم پر ازل سے تیرے احسان ہیں تیری ذات وصفات پاکیزہ ہیں اور مزاحم ومخالفت تیری آیتیں اور دلیلیں منزّہ ہیں اور ہم تیری حمد کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں سچے دین کی ہدایت فرمائی اور تُو نے ہمیں سچے کلام سے گویا کیا اور تو نے ہماری طرف اُن کو بھیجا جو تمام انبیاء کے سردار اور برگزیدہ رسُولوں کے خاتم ہیں ہمارے سردار محمد بن عبداللہ ایسے نشانوں والے جو عقلوں کو حیران کردیں اور

بلند وغالب حجتوں والے اور باقی درخشندہ معجزوں والے تو ہم اُن پر ایمان لائے اور اُن کی پیروی کی۔ اور ان کی تعظیم کی اور اُن کے دین کی مدد کی تیرے ہی لیے حمد ہے جس طرح واجب ہے۔ اور جمال والی تعریف اس پر کہ تو نے ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائی تو اے رب ہمارے درود وسلام بھیج اُن پر جو تیری طرف ہمارے ہدایت کرنے والے ہیں اور تیری راہ ہمیں بتانے والے اَیسی درود جو اُس کی سزاوار ہو کہ تیری طرف سے اُن پر بھیجی جائے اور ایسے ہی سلام و برکت بھیج اُن پر اور اُن کے آل اور علاقہ والوں پر اور ہر زمانے میں اُن کی شریعت کے راویوں اور ہر شہر میں اُن کے دین کے حامیوں کو اُن سب جزاؤں سے افضل دے جو نیکو کاروں کو ملیں اور اُن سب ثوابوں سے زیادہ ثواب جو متقیوں کو عطا ہوں بعد حمد و صلاۃ میں مطلع ہوا اُس پر جو عالم ماہر اور علامہ مشہور جناب مولیٰ فاضل حضرت احمد رضا خاں نے کہ علمائے ہند سے ہیں۔ اللہ عزّوجل اُس کے ثواب کو بسیاری دے اور اُس کا انجام خیر کرے۔ اُن گروہوں کے رَدّ میں لِکھا جو دین سے نکل گئے اور وہ گمراہ فرقے جو زندیقوں بے دینوں میں سے ہیں اور اُس پر جو اُن کے حق میں اپنی کتاب المعتمد المستند میں فتویٰ دیا۔ تو میں نے اُسے پایا کہ اس باب میں تکتا ہے۔ اور اپنی حقانیت میں کھرا۔ تو اللہ اُسے اپنے نبی اور دین اور مسلمین کیف سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے اور اُس کی عمر میں برکت دے۔ یہاں تک کہ اُس کے سبب بد بخت گمراہوں کے سب شبہے ہٹادے۔ اور اُمتِ محمدیہ ﷺ میں اُس جیسے اور اُس کی مانند اور اُس کے شبیہ بکثرت پیدا کرے۔ اے اللہ ایسا ہی کر۔

راقم فقیر

محمد تاج الدین ابن مرحوم مصطفیٰ الیاس حنفی

مفتی مدینہ منورہ غفرلہ

مہر

تقریظ

عمدة العلماء افضل الافاضل حق بات کے بڑے کہہ دینے
والے اگرچہ کسی پر سخت وگراں گزرے سابو مفتی مدینہ اور حال
میں تمام مستفیدین کے مرجع و ماویٰ فاضلِ ربانی

مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی

ہمیشہ خوش رہیں اور مرادیں اور آرزوئیں پائیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک اللہ کو ساری خوبیاں بعد حمد صلاۃ بے شک میں اس روشن رسالے اور ظاہر واضح کلام پر مطلع ہوا تو میں نے پایا کہ ہمارے مولیٰ علامہ اور دریائے عظیم الفہم حضرت احمد رضاخاں نے بے شک اس گروہ خارج از دین کافر فسادیوں کی راہ چلنے کے رد کے لیے فریادرسی کی تو کتاب ''المعتمد المستند'' میں اس گروہ کی بُری رسوائیاں ظاہر کیں پس اُن کے فاسد عقیدوں سے ایک بھی بغیر پوچ ولچر کیے نہ چھوڑا تو اے مخاطب تجھ پر لازم ہے کہ اِسی روشن رسالے کا دامن پکڑے جسے مصنّف نے بزودی لکھ دیا۔ تو اُن گروہوں کے رَدّ میں ہر ظاہر و روشن وسرکوب دلیل پائے گا۔ خصوصاً جو اس گروہ خارج از دین کے باندھے ہوئے نشان کھول دینے کا قصد کرے وہ گروہ خارج از دین کون ہے۔ جسے وہابیہ کہا جاتا ہے۔ اور ان میں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے اور دین سے دوسرا نکلنے والا شانِ الوہیت و

روالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی اور اشرفعلی تھانوی اور جو اُن کی چال چلا اللہ تعالیٰ حضرت جناب احمد رضاخاں کو جزائے خیر عطا کرے کہ اُس نے شفا دی۔ اور کفایت کی اپنے فتوے سے جو کتاب "المعتمد المستند" میں لکھا جس پر آکر میں علمائے مکہ مکرمہ کی تقریظیں ہیں کیوں کہ اُن پر وبال اور خرابیٔ حال لازم ہوچکی ہے اس لیے کہ وہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں وہ اور جو اُن کی چال پر ہے اللہ انھیں قتل کرے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت جناب احمد رضاخاں کو جزائے خیر دے اور اُس میں اور اُس کی اَولاد میں برکت رکھے اور اُسے ان میں سے کرے جو قیامت کے حق بولیں گے راقم اپنے ربِ قدیر کے عفو کا محتاج۔

عثمان بن عبدالسلام داغستانی

سابق مفتی مدینہ منورہ عفا اللہ عنہ

مہر

تقریظ

فاضل کامل نہایت روشن فضیلتوں والے مشہور عزّتوں والے پاکیزہ خصلتوں والے شیخ مالکیہ صاحب الہام ملکی سیّد شریف سردار

مولانا سیّد احمد جزائری

فیض باطن و ظاہر کے ساتھ ہمیشہ رہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اور آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی برکتیں اور اُس کی تائید اور اُس کی مدد اور اُس کی رضا سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے اہلسنت و جماعت کو قیامِ قیامت تک معزز کیا اور صلاۃ وسلام ہمارے آقا اور ہمارے ذخیرہ اور ہماری جائے پناہ اور وہ جن پر ہمارا بھروسہ ہے ہمارے سردار محمد ﷺ پر کہ چشمِ عالم کی پُتلی ہیں۔ جن کا کمال وجلال وشرف وفضل متحقق ودائم ہے اہلِ علم اور اہلِ عقل اور اہلِ کشف سب کے نزدیک جن کا ارشاد ہے کہ جب کبھی کچھ بد مذہب ظاہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کی زبان پر چاہے اُن پر اپنی حجت ظاہر فرمادیتا ہے جن کی حدیث ہے کہ جب بدمذہبیاں یا فتنے ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو بُرا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم ایسے وقت اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے اُس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اور اللہ اُس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل جن کا فرمان ہے کیا تم بدکار کی بُرائیاں ذِکر کرنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اُسے کب

پہچانیں گے بدکار میں جو عیب ہیں مشہور کرو کہ لوگ اُس سے بچیں یہ حدیث ابن ابی الدنیا اور حکیم اور شیرازی اور ابنِ عدی اور طبرانی اور بیہقی اور خطیب نے بہز بن حکیم انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی اور اُن کے آل و اصحاب اور سب پیرووں پر کہ اہلِ سنّت و جماعت مقلّدین ائمہ اربعہ مجتہدین ہیں بعد حمد و صلاۃ میں نے اس سوال کا مضمون بغور تمام دیکھا۔ جو حضرت جناب احمد رضا خاں نے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اُس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور اُسے درازیٔ عمر اور اپنی جنتوں میں ہیشگی نصیب کرے۔ تو میں نے پایا کہ ہولناک باتیں جو اِن بُری بدمذہبی والوں سے نقل کیں صریح کفر ہیں۔ اور جو اِن شنیع بدعتوں کا مرتکب ہوا۔ توبہ لینے کے بعد سلطانِ اسلام کے لیے اس کا خون حلال ہے۔ اور جن جن کی تصنیفوں میں وہ اقوال ہین وہ اس قابل ہیں کہ اُن کی زبان چبا ڈالی جائے اور اُن کے ہاتھ اور انگلیاں کچل دی جائیں کہ انھوں نے شانِ الٰہی کو ہلکا جانا اور رسالتِ عامہ کے منصب کو خفیف ٹھہرایا۔ اور اپنے ستاد ابلیس کی بڑائی کی اور بہکانے اور دھوکا دینے میں اُس کے شریک ہوئے۔ تو مشاہیر علما جن کی زبان کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے۔ اور سلاطین و حکام جن کے ہاتھ کو جزا و سزا میں کشادہ کیا ہے اُن سب پر فرض ہے کہ ان لوگوں کی بدمذہبیاں زائل کرنے میں علماء زبان سے اور سلاطین ہاتھ سے کوشش کریں تاکہ بندے اور شہر اور ذہن اُن کی تلبیسوں سے راحت پائیں۔ سُن لو۔ اور اللہ کے امان والے مکّہ میں بھی اِن شیطانوں میں کا ایک طائفہ ہے۔ تو عوام پر فرض ہے کہ اُن کے میل جول سے بالکل احتراز کریں۔ کہ خدا کی قسم ان سے میل جول جذامی کے میل جول سے ایذا میں سخت تر ہے نیز ان میں سے ہمارے یہاں مدینہ طیبہ میں چند گنتی کے ہیں۔ تقیہ کی آڑ میں چھپے ہوئے اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو عنقریب مدینہ طیبہ اُن کو اپنی مجاورت سے نکال دے گا۔ کہ اُس کی خاصیت حدیث صحیح سے ثابت ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ اگر وہ لوگوں کو کسی فتنے میں ڈالنا

چاہے تو ہمیں فتنے میں پڑنے سے پہلے اپنے پاس بلالے اور ہمیں حُسنِ نیت نصیب کرے اور ہمیں کھرا بنالے۔ اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے ہاتھ سے لکھا فقیر ترین مخلوق خادمِ علما وفقرا حرم سیّد عالم ﷺ میں مالکیہ کے سردار سیّد احمد جزائری نے کہ مدینہ میں پیدا ہوا اور عقیدے کا سُنّی بندۂ خدا اور مذہب کا مالکی اور طریقہ اور نسب کا قادری ہے حمد کرتا ہوا اور درود وسلام بھیجتا ہوا تعظیم وتکریم وتکمیل کرتا ہوا۔

مہر

تقریظ

معظم علماو مکرم اہل کرم خزانہ علوم وکانِ فہوم علما میں صاحبِ پیری
آسمان سے توفیق یافتہ صاحبِ فیض ملکوت

مولانا حضرت خلیل بن ابراہیم خربُوتی

اللہ تعالیٰ مددِ الٰہی سے اُن کی تائید کرے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا مالک اور درود وسلام سب سے پچھلے نبی ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب سب پر اور اُن پر جونکوئی کے ساتھ اُن کے پیرو ہیں قیامت تک حمد وصلاۃ کے بعد ان علمائے اسلام کی تحریر میں جو بات اس مقام میں قرار پائی وہی حق واضح ہے جس کا اعتقاد باجماع علمائے مسلمین واجب ہے جس طرح عالم علامہ فاضل کامل مولوی احمد رضاخاں بریلوی نے اپنی کتاب ''المعتمد المستند'' میں تحقیق کیا اللہ تعالیٰ ابد تک مسلمانوں کو اُس سے نفع پہنچائے اور اللہ ہی حق کی راہ دکھانے والا ہے اور اُسی طرف رجوع و بازگشت ہے۔ اس لیے لکھنے کا حکم دیا حرم شریف نبوی میں علم شریف کے خادم خلیل بن خربوتی نے۔

مہر

تقریظ

نور روشن روح مجسم تصویر سعادت حقیقت سیادت صاحب خوبی
وزیادت و دلائل خوبی و فضائل نکوئی محمود مہتدی

مولانا سیّد محمد سعید شیخ الدلائل

اُن کی فضیلتیں ہمیشہ رہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے لیے وہ حمد ہے جس سے سب ارمان نکلیں مُرادیں آسان ہوں وہ حمد جس کی برکت سے ہم تمسک کریں اور سب اندیشوں میں اُس کے دامن کی پناہ لیں اور وہ درود وسلام کے پَے در پے آتے رہیں۔ جب تک صبح وشام ایک دوسرے کے بعد ہوا کریں ہمارے سردار محمد ﷺ پر جن کی رسالت سے آسمان و زمین چمک اُٹھے اور پیشی والے دن جب ہولوں کی شدّت ہوگی سارا جہاں اُن کی پناہ لے گا اور اُن کی آل پر جنھوں نے اُن کے روشنیوں سے نور حاصل اور اُن کی باتیں اور اُن کے کام سب حفظ کیے تو وہ اپنے پچھلوں کے لیے دین میں پیشوا ہیں۔ اور روشِ محمدی میں اپنے ہر پیرو کے امام ہیں اور اسی ذریعہ سے اس شریعتِ روشن کے ساتھ محافظت مخصوص ہوئی جس طرح اُن کا اِرشاد ہے جو سچّے ہیں اور سچّے مانے گئے کہ ہمیشہ میری اُمت کا ایک گروہ غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا کا حکم اسی حالت میں آئے گا کہ وہ غالب ہوں گے حمد وصلاۃ کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ نے جس کی

عظمت جلیل اور منّت عظیم ہے اپنے بندوں میں سے جسے پسند کیا اُسے اس شریعتِ روشن کی خدمت کی توفیق بخشی اور اُسے نہایت تیز فہم عطا کر کے مدد دی۔ تو جب شبہ کی رات اندھیری ڈالتی ہے وہ اپنے آسمانِ علم سے ایک چودھویں رات کا چاند چمکاتا ہے۔ تو اس طریقہ سے شریعتِ مطہرہ تغییر و تبدیل سے محفوظ ہوگئی۔ قرناً فقرناً اعلیٰ درجے کے کام علما پر کھنے والوں کے ہاتھوں میں اور ان میں سب سے زیادہ عظمت والوں میں سے عالم کثیر العلم دریائے عظیم الفہم حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں ہیں کہ اُس نے اپنی کتاب ''المعتمد المستند'' میں اُن کجی والے مرتدوں کا خوب گھرا ردکیا۔ جو فساد اور شامت پھیلانے کے مرتکب ہوئے۔ تو اُسے اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے خیر جزا عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کی آل پر درود و سلام بھیجے۔ کہا اسے اپنی زبان سے اور لکھا اسے اپنے قلم سے۔ اپنے رب کے محتاج محمد سعید ابن السیّد محمد المغربی شیخ الدلائل نے اللہ تعالیٰ اُس کی اور سب مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔

مہر

تقریظ

فاضِل جلیل عالمِ عقیل شعاعِ آفتاب وروشنی ماہتاب والے

مولانا محمد بن احمد عمری

ہمیشہ عیش خوشگوار سرسبز وشاداب میں رہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں خدا کو جو مالک سارے جہاں کا اور درود وسلام سب نبیوں کے خاتم اور سب پیغمبروں کے اِمام اور اُن کے اچھے پیرووں پر قیامت تک حمد وصلاۃ کے بعد بے شک میں مطلع ہوا۔ اُس کے رسالہ پر جو عالم علّامہ سے، مرشد محقق، کثیر الفہم، عرفان ومعرفت والا۔ اللہ عزّ وجل کی پاکیزہ عطاؤں والا ہمارا سردار اُستاد دین کا نشان وستون اور فائدہ ۔۔۔۔۔والے کا معتمد وپشت پناہ فاضل حضرت احمد رضا خاں ۔ اللہ تعالیٰ اُس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے۔ اور اُس کے فیض کے نوروں سے علموں کے آسمان کو روشن رکھے۔ تو میں نے اُس رسالہ کو پایا۔ مطلبوں کا پُورا کرنے والا۔ مقاصد کی تکمیل کرنے والا اور ذہن سے نکل جانے والے مضامین کا روکنے والا۔ جس میں ہر صادر ووارد کے لیے آبِ شیریں ہے جس نے ملحدوں کے تمام شبہوں کو گھیر کر ازبیخ برکندہ کردیا اور زندیقوں کی رسیوں پر حملہ کرکے اُنھیں جڑ سے کاٹ دیا۔ دلیلوں کی روشنی اور حجتوں کے ظہور کے ساتھ اور روشوں کی شیرینی اور میزانوں کی درستی کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے دین اور اپنی نبی کی طرف سے

بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور اِسلام و مسلمین کی طرف سے سب سے زیادہ کامل پیمانے سے اُس کا ثواب پورا کرے۔

وہ ہمیشہ رہے اسلام میں اک حصنِ حصین
جس سے خشکی وتری والے ہدایت پائیں

کہا اسے ہفتم ربیع الآخر میں اُن کی دُعا کے اُمیدوار محمد بن احمد العمری نے حرمِ نبی ﷺ میں علم کا ایک طالب ہے۔

مہر

تقریظ

محکم سیّد شریف پاکیزہ لطیف ماہر علامہ صاحب عزّت و شرف
مستغنی عن المدح

حضرت مولانا سیّد عباس بن سیّد جلیل محمد رضوان شیخ الدلائل

اللہ تعالیٰ اُس سختی کے دِن میں اُن دونوں کے ساتھ اپنی رضا کا معاملہ فرمائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پاکی ہے تجھے اے رَبّ ہمارے ہم تیری تعریف شمار نہیں کر سکتے اور تیرے ہی لیے حمد ہے تجھ سے تیری ہی طرف درود و سلام بھیج اپنے نبی پر جو مشکلیں کھولنے والے ہیں۔ اور اُن کے آل و اصحاب پر کہ اُمّت کے رہنما ہیں جب تک کوئی قلم کچھ لکھے اور نیکیوں کی طرف جلدی کرنے میں کوئی قدم ہلکا ہو حمد و صلاۃ کے بعد دعائے برادران کا محتاج عباس ابن مرحوم سیّد محمد رضوان کہتا ہے میں نے اس رسالہ کے کمالاتِ حیران کُن کے میدان میں نگاہ کی باگ ڈھیلی کی تو میں نے اُسے صواب و ہدایت کی پوشاکِ جمال و جلال میں ناز کرتا پایا کہ بدمذہبوں گمراہوں کے رَدّ کا ذمہ لیے ہوئے ہے تو وہی معتمد و مستند ہے اس لیے کہ وہی ہدایت پانے والوں کے جائے پناہ و سند ہے۔ اس رسالہ نے وہ باتیں ظاہر کر دیں جن کی باریکیوں تک پہنچنے میں عقلیں بہک رہی تھیں اور وہ باتیں تحقیق کیں جن کی حقیقتوں کے پانے میں قدموں نے لغزشیں کیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ اُس کی تصنیف ہے جو علامہ امام ہے تیز

ذہن بالا ہمت ہے۔ خبردار صاحبِ عقل صاحب وجاہت وجلالت ہے یکتائے دہر و زمانہ وحضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی حنفی ہمیشہ وہ معرفتوں کا پُھولا پھلا باغ رہے اور علومِ دقیقہ کی منزلوں میں سَیر کرتا ہوا ماہِ تمام اللہ تعالیٰ مجھے اور اُسے ثواب عظیم عطا فرمائے۔ اور مجھے اور اُسے حُسنِ عاقبت نصیب کرے اور ہم سب کو حُسنِ خاتمہ روزی کرے اُن کے ہمسایہ میں جو تمام جہان سے بہتر اور چودھویں رات کے چاند ہیں اُن پر اور اُن کے آل و اصحاب پر سب سے بہتر درود اور سب سے کامل تر سلام۔

تحریر تاریخ ہفتم ربیع الآخر ۱۳۲۴ھ
راقم مسجد سردار عالم ﷺ میں
علم و دلائل الخیرات کا خادم

مہر

تقریظ

فاضل کامل العقل یکی از مردانِ میدانِ علم پاکیزہ سُتھرے
زیرک تیز ذہن شاخ آراستہ و پاکیزہ منبت

مولانا عمر بن حمدان محرسی

ظفر وفلاح اُنھیں یاد رکھیں اور کبھی نہ بھولیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے زمین و آسمان بنایا۔ اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی اس پر کافر لوگ اپنے رب کا ہمسر بتاتے ہیں اور درود و سلام ہمارے سردار محمد ﷺ ختم الانبیاء پر جن کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ میری اُمت سے ایک گروہ قیامِ قیامت تک حق کے ساتھ غالب رہے گا اِسے حاکم نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہمیشہ میری اُمت کا ایک گروہ دینِ الٰہی پر بشدّت قائم رہے گا۔ اُنھیں نقصان نہ دے گا۔ جو اُن کے خلاف کرے گا۔ اور اُن کی آل پر کہ ہدایت فرمانے والے ہیں اور اُن کے صحابہ پر جنھوں نے دین کو مضبوط کیا بعد حمد وصلاۃ بے شک میں مطلع ہوا اُس ہر جو تحریر کیا ایسے عالمِ علامہ نے کہ کمال ادراک عظیم فہم والا ہے ایسی تحقیق والا جو عقول کو حیران کردے جناب حضرت احمد رضا خاں اُس خلاصہ میں جو اُس کی کتاب معتمد المستند سے لیا گیا ہے تو میں نے اُسے اعلیٰ درجہ کی تحقیق پر پایا تو اللہ کے لیے

ہے خوبی اُس کے مصنف کی بیشک اُس نے مسلمانوں کی راہ سے ہر ایذادِہ چیز کو دُور کردیا اور اللہ اور اُس کے رسول اور دین کے اماموں اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کی۔ کہا اسے ہشتم ربیع الثانی میں عمر بن حمدان محرسی نے کہ مذہب کا مالکی اور عقیدے کا سُنی اشعری ہے۔ اور سرورِ عالم ﷺ کے شہر میں علم کا خدمت گار۔

مہر

عالم موصوف سلمہ اللہ تعالیٰ کی دوبارہ تحریر مشک جتنا مکرر کیا جائے لائق و سزاوار ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے اُسے راہ دکھائی جسے اپنے فضل سے توفیق بخشی اور اپنے عدل سے گمراہ کیا جسے چھوڑا اور ایمان والوں کو آسانی کی راہ بخشی و نصیحت قبول کرنے کے لیے اُن کے سینے کھول دیے۔ تو اللہ عزّوجل پر ایمان لائے زبانوں سے گواہی دیتے اور دِلوں سے اخلاص رکھتے اور جو کچھ اُنھیں اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور رسولوں نے دیا اُس پر عمل کرتے ہوئے اور درود و سلام اُن پر جن کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے لیے رحمت بھیجا۔ اور اُن پر اپنی واضح کتاب اُتاری جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور بے دینوں کی بے دینی کا باطل کرنا تو اُسے نبی ﷺ نے اپنی سنتوں سے ظاہر فرمادیا جن کی دلیلیں اور حجتیں ظاہر ہیں۔ اور اُن کی آل پر کہ رہنما ہے اور اُن کے صحابہ پر جنھوں نے دین کو مضبوط کیا۔ اور نکوئی کے ساتھ اُن کے پیرووں پر قیامت تک خصوصاً چاروں ائمہ مجتہدین اور اُن سب مسلمانوں پر جو اِن کے مقلّد ہیں حمد و صلاۃ کے بعد میں نے اپنی نظر کو جولاں دیا

حضرت عالمِ علامہ کے رسالہ میں جو مشکلات علوم کا کشادہ کرنے والا ہے اور اُن میں ہر منطوق و مفہوم کا اپنی توضیحِ شافی و تقریر کافی سے ظاہر کرنے والا حضرت احمد رضا خاں بریلوی جس کا نام ''المعتمد المستند'' ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی جان کی نگہبانی فرمائے اور اُس کی شادمانی ہمیشہ رکھے تو اس میں جن لوگوں کا ذکر ہے اُن کے رَدّ میں میں نے اُسے شافی و کافی پایا۔ اور وہ لوگ کون ہیں خبیث مردود غلام احمد قادیانی دجّال کذّاب آخر زمانہ کا مسلیمہ اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرفعلی تھانوی تو ان لوگوں سے جب کہ وہ باتیں ثابت ہوں جو فاضل مذکور نے ذِکر کیں ۔ قادیانی کا دعوٰیِ نبوت کرنا اور رشید احمد اور خلیل احمد اور اشرفعلی کا شانِ نبی ﷺ کی تنقیص کرنا۔ تو کچھ شک نہیں وہ کفار ہیں۔ اور جو قتل کا اختیار رکھتے ہیں اُن پر واجب ہے کہ ان کو سزائے موت دیں ۔ کہا اسے اللہ تعالیٰ کے محتاج عمر بن حمدان محرسی مالکی نے کہ مسجد نبوی ﷺ میں علم کا خادم ہے۔

مہر

تقریظ

فاضلِ کاملِ عالمِ باعمل بدوں کی بُرائیوں کے طبیب معالج

سیّد محمد بن محمد مدنی دیداوی

اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم میں اُن کے چھپائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں خدا کو اور درود وسلام خدا کے رسول اور اُن کے آل و اصحاب اور اُن کے سب دوستوں کا حمد وصلاۃ کے بعد میں مطلع ہوا اُس پر جو لکھا علامہ اُستاذ ماہر نے کہ نہایت ذہن رسا والا نام آور ہے یعنی حضرت احمد رضا خاں تو میں نے اُسے پایا عقل مندوں کے لیے سحر حلال اور ہر صواب سے الگ جانے والے زہر دیے ہوئے کے لیے تریاق اور بے شک اُس کی بات سچی ہے اور اُس کی لکھی ہوئی دلیلیں حق ہیں تو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اُنھیں دلائل کے حکم پر عمل کرے اور ظاہر و باطن میں وہی اُس کی طبیعتِ ثانیہ ہوجائے۔ تاکہ بھلائیوں کی نہایت کو پہنچ جائے اُسے لکھا گناہوں کے گرفتار اپنے رب کے محتاج محمد بن محمد حبیب دیداوی عفی عنہ نے۔

مہر

تقریظ

اَیسے فیض و نفع والے کی جو شہروں اور جنگلوں میں جاری و ساری
ہے اللہ عزّوجل کے نیک بندوں میں سے ایک نیک بندے

شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری

حرم مدینہ طیبہ میں مدرس، اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی غفاری سے تجلّی فرمائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے سب دینوں پر غلبہ دے۔ اور درود و سلام سب سے کامل تر اور ہمیشہ رہنے والے اُن پر جو مطلقاً تمام مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل و اصحاب پر اور اُن پر جنھوں نے اُن کی گفتار و کردار میں پیروی کی اور تمام انبیاء اور رسولوں پر اور اُن سب کے تمام آل و اصحاب پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر حمد و صلاۃ کے بعد میں اس رسالہ پر مطلع ہوا۔ جو کجی والے کافروں گمراہوں کے رَد میں ہے۔ جسے عالم فاضل انسانِ کامل علامہ محقق فہامہ مدقق حضرت جناب احمد رضا خاں نے تالیف کیا۔ اللہ اُس کا حال اور کام اچھا کرے الٰہی اَیسا ہی کر تو میں نے اُسے پایا کہ اُن کجروں بے دینوں کے رَدّ میں شافی و کافی ہے۔ جنھوں نے خود اللہ ﷻ اور رب العلمین کے رسول پر زیادتی کی جو یہ چاہتے ہیں کہ اپنے مُونھوں سے اللہ کا نور بُجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا۔

پڑے بُرا مانا کریں کافر یہ لوگ وہ ہیں جن کے دِلوں پر اللہ تعالیٰ نے مُہر کردی اور یہ لوگ اپنی خواہشِ نفسانی کے پیچھے ہیں اور اللہ نے اُنھیں حق سے بہرا کردیا۔ اور اُن کی آنکھیں پھوڑدیں اور شیطان نے اُن کی نظروں میں اُن کے کام اچھے کردکھائے تو انہیں راہِ حق سے روک دیا۔ کہ وہ ہدایت نہیں پاتے اور اب جانا چاہتے ہیں کہ کس پلٹے پر پلٹا کھائیں گے۔ کیوں نہ ہو کہ یہ رسالہ صریح ومشہور وصحیح نصوص کے موافق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو اس بہترین اُمّت سے نہایت کامل جزاء عطا فرمائے اور اُسے اور جتنے لوگ اُس کی پناہ میں ہیں۔ اُنھیں اپنے پاس قرب بخشے اور اُس سے سنّت کو قوت دے اور بدعت کو ڈھائے اور اُمّتِ محمد ﷺ کے لیے اُس کا نفع ہمیشہ رکھے اے اللہ ایسا ہی کر اسے لکھا اللہ عزّوجل خالقِ عالم کے محتاج محمد بن سوسی خیاری نے کہ علمِ شریعت کا خادم ہے۔

مہر

تقریظ

جامع علوم نقلیہ واصل فنون عقلیہ جامع شرافت حسب ونسب
آباواجداد سے وارثِ علم و شرف محقق صاحبِ ذہن نقاد مدقق
تیز ذہن مدینہ طیبہ میں شافعیہ کے

مفتی مولانا سیّد شریف احمد برزنجی

اُن کا فیض ہر سیاہ وسفید کو شامل ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں اُس خدا کو جسے اپنی ذات سے ہر کمالِ ذاتی و صفاتی لازم ہے وہ جس کی تسبیح کرتا اور ہر نقص سے اُس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ کہ اُس کی زمین اور آسمانوں میں ہے اور اُس کی ذات شریک و مشابہ سے بلند و بالا ہے تو کوئی چیز اُس جیسی نہیں وہی سُنتا اور دیکھتا اُس کا کلامِ قدیم سچ و خالص یقین ہے اور اُس کا قول حق وباطل میں فیصلہ فرمادینے والا اور صریح حق ہے اور سب سے بہتر درودوسلام اور سب سے کامل تر رحمت و برکت و تعظیم ہمارے سردار و مولیٰ محمد ﷺ پر جن کو اُ کے رب نے تمام جہان سے چُن لیا اور اُن کو سب اگلوں پچھلوں کا علم عطا فرمایا۔ اور اُن پر قرآنِ عظیم اُتارا جس کی طرف باطل کو راہ نہیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے حکمت والے سراہے گئے کا اُتارا ہوا اور اُنھیں ایسے کمالات کے ساتھ خاص کیا۔ جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ اور انھیں اتنے غیبوں کے علم دیے جن کا شمار نہیں تو وہ مطلقاً

تمام جہان سے افضل ہیں۔ذات میں بھی صفات میں بھی اور عقل وعلم وعمل میں بلا خوف تمام جہان سے کامل تر ہیں اور اُن پر انبیاء کوختم فرمادیا پس نہ اُن کے بعد کوئی رسول ہے نہ نبی اور اُن کی شریعت کو ابدی کیا۔تو قیامِ قیامت تک منسوخ نہ ہوگی اور اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اور ان کی ستھری پاکیزہ آل اور اُن کے اصحاب پر کہ مددِ الٰہی نے دشمنوں پر جن کی تائید فرمائی۔ یہاں تک کہ وہی غالب ہوئے۔ حمد وصلاۃ کے بعد کہتا ہے وہ جو اپنے رب نجات دہندہ کے عفو کی طرف محتاج ہے۔سیّد احمد بن سید اسماعیل حسینی برزنجی کہ سرور عالم ﷺ کے مدینہ طیبہ میں شافعیہ کا مفتی ہے اسے علامہ کمال ماہر مشہور مشہتر صاحبِ تحقیق و تنقیح و تدقیق و تزیین عالم اہلِ سنّت وجماعت جناب حضرت احمد رضاخاں بریلوی ۔ اللہ تعالیٰ اُس کی توفیق اور بلندی ہمیشہ رکھے میں آپ کی کتاب ''المعتمد المستند'' کے خلاصہ پر واقف ہوا۔تو میں نے اُسے مضبوطی اور پرکھ کے اعلیٰ درجے پر پایا۔ اُس کے سبب آپ نے مسلمانوں کی راہ سے ہر تکلیف دِہ چیز ہٹادی اور اس میں آپ نے اللہ اور رسول اور ائمۂ دین کی خیر خواہی کی اور آپ نے اُس میں حق کی ٹھیک دلیلوں سے ثبوت دیا۔ اور اس میں آپ نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل کی۔ کہ دین خیر خواہی ہے تو آپ کی تحریر اگرچہ مداحی اور تعظیم اور اچھی تعریف سے بے نیاز ہے مگر مجھے پسند آیا۔کہ اُس کی جولانگاہ میں میں بھی اُس کا ساتھ دوں اور اُس کے بیانِ روشن کے میدان میں بعض اور وجوہ ظاہر کروں تا کہ میں مصنّفِ رسالہ کا شریک ہوجاؤں اُس اچھے حصّہ میں جو اُس نے اپنے لیے واجب کرلیا۔ اور اُس اجر اور عمدہ ثواب میں جو اللہ عزّوجل کے پاس ذخیرہ ہے۔تو میں کہتا ہوں وہ جو غلام احمد قادیانی کے اقوال ذکر کیے۔ کہ مثیل مسیح ہونے اور اپنی طرف وحی آنے اور نبی ہونے اور بہتیرے انبیاء سے اپنے افضل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے سوااور باطل باتیں جنھیں سُنتے ہی کان پھینک دیں اور راستی والی طبیعتیں اُن سے نفرت کریں تو وہ اُن باتوں میں

مسیلمہ کذّاب کا بھائی ہے اور بلاشُبہ دجّالوں میں کاایک ہے اللہ تعالیٰ نہ اُس کا علم قبول کرے نہ عمل نہ کوئی قول نہ فرض نہ نفل اس لیے کہ وہ دینِ اسلام سے نکل گیا۔ جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے اور اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی روشن آیتوں کے ساتھ کفر کیا۔ تو واجب ہے ہر مسلمان پر جو اللہ اور اُس کے عذاب سے ڈرے اور اُس کی رحمت اور ثواب کا اُمیدوار ہو کہ اُس سے اور اُس کے گروہ سے پرہیز کرے اور اُس سے ایسا بھاگے جیسا شیر اور جذامی سے بھاگتا ہے اس واسطے کہ اُس کے پاس پھٹکنا سرایت کرجانے والا مرض اور چلتی ہوئی بلا ونحوست ہے اور جو کوئی اُس کی باطل باتوں میں سے اسے کسی بات پر راضی ہو یا اُسے اچھا جانے یا اُس میں اُس کی پیروی کرے تو وہ بھی کافر کھلی گمراہی میں ہے یہی لوگ شیطان کے گروہ ہیں۔ شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں۔ اس لیے کہ دین سے بالضرورۃ متیقن ہے۔ اور تمام اُمّتِ اِسلام کا اوّل سے آخر تک اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ سب انبیاء کے خاتم اور سب پیغمبروں سے پچھلے ہیں نہ اُن کے زمانہ میں کسی شخص کے لیے نئی نبوّت ممکن نہ اُن کے بعد اور جو اس کا ادّعا کرے وہ بے شبہ کافر ہے اور رہے امیر احمد اور نذیر حسین اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور اُن کا کہنا کہ اگر حضورِ اقدس ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے۔ بلکہ اگر حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو۔ تو اُس سے خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا الخ تو اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے بعد کسی کو نبوّتِ جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماع علمائے اُمّت کافرہ ے اور اللہ کے نزدیک زیاں کار اور ان لوگوں پر اور جو ان کی اس بات پر راضی ہوا۔ اُس پر اللہ غضب اور اُس کی لعنت ہے قیامت کت اگر تائب نہ ہوں اور وہ جو طائفہ وہابیہ کذابیہ رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے جس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وقوع کذب بالفعل ماننے والے کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ اللہ نہایت بلند ہے اُن کی باتوں سے تو کوئی

شبہ نہیں کہ جو باری تعالیٰ سے وقوع کذب بالفعل مانے کافر ہے اور اُس کا کفر دین کی اُن بدیہی باتوں سے ہے جو خاص و عام کسی پر مخفی نہیں اور جو اُسے کافر نہ کہے وہ کفر میں اُس کا شریک ہے کہ اللہ عزّوجل سے وقوع کذب ماننا اُن سب شریعتوں کے ابطال کا باعث ہوگا جو نبی ﷺ اور اُن سے اگلے انبیاء و مرسلین پر اُتاری گئیں کہ اس سے لازم آئے گا کہ دین کی کسی خبر پر اعتبار نہ کیا جائے۔ جن پر اللہ کی اتاری ہوئی کتابیں مشتمل ہیں اور اس حالت میں نہ ایمان معقول نہ اِن میں کسی کی یقینی تصدیق مستور حالاں کہ ایمان وصحت ایمان کی شرط یہی ہے کہ پورے یقین کے ساتھ اُن سب خبروں کی تصدیق کی جائے اللہ عزّوجل اپنے بندوں سے فرماتا ہے یوں کہا کہ ہم ایمان لائے اللہ اور اُس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو اُتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور بنی اسرائیل کی شاخوں کی طرف اور اُس پر جو کچھ عطا کیے گئے۔ موسیٰ اور عیسیٰ اور جو کچھ اور نبی اپنے رب کے پاس سے دیے گئے ہم اُن میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اُس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں تو یہ یہود و نصاریٰ وغیرہم تمہارے مخالفین اگر اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم لائے ۔ جب تو راہ پا گئے اور اگر مُنہ پھیریں تو وہ بڑے جھگڑالو ہیں۔ تو اے نبی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اُن کے شر سے کفایت کرے گا۔ اور وہی ہے سننے اور جاننے والا۔ اور اس لیے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اِتفاق ہے کہ اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اپنے جمیع کلام میں سچا ہے تو حق سبحٰنہٗ وتعالیٰ سے وقوع کذب ماننا اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کی تکذیب ہوگا اور انبیا علیہم السلام کے جھٹلانے والے کے کفر میں کوئی شریک نہیں۔ اور اس میں اس بناء پر کہ رسولوں نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی اور اللہ عزّوجلّ نے معجزات عطا فرما کر اُن کی تصدیق فرمائی۔ کسی شئ کا اپنے نفس پر موقوف ہونا لازم نہ آئے گا اس لیے کہ اللہ عزّوجلّ نے جو انبیا علیہم السلام کی تصدیق معجزات سے فرمائی۔ وہ ایک فعل کے ساتھ تصدیق ہے (کہ اظہار معجزہ فعلِ الٰہی ہے) اور رسولوں کا اللہ عزّوجلّ

کی تصدیق کرنا قول سے ہے تو جہتیں جُدا ہوگئیں جیسا کہ صاحب مواقف نے اس کی توضیح کی اور وہ جو اس گمراہ فرقے نے مسئلۂ امکانِ کذب میں جس سے اللہ پاک و برتر اور بہت بلند ہے اس کی سند لی ہے۔ کہ بعض ائمہ جائز رکھتے ہیں کہ گنہ گار کو بخشدے اور عذاب نہ کرے اُن کی یہ سند باطل ہے اس لیے کہ ہر آیت یا نصِ شرعی کہ بعض گنہ گاروں کے لیے کسی وعید پر مشتمل ہو۔ اگر وہ وعید اُس آیت یا نص میں بظاہر مطلق بھی چھوڑی گئی ہو تو بلا شبہ وہ حقیقۃً مشیتِ الٰہی کے ساتھ مقید ہے کہ اللہ ﷻ خود فرماتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشتا اور اس کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے بخش دے گا۔ اگر اللہ عزّوجل کے کلام نفسی قدیم کی طرف دیکھو تو وہاں تو اس مطلق کا مقید ہونا یوں ظاہر ہے کہ وہ ایک صفت بسیط ہے تو اُس میں قید و مقید ازل تا ابد ہمیشہ مجتمع ہیں جن میں کبھی جُدائی نہیں اور اگر اُس اُتاری ہوئی وحی کی طرف نظر کرو تو اس میں از آنجا کہ آیات متعدد جُدا جُدا ہیں قید و اطلاق الگ الگ ہوں گے۔ مگر ان میں جو مطلق ہے مقید پر محمول ہے جیسا کہ اُصول کا قاعدہ ہے۔ اِن وجوہ کے ہوتے ہوئے کس طرح متصور ہوسکتا ہے کہ اللہ عزّوجل کے کذب کا قول خلف وعید جائز ماننے والوں پر لازم آئے اور اللہ عزّوجل سے مدد مطلوب ہے اِن لوگوں کی باتوں پر اور وہ جو رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رَد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دووجہ سے کفر ہے ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس ﷺ کا اور یہ صاف صاف حضور اقدس ﷺ کی شان گھٹانا ہے۔ دوسرے یہ کہ اُس نے حضور سیّد عالم ﷺ کے علمِ کی وُسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا اور چاروں مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ نبی ﷺ کی شانِ اقدس گھٹانے والا کافر ہے۔ اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی بات کو شرک و

کفر ٹھہرائے وہ کافر ہے۔ اور وہ جو اشرفعلی تھانوی نے کہا کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے، یا کُل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے حاصل ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ کُھلا ہوا کفر ہے۔ بلاتفاق اس لیے کہ اس میں رشید احمد کے اُس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ ﷺ کی تنقیصِ شان ہے تو بدرجۂ اولیٰ کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا موجب تو یہ لوگ اس آیۂ کریمہ کے سزاوار ہیں۔ کہ اے نبی! اِنْ سے فرمادے۔ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد یہ حکم ہے ان فرقوں اور اِن شخصوں کا اگر اُن سے یہ شنیع باتیں ثابت ہوں۔ تو اللہ بڑے رحم والے بڑے احسان والے سے ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ ہمیں ایمان پر قائم رکھے اور سیّد عالم ﷺ کی سنت کا دامن ہمارے ہاتھ سے کبھی نہ چُھڑوائے اور شیطان کے جھٹکوں اور نفس کے وسوسوں اور اُس کے باطل وہموں سے ہمیں ہمیشہ محفوظ رکھے اور ہمارا ٹھکانہ وسیع جنّت میں کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ سردار انس و جان پر درود بھیجے۔ اور سب خوبیاں خدا کو جو سارے جہان کا مالک ہے اس کے لکھنے کا حکم دیا اُس نے جو اپنے رب نجاتِ دہندہ کے عفو کا محتاج ہے۔ سیّد احمد ابن سیّد اسمٰعیل حسینی برزنجی جو حضور اقدس ﷺ کے مدینہ شریف میں شافعیہ کا مفتی ہے۔

مہر

تقریظ

فاضل نامور جو کشور فہم میں مثل حاکم ہیں اور سُلطانِ علم کے
لیے بجائے وزیر

مولانا حضرت محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اُندلسی مدنی تونسی

اللہ تعالیٰ انھیں ہر بدی سے محفوظ رکھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد اُس خدا کو جو صفات کمال کے ساتھ موصوف ہے۔ دِل کے اعتقاد اور زبان کے قول میں ہر ناسزا بات سے اُس کی شان کو منزّہ جاننا اور پاکی بولنا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے اپنے نبی اور اپنے چُنے ہوئے اور اپنے پیارے اور تمام مخلوق میں سے اپنے پسندیدہ اور اپنے برگزیدہ پر جو ہر عیب سے منزّہ ہیں۔ جو اُن کی تنقیصِ شان کرے دنیا میں ہر خواری اور آخرت میں ذلّت دینے والے عذاب کا مستحق ہے۔ اور اُن کے آل و اصحاب رہنمایانِ خلق پر کہ نبی ﷺ کے دینِ صحیح سے اُن باتوں کی روایت کرنے والے ہیں جن سے شیطانی جھگڑے اور وہموں کی بناوٹیں دفع ہوجائیں۔ یہ سب حضورِ اقدس ﷺ کے معجزوں سے ہیں کہ زمانوں اور برسوں کے گزرنے تک رہیں گے۔ حمد و صلاۃ کے بعد جو کچھ اس رسالۂ پُرنور میں اُن فِرقوں کی رُسوائیاں اور اُن کی شیطانی گمراہیاں لکھی ہیں میں نے دیکھیں مجھے اس سے سخت ہی اچنبا ہوا۔ کہ شیطان نے اپنی خواہشوں کو اُن کے سامنے کیسا کچھ

آراستہ کیا اور اُن میں اپنی مراد کی پہنچ گیا۔۔ اور طرح طرح کے کفر اُن کے لیے گھڑے تو وہ ان میں اندھے ہو رہے ہیں اور وہ اُن کفروں کی راہ میں قسم قسم کے ہو گئے تو وہ ہر اونچی طرف سے ڈھال کی طرف ڈھلک رہے ہیں یہاں تک کہ خود رب کریم کی بارگاہ میں حملہ کر بیٹھے اور نہایت گندی راہ چلے اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے اور اُن پر جرأت کی جو سب رسولوں کے خاتم اور خالص در خالص سے چُنے ہوئے ہیں جن پر یہ خطاب اُترا کہ بے شک تم عظیم خلق پر ہو نیز میں نے وہ فتاویٰ اور پسندیدہ جواب دیکھے جو اُس رسالہ کے اخیر میں لکھے گئے جنھوں نے اُن باطل اقوال کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دیا اور حق کے بھالے اور ٹھیک فیصلے کے نیزے اُن باطل باتوں کی گردنوں اور سینوں پر مارے کہ تباہ و برباد گئیں۔ جن کا نام نشان نہ رہا۔ اور اندھیری رات کی تاریکی صبح روشن درخشندہ کے سامنے کہاں ٹھہر سکتی ہے خصوصاً وہ تحریر جسے مہذب و منقح کیا عِلم کے نشان بردار پاکیزہ سُتھرے شہروں میں مذہب امامِ شافعی کے علم بردار مفتی جہاں پیشوائے علمائے مشاہیر نے جو متحیر کر دینے والے کمال اور رسائی کلام میں ہر پاکیزہ مقصد کو پہنچے ہمارے شیخ اور اُستاذ سیّد احمد برزنجی شریف اللہ تعالیٰ اُن سب کو سب سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اُنھیں اپنا احسانِ کثیر نہایت کامل بخشے۔ تو اب مجھ جیسے کے لیے کیا کہنے کے لیے رہ گیا ہے کہ مردانِ میدان میں میرا شمار نہیں اور کیا باز کے ساتھ پتنگا ذکر کیا جائے گا۔ گھوڑے کی صورت چمگادڑ کی نظر سے قیاس کی جائے گی۔ مگر مجھے اس معاملہ میں جواب نہ دینے سے خوف آیا اگرچہ میں اس میدان کے سواروں کی تیز گامی سے دُور ہوں اور میں نے اُمید کی کہ ان مردانِ میدان کے ساتھ مجھے بھی بچا ہوا پانی پہنچے اور اس جماعت کے گروہ میں سبقت کا بڑا حصہ پاؤں اور اُن لوگوں کی لڑی میں گندھوں جنھوں نے دین کی مدد کی اپنی تلوار کھینچی اور اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے اور میں اُسی سے مدد چاہتا ہوں تو اپنے اُستاذ مذکور کی پیروی راہ کرتا ہوا کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اُن کے اجر دوچند

کرے اُس تنقیح میں جو اُنھوں نے تلخیص مطلب وتقریر اصول میں کی اور نتائج اور مفصل بیان کرنے کو آراستگی دی یہ کہ کلیات کا جزئیات پر منطبق کرنا اور ان فرقوں کا قواعدِ شرعیہ کے نیچے لانا اور احکام کا اُن کے محلِ اقتضا پر نازل کرنا یہ سب کام تو ہمارے سرداروں نے اُن جوابوں میں کر دکھائے ایسے کہ نہ اُن پر افزدنی کی جگہ ہے کہ اُس میں شک و شبہ کو راہ ہے اور میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ بعض نصوص لے آؤں جن سے تائید ہواور عمارت کی نیو مضبوط کردیں اور اللہ ہدایت کا مالک ہے امام قاضی عیاض نے فرمایا جو اپنی طرف وحی آنے یا نبوت یا اسکے مثل کسی بات کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اس کا خون حلال امام ابن القاسم نے فرمایا جو نبی بنے اور کہے کہ میری طرف وحی آتی ہے وہ مرتد کی طرح ہے خواہ اپنی طرف لوگوں کو پوشیدہ دعوت کرے یا علانیہ اور ابن رشید نے اسے ظاہر بتایا اور ابوالمودو خلیل نے کتاب التوضیح میں اُسے پسند کیا کہ سلطانِ اسلام ایسے شخص کو بے توبہ لیے قتل کردے۔ جب کہ یہ دعویٰ پوشیدہ کرتو ہو نہ جبکہ اعلان کرے اور مختصر میں اُن چیزوں کے بیان میں جو آدمی کو مرتد کردیتی ہین اسے بھی گنا کہ علانیہ نبی ﷺ کی تکذیب کرے یا نبی بنے مگر اُس حالت میں کہ اِعلان نہ کرتا ہو اُس قول پر جو زیادہ ظاہر ہے۔ اور وہ شخص معاذ اللہ نبی ﷺ کی طرف کسی نقص کی نسبت کرے حضور کی ذات خواہ نسب خواہ دین میں یا حضور کو بُرا کہے اور تنقیصِ شان کرنے اور شانِ اقدس کو چھوٹا بتانے اور عیب لگانے کے طور پر کوئی تشبیہ دے تو وہ بھی حضور کو گالی دینے والا ہے اِن سب کا حکم یہ ہے کہ سُلطانِ اسلام اُنھیں قتل کرے ابوبکر بن المنذر نے کہا۔ کہ عام علما کا اجماع ہے کہ جو کسی نبی یا فرشتوں کی تنقیصِ شان کرے اُسے سزائے موت دی جائے گی۔ اور امام مالک اور لیث اور احمد اور اسحٰق اسی قول کے قائلوں سے ہیں۔ اور یہی مذہب امامِ شافعی کا ہے اور امام محمد بن سحنون نے فرمایا کہ جو کسی نبی یا فرشتہ کو بُرا کہے۔ یا اُن کی شان گھٹائے وہ کافر ہے اور اُس پر عذابِ الٰہی کی وعید نافذ ہے

اور تمام اُمت کے نزدیک اُس کا حکم سزائے موت ہے اور جو اُس کے کافراور معذّب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اور امام مالک کے نصوص جو اُن سے ابن القاسم اور ابو مصعب اور ابن ابی اویس اور مظرف وغیرہم نے روایت کیے اُن سے عمدہ تریں کتب مذہب مثل کتاب ابن سحنون اور مبسوط اور عتبیہ اور کتاب محمد بن المواز وغیرھا بھری ہوئی ہیں۔ کہ جو بُرا کہے یا عیب لگائے یا حضور کی تنقیصِ شان کرے اُس کا حکم یہی ہے کہ سلطانِ اسلام اُسے قتل کردے گا۔ اور اُس سے توبہ نہ لے گا چاہے مسلمان ہو کا یا فر امام قاضی عیاض نے نص فرمایا کہ انھیں مذکورین کے حکم میں یہ بھی داخل ہے کہ نبی ﷺ کے لیے جو بات لازم ہے اُس کا انکار کرے جس میں اُس کا نقصِ شان ہو۔ جیسے اُن کے مرتبہ یا شرف نسب یا وفور علم یا زہد میں سے کچھ گھٹائے۔ تو اُس کا حکم بھی پہلی باتوں کے مثل ہے کہ سلطانِ اسلام ایسے کو فوراً بلاتوقف قتل کرے پھر فرمایا معلوم رہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب تنقیص شانِ اقدس کرنے والے کے بارے میں اور وہی قول سلف اور جمہور علما کا ہے یہ ہے کہ اگر وہ توبہ ظاہر کرے اُس حال میں بھی اُس کا قتل کیا جانا بربنائے سزا ہے نہ بربنائے کفر (کہ کفر تو توبہ سے زائل ہوگیا مگر جو جرم حقوق العباد سے متعلق ہے اُس کی سزا توبہ سے بھی زائل نہیں ہوتی) ولہٰذا اُس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی اور اُس کا معافی مانگنا اور رجوع کرنا اُسے نفع نہ دے گا۔ خواہ اُس پر قابو پانے کے بعد اُس نے توبہ کی یا قبل اس کے قابسی نے کہا کہ تنقیصِ شان کرنے پر قتل کیا جائے گا۔ اگرچہ توبہ ظاہر کرے۔ اس لیے کہ یہ تو سزا ہے اور ایسا ہی امام ابن ابی زید نے کہا امام ابن سحنون نے کہا اُس کی توبہ اُس سے قتل کو دفع نہ کرے گی۔ یہ حکام کے یہاں ہے ہاں وہ معاملہ جو خاص اُس کے اور اللہ کے درمیان ہے اُس میں اُس کی توبہ نافع ہے اور امام عیاض نے اُس کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ یہ نبی ﷺ کا حق ہے اور اُن کے ذریعہ سے اُن کی اُمت کا تو توبہ اُسے ساقط نہ کرے

گی۔ جیسے بندوں کے اور حقوق ۔ اور علامہ خلیل نے اِن سب کو اپنے اس قول میں جمع کیا کہ اگر کسی نبی یا فرشتہ کو بُرا کہے یا پہلو بچا کر اُس پر طنز کرے یا لعنت کا لفظ منہ سے نکالے۔ یا عیب لگائے یا زنا کی تہمت رکھے یا اُس کے حق کو ہلکا سمجھے یا کسی طرح کا نقصان نسبت کرے۔ یا اُس کے مرتبہ یا علم یا زہد میں سے کچھ گھٹائے یا اُس کی طرف وہ بات نسبت کرے جو اُس پر روا نہیں یا مذمت کے طور پر کوئی بات اُس کی طرف نسبت کرے جو اُس کی شان کے لائق نہیں وہ براہ سزا قتل کیا جائے گا۔ اور توبہ نہ لی جائے گی شارحین نے کہا حاکم کا صِرف بر بنائے سزا اُسے قتل کرنا اُس حالت میں ہے کہ وہ توبہ کرے یا حاکم کے سامنے مُکر جائے۔ کہ میں نے ایسا کہا ہی نہیں ورنہ بر بنائے کفر قتل کرے گا۔ اَور امام قاضی عیاض نے کلماتِ کفر کے شمار میں فرمایا کہ وہ بھی کافر ہے جو امورِ شریعت میں انبیاء ﷺ کا کذب جائز مانے چاہے اپنے زعم میں اس میں کسی مصلحت کا اِدّعا کرے یا نہیں تو وہ باجماع اُمت کافر ہے۔ اَیسے ہی جو نبی ﷺ کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت مِلنے کا اِدّعا کرے یا اپنی نبوت کا دعویٰ کرے یا کہے نبوت کسب سے مِل سکتی ہے علّامہ خلیل نے فرمایا جو حضور کی نبوت میں کسی کو شریک مانے یا حضور کے بعد کسی کو نبی جانے یا کہے نبوّت کسی عمل سے حاصل ہوسکتی ہے اور اَیسے ہی جو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ کرے وہ بھی کافر ہے اگرچہ مدعی نبوت نہ ہو۔ فرمایا کہ یہ سب کے سب کافر ہیں۔ نبی ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں۔ اس لیے کہ حضور نے خبر دی ہے کہ وہ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں اوری ہ کہ وہ تمام جہان کے لیے بھیجے گئے اور تمام اُمّت نے اجماع کیا۔ کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے اور اس سے جو سمجھا جاتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص تو اِن سب طائفوں کے کفر میں اصلا شک نہیں یقین کی رُو سے اور اجماع کی رُو سے اور قرآن و حدیث کی رُو سے ہمارے سردار ابراہیم لقانی نے فرمایا:

یہ فضل خاص سرور کونین کو دیا
حق نے کہ اُن کو خاتمِ جملہ رسل کیا
بعثت کو اُن کی عام کیا اُن کی شرع پاک
زائل نہ ہوگی دہر کو جب تک رہے بقا

اِسی طرح ہم یقین کرتے ہیں اُسے کافر کہنے پر جو ایسی بات کہے جس سے ساری اُمت کو گمراہ ٹھہرائے یا تمام شریعت کو باطل کی طرف راہ پیدا ہو اسی طرح ہم یقین کرتے ہیں اُس کے کافر ہونے پر جو تمام جہان میں کسی کو انبیاء ﷺ سے افضل بتائے امام مالک نے بروایت ابن حبیب وابن سحنون اور ابن القاسم و ابن الماجشون و ابن عبدالحکم واصبغ وسحنون نے اُس کے حق میں جو انبیائے ﷺ میں سے کسی کو بُرا کہے یا اُن کی شان گھٹائے حکم دیا کہ اُسے سزائے موت دی جائے اور اُس سے توبہ نہ لی جائے۔ اور امام قاضی عیاض نے اس مسئلہ کی تنقیح کے بعد کہ انبیائے ﷺ کے اعتقاداتِ توحید و ایمان ووحی کے بارے میں ہمیشہ پاک ومنزہ ہوتے ہیں اور وہ اس باب میں غلط وخطا سے معصوم ہیں یہ فرمایا کہ اِن امور کے سوا اُن کے باقی عقائد کی مجموعی حالت یہ ہے کہ وہ ہر بات میں علم یقین سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ کہ وہ تمام امور دین و دُنیا کی معرفت وعلم پر ایسے حاوی ہیں جس سے بڑھ کر متصور نہیں نیز فرمایا نبی ﷺ کے معجزات سے ہے حضور کا جاننا غیب کو اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کو اور یہ وہ سمندر ہے جس کا گہراؤ معلوم نہیں ہوسکتا نہ اُس کا عظیم پانی کھینچا جاسکے۔ اور یہ حضور کا غیب کو جاننا حجور کے اُن معجزات سے ہے جو بالیقین معلوم ہیں اور جن کی خبر بالتواتر ہم کو پہنچی ہے اور یہ کچھ اُن آیتوں کے منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کرلیتا۔ کہ ان آیات میں نفی اس کی ہے کہ حضور کا بغیر بتائے غیب کو جاننا رہا خدا کے بتائے سے حضور کا غیب کو جاننا تو یہ امر تو یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے قاضی عضدالدین نے کتاب عقائد میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا جہل و کذب ممکن نہیں علامہ دوانی نے اُس کی شرح میں کہا کہ خلفِ وعید جائز ہونے سے جو سند لے اُس کے ۔۔۔ کی وجہ یہ ہے کہ وعید کی آیتیں اُن شرطوں سے مشروط ہیں جو اور آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوتی ہیں۔ از انجملہ یہ کہ عاصی اپنی معصیت پر جمارہے اور توبہ نہ کرے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ ان شرطوں کے ساتھ وعید ہے۔ تو وعید کے جتنے احکام ہیں معنیً قضیۂ شرطیہ ہیں۔ گویا یوں فرمایا گیا کہ عاصی اگر اصرار کرے اور تائب نہ ہو اور شفاعت وغیرہ معانی کی وجہ بھی نہ پائی جائیں اُس حالت میں اُس پر عذاب ہوگا۔ تو اِن شروط عذاب میں سے کسی شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے عذاب نہ ہو تو معاذ اللہ اس سے کذب لازم نہیں آتا یا یہ کہا جائے کہ اُن آیات سے مراد وعید تخویف کا انشا فرماتا ہے نہ حقیقۃً خبر دینا تو کذب کا اصلا دخل نہیں امام قاضی عیاض نے ابنِ حبیب اور اصبغ بن جلیل نے ایک واقعہ کے بارے میں جس میں کسی ناپاک نے تنقیص شانِ الٰہی کی تھی نقل کیا کہ اُنھوں نے فرمایا کیا وہ رب جس کی ہم عبادت کرتیہیں گالی دیا جائے اور ہم انتقام نہ لیں جب ت وہم بہت بُرے بندے ہیں اور اُس کے پُوجنے والے ہی نہ ہوئے انشریسی نے اپنی کتاب معیار میں ذکر کیا کہ ابن ابی زید نے نقل فرمایا خلیفہ ہارون رشید نے امام مالک سے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا۔ جس نے بدگوئی کی۔ اور اُس میں نبی ﷺ کا نام پاک لیا اور یہ کہ فقیہانِ عراق نے اُسے کوڑے مارنے کا فتویٰ دیا ہے۔ امام مالک یہ سُن کر غضبناک ہوئے اور فرمایا امیر المؤمنین جب نبی کی تنقیصِ شان کی جائے تو پھر اُمت کی زندگی کیسی جو انبیاء کو بُرا کہے وہ قتل کیا جائے گا اور جو صحابہ کو بُرا کہے اُس کے لیے کوڑے ہیں اللہ تعالیٰ اچھی پیروی دے کر احسان فرمائے اور ہمیں کجی اور لغزش اور بُری بدعتوں سے بچائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور وعدوں

سے ہم اُمید کرتے ہیں کہ جو وعیدیں اُس نے اپنے عدل سے مقرر فرمائی ہیں۔ اُن سے ہمیں نجات بخشے۔ اُن کا صدقہ جو پیشی اور قیام کے دِن شفاعت قبول کیے گئے اور انبیاء و رسل کے ختم کرنے والے ہیں اُن پر اور سب پیغمبروں پر بہتر درود وسلام اور اُن کے آل و اصحاب پر کہ راہ یات رہنما ہیں اور قیامت تک اُن کے پیروں پر اسے لکھا اُس نے جو عجز و تقصیر کے ساتھ دوستی کا عہد باندھے ہے اپنے رب قدیر کی معافی کے محتاج۔ بندۂ خدا محمد عزیز وزیر نے جس کے آباواجداد شہر اندلس کے ہیں اور تونس میں پیدا ہوا اور مدینہ طیبہ کا ساکن ہے پھر بفضل خدا یہیں دفن ہوگا۔

مرقوم ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۴ھ

تقریظ

اُن کی جو علم میں صدر بننے اور مدرس ٹھہرے اور غور کیا اور
مدارک علم میں آمد ورفت کی قدرت والے کی توفیق سے

حضرت فاضل عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی

مسجد کریم نبوی میں مدرس اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنے فیضِ قوی سے عطا دے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں ایک اللہ کو اور درود وسلام اُن پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور اُن کے آل و اصحاب و پیروان و گروہ پر حمد و صلاۃ کے بعد جب کہ ثابت و متحقق ہوا جو ان کی طرف نسبت کیا گیا اور وہ غلام احمد قادیانی اور قاسم نانوتی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی اور اشرفعلی تھانوی اور اُن کے ساتھ والے ہیں اور وہ جو سوال میں بیان ہوا۔ تو بے شک یہ اُن کے کفر پر حکم کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم کا انکو قتل کرنا اُن پر جاری کیا جائے اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے کہ مسلمانوں کو اُن سے ڈرایا جائے اور اُن سے نفرت دلائی جائے۔ منبروں پر اور رسالوں میں اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ اُن کے شر کا مادّہ جل جائے اور اُن کے کفر کی جڑ کٹ جائے اس خوف سے کہ کہیں اُن کی گمراہی کی رُوح اسلامی دُنیا کی طرف سرایت نہ کرے اور ہم نے ثبوت و تحقیق کی قید سے اس لیے لگادی کہ تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے اور اُس کے راستے دشوار گزار ہیں ہمارے سردار علماراہ

تکفیر اُس وقت چلے ہیں جب کہ نور ثبوت پایا اور ائمہ مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتماد فرمایا نہ مجرد اندازے اور خبر سے اُس دن کا خوف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ درود وسلام بھیجے ہمارے سردار عبدالقدر توفیق شلبی طرابلسی نے کہ مسجد نبوی میں حنفیوں کا مدرس ہے۔

مہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح قصیدہ بردہ شریف

حضرت علامہ الحاج المفتی

از قلم فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری

مرتبہ

مولانا الحاج مفتی محمد فیاض احمد اویسی

مکتبہ خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

0313-8222336, 0321-4716086

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

احسن التجوید

حضرت مولانا قاری محمد اظہر بن ابرار احمد صدیقی امروہی

شیخ التجوید دار العلوم سبیل الرشاد

بنگلور انڈیا

کتب خانہ امام احمد رضا

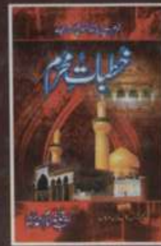
دربار مارکیٹ لاہور

0313-8222336

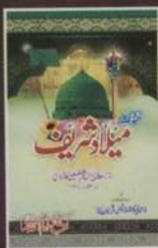
0321-4716086













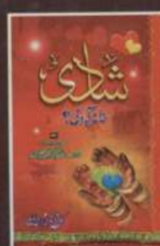








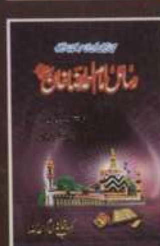













کتب خانہ امام احمد رضا
داتا دربار مارکیٹ لاہور
0313-8222336
0321-4716086